۷۸۶
۱۱۰-۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنی

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL USE

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

ایک سو پچاس
جلد چہارم
جعلی اصحاب
علامہ سید مرتضیٰ عسکری
ترجمہ: سید قلبی حسین رضوی
مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے''

قال رسول اللہ ﷺ : "انی تارک فیکم الثقلین، کتاب اللہ، وعترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلّوا ابدا وانهما لن یفترقا حتیٰ یردا علیّ الحوض".

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔

(صحیح مسلم: ۱۲۲/۷، سنن دارمی: ۴۳۲/۲، مسند احمد: ج ۳، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹. ۳۶۶/۴ و ۵،۳۷/۱۸۲، اور ۱۸۹، مستدرک حاکم: ۱۰۹/۳، ۱۴۸، ۵۳۳، وغیرہ)

ایک سو پچاس

جعلی اصحاب

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِنْ جَآءَكُم فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلىٰ مَافَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ﴾

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو ناواقفیت میں نقصان پہنچا دو جس کے بعد تمھیں اپنے اقدام پر شرمندہ ہونا پڑے۔ (حجرات/٦)

ایک سو پچاس

جعلی اصحاب

جلد چہارم

علامہ سید مرتضیٰ عسکری

ترجمہ: سید قلبی حسین رضوی

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

سرشناسه : عسکری ، مرتضی ، -۱۲۹۳ -
عنوان قراردادی : خمسون وماثه صحابی مختلق. اردو
عنوان و پدید آور : ایک سوپچاس جعلی اصحاب / مرتضی عسکری ؛ ترجمه قلبی حسین رضوی .
مشخصات نشر : قم : مجمع جهانی اهل البیت (ع) ، ۱۳۸۵.
مشخصات ظاهری : ۷ ج .
شابک : (ج ۴)964 - 529 - 052-X (ج ۳) : 964 - 529 - 050-3 (دوره) : 964 - 529 - 132 -1
یادداشت : فیپا
یادداشت : فهرستنویسی بر اساس جلد سوم ، ۱۳۸۵
یادداشت : کتابنامه
موضوع : صحابه ساختگی .
موضوع : احادیث اهل سنت - نقد و تفسیر .
موضوع : تمیمی، سیف بن عمر ، ۲۰ ق - نقد و تفسیر .
شناسه افزوده : رضوی ، قلبی حسین ، مترجم .
شناسه افزوده : مجمع جهانی اهل بیت (ع)
رده بندی کنگره : BP ۱۰۶/۵/ع ۵ خ ۸۰۴۶ ۱۳۸۵
رده بندی دیویی : ۲۹۷/۲۹
شماره کتابخانه ملی : ۲۱۵۵۹ - ۸۵ م

نام کتاب: ایک سو پچاس جعلی اصحاب (جلد چہارم)
مؤلف: علامہ سید مرتضیٰ عسکری
مترجم: سید قلبی حسین رضوی
اصلاح و نظر ثانی: سید احتشام عباس زیدی
پیش کش: معاونت فرہنگی، ادارہ ترجمہ
کمپوزنگ: محمد جواد یعقوبی
ناشر: مجمع جہانی اہل بیت علیہ السلام
طبع اول: ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء
تعداد: ۳۰۰۰
مطبع: لیلیٰ
ISBN:964-529-052-X
www.ahl-ul-bayt.org
Info@ahl-ul-bayt.org

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت وظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ وکلیاں رنگ ونکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ وراہ اجالوں سے پرنور ہو جاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت وقابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ وموسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم وآگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمہ حق وحقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کی تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھی، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان ومذاہب اور تہذیب وروایات پر غلبہ حاصل کر لیا۔

اگر چہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گراں بہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کے بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کر دئی گئی تھی، پھر بھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمہ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار ونظریات سے متاثر اسلام وقرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگیں تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام وقرآن اور مکتب اہل بیت علیہ السلام کی طرف اٹھی اور گڑی

ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکر ومعنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام سے اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب وکامران زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ عملی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر واشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل وشعور کو جذب کرنے والے افکار ونظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیتؑ عصمت وطہارت کے پیروؤں کے درمیان ہم فکری ویکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تا کہ موجود دنیائے بشریت جو قرآن وعترت کے صاف وشفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان وولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل وخرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیتؑ عصمت وطہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوتؐ ورسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدوخال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق وانسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواراں کی نام نہاد تہذیب وثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن ونجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی وتحقیقی کوششوں کے لئے محققین ومصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنی خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج واشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علامہ سید مرتضی عسکری کی گرانقدر کتاب ''ایک سو پچاس جعلی اصحاب'' کو فاضل جلیل مولانا سید قلبی حسین رضوی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں او رمعاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنی جہاد رضائے مولی کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

فہرست

(جلد چہارم)

دوسرا حصہ: عراق کے جنگوں میں سعد کے ہمراہ جنگی افسر اور سپہ سالار (۲)

تیسرا حصہ: مختلف قبائل سے چند اصحاب

چوتھا حصہ: رسول خداؐ کے ہم عصر ہونے کے سبب بننے والے، اصحاب

پانچواں حصہ: ارتداد کی جنگوں کے افسر اور سپہ سالار

چھٹا حصہ: ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچنے کے سبب بننے والے اصحاب

ساتواں حصہ: ابوبکرؓ کی جنگوں میں شرکت کرنے کے سبب بننے والے اصحاب

کتاب ۱۵۰ جعلی اصحاب کے سلسلہ میں

دل کو ہلا دینے والی ایک تاریخی بحث

زیر نظر مقالہ، دانشمند محترم جناب ''ہادی علوی'' کا اس کتاب کے سلسلہ میں تجزیہ ہے، جو ۲۶ اگست ۱۹۶۸ء کو بغداد کے ایک روزنامہ ''تآخی'' اور مجلّہ ''رسالۃ الاسلام'' کے شمار ۹ اور ۱۰ میں جمادی الاول ۱۳۸۸ھ کو شائع ہوا ہے۔ جسے ہم نے اس کتاب کے مقدمہ کے طور پر درج کرنا بجا اور مناسب سمجھا ہے۔

تاریخ، ایک وسیع کھیت کے مانند ہے، جس پر ہر قسم کے بیج بوئے جاسکتے ہیں دیگر چیزوں کے مقابلہ میں اس پر زیادہ قسم کے بیج بوئے جاسکے ہیں۔ دیگر چیزوں کے مقابلہ میں اس پر زیادہ قلم فرسائی کی جاسکتی ہے۔

شاید تاریخ لکھنے والوں کی اس لئے کثرت ہے کہ اس پر قلم اٹھانا آسان ہے۔ یا اس علم کے تحت تاریخی رودادوں اور موضوعات کی اہمیت یا ہمارے زمانے میں یا مستقبل میں اس کے اثرات کی

اہمیت اس کی کثرت وفراوانی کا باعث بنی ہے۔

بہر حال تاریخ، سادہ وآسان نہیں ہے۔لیکن اس وقت آسان بن جاتی ہے کہ جب لکھنے والا اس حالت میں ہو کہ اس سے داستان گڑھ لے اور اس داستان کے ذریعہ آرام طلب اور اپنے آپ سے بے خبر لوگوں کو سردیوں کی طوفانی راتوں میں اپنی میٹھی زبان سے گرم کر کے انہیں عیش وطرب میں مشغول کرے۔

اگر ہم تاریخ پر علمی نقطۂ نظر سے نگاہ ڈالیں اور اس کے سنجیدہ مسائل کو سمجھنے کے لئے عاقلانہ کوشش کریں، تو محسوس کریں گے کہ تاریخ اتنی آسان وسادہ نہیں ہے جتنا عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔مگر اسی مقدار تک کہ ہم آسانی کے ساتھ اس میں تحقیق کریں اور اس کے منابع و مآخذ کو پیدا کر کے ضروری تلاش وجستجوں کر کے نتیجہ تک پہنچیں۔ یہ تین چیز یعنی تحقیق، بحث اور نتیجہ حاصل کرنا۔ ہر علم کی بنیاد ہے اور ان چیزوں کو حاصل کرنا اغلب محنت وتکلیف کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

واضح ہے کہ تاریخی تحقیق کی قدر وقیمت، اس سلسلے میں انجام دی جانے والی تلاش وجستجو پر منحصر ہے۔لیکن یہ تلاش وکوشش بے لوث اور اخلاص پر مبنی ہونی چاہئے اور مورد بحث موضوع بھی مشخص اور یکساں طرز پر ہونا چاہئے۔

ان واضح روشن اور سادہ حقائق کے پیش نظر ہم آسانی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ کتاب ''۱۵۰ جعلی اصحاب'' قابل احترام کتابوں میں سے ایک ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں زیر بحث موضوعات کے انتخاب میں جس دقت اور باریک بینی کا خیال رکھا گیا ہے وہ طولانی اور عمیق کوششوں کا مظہر ہے۔ اس میں انتہائی صبر وشکیبائی سے کام لیا گیا ہے اور یہی تمام علمی بحث وتحقیق کا مقصد ہے۔

اس کے باوجود کہ اس کتاب نے اپنے اصلی مقصد کو صیغہ راز میں رکھا ہے۔ لیکن اس کا موضوع بحث، تحقیق کرنے والے تمام لوگوں ۔خواہ عرب ہوں یا مستشرقین ـــــ کے لئے ایک گراں قیمت و مستند علمی مآخذ و منبع ہے۔

اس کتاب کے مصنف جناب ''سید مرتضیٰ عسکری'' بغداد کے معروف علماء میں سے ہیں۔ موصوف نے جو بحث اس کتاب میں شروع کی ہے، حقیقت میں ان کی اس بحث کا سلسلہ ہے جو انہوں نے اپنی دوسری کتاب "عبداللہ بن سبا" میں ذکر کیا ہے۔

مؤلف نے ان دو کتابوں میں "سیف بن عمر" نامی ایک مورّخ کا نام لیا ہے جس نے بنی امیّہ اور بنی عباس کی حکومت کو درک کیا ہے۔ اس زمانے میں جب عالم اسلام میں کتابیں لکھنے کا رواج تھا، اس مورّخ نے بھی اسلام کی فتوحات اور لشکر کشیوں پر روشنی ڈالی ہے۔

اگر چہ سیف کی کتاب "فتوح" مفقود ہوگئی ہے اور اس وقت موجود نہیں ہے۔ لیکن اس میں لکھی گئی روایتیں اور تاریخی وقائع و روداد پوری کی پوری ان مشہور، معروف اور معتبر منابع میں درج ہیں، جنہوں نے سیف کی بات پر اعتبار کیا ہے اور ان میں سب سے پیش قدم ''تاریخ طبری'' ہے۔

جناب عسکری نے اس بحث و تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ سیف بن عمر، ایک جھوٹ بولنے والا اور جھوٹ گڑھنے والا مورّخ تھا اور اس نے حوادث اور رودادوں کو اپنی خیالی دنیا میں خلق کیا ہے اور انھیں صحیح اور معقول دکھانے کے لئے ایک سلسلہ وار اغراض و مقاصد سے استفادہ کیا ہے جن کا اصل موضوع ـــــ جس کی بناء پر اس قسم کی روداد تحریر کی گئی ہیں ـــــ سے کوئی ربط نظر نہیں آتا ہے۔ ان علل و عوامل میں سے بعض حسب ذیل ہیں۔

۱۔اموی حکام کی مصلحتوں کا تحفظ : سیف نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسی حکومت کے دامن میں گزارا ہے۔اس کی داستانوں اور اس کی روایتوں میں بنی امیہ کی طرفداری اور ان کی مصلحتوں کا تحفظ واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔

۲۔قبیلۂ تمیم کے منافع کی رعایت : سیف نے اس سلسلہ میں تعصب کا کمال دکھایا ہے۔

اس نے اس تعصب کو سیف نے قبیلۂ تمیم کے نامدار اور معروف سرداروں اور بہادروں کی اسلام کی فتوحات میں دلاوریوں اور شجاعتوں کے کارناموں کی تشریح کرتے ہوئے منعکس کیا ہے۔
جناب عسکری کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب داستانیں سیف کے افسانے اور اس کے خیال کی تخلیق ہیں اور ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

۳۔اسلام کی تاریخ میں شبہہ ایجاد کر کے اس میں رخنہ ڈالنا:مؤلف محترم نے اسے سیف کی زندیقیت کا نتیجہ جانا ہے۔

سیف نے اپنی داستانوں میں بہت سے چہروں کو رسول خداؐ کے صحابیوں کے طور پر خلق کیا ہے۔جناب عسکری کے شمار کے مطابق اس کے جعلی صحابیوں کی تعداد ۱۵۰ تک پہنچی ہے۔
اس کے علاوہ سیف نے اپنی داستانوں کے لئے راویوں کے طور پر بعض چہرے، اماکن اور بہت سی جغرافیائی جگہیں خلق کی ہیں۔ان کا، نہ صرف جغرافیہ کے نقشہ میں کوئی سراغ نہیں ملتا ہے بلکہ سرے سے گیتی پر ان کا وجود نہیں ہے۔اس کے علاوہ اس نے بے شمار حوادث، روداد اور وقائع بھی خلق کئے ہیں۔

دانشمند محترم کی اس کتاب میں سیف بن عمر کے ۳۹ جعلی اصحاب اور خیالی پہلوانوں کے بارے میں مفصل بحث، تحقیق و تجزیہ کیا گیا ہے۔ جناب عسکری کا پکا اعتقاد ہے کہ اس قسم کی وقائع میں ایسے چہروں کا ہرگز وجود نہیں تھا۔

جناب عسکری کی یہ تحقیق درج ذیل نکات پر مشتمل ہے:

۱۔ سیف بن عمر اس قسم کی روایتوں کا تنہا مصدر و ماخذ ہے طبری نے ان روایتوں کو اس سے نقل کیا ہے اور اس کے بعد ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون نے ان ہی روایتوں کو طبری سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

طبری کے علاوہ چند گنے چنے مؤرخین کے پاس بھی سیف کی کتاب "فتوح" کے نسخے موجود تھے اور انہوں نے ان سے روایتیں کی ہیں۔

لیکن جن مصادر میں سیف کی روایتوں پر اعتنا نہیں کیا گیا ہے اور ان سے مطلب نقل نہیں کیا گیا ہے، ان میں اس کی یہ داستانیں، دلاوریاں اور جعلی سورما وغیرہ دکھائی نہیں دیتے۔ ان میں سیرت پر لکھی گئی کتابوں کے علاوہ بلاذری کی تالیفات میں سیف کی داستانیں، اس کے خلق کئے گئے پہلوان اور وقائع دکھائی نہیں دیتے، بلکہ ان میں اس کی تحریف شدہ، روایتیں، وقائع اور تاریخی روداد یں دوسری صورت میں درج ہوئی ہیں، جو سیف کی روایتوں کے بالکل مختلف ہیں۔

طبری نے بھی تاریخی واقعات نقل کرنے میں صرف سیف کی روایتوں پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اس نے دوسرے منابع سے ایسی روایتیں، بھی نقل کی ہیں جو سیف کی روایتوں سے تناقض اور اختلاف رکھتی ہیں۔

۲۔سیف نے اپنی روایتوں میں جن مآخذ کا سہارا لیا ہے، وہ بذات خود اس کی روایتوں کے جعلی ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ جناب عسکری نے سیف کے راویوں کے بارے میں بحث وتحقیق کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ان میں سے اکثر کا نام علم رجال کی کتابوں میں موجود نہیں ہے، یہی امر ان کے یقین کا سبب بنا ہے کہ اس قسم کے راوی سیف کے خیالات کی مخلوق ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے ہیں۔

۳۔سیف کی اکثر جنگیں اور فتوحات، توہمات اور خلاف معمول رودادوں پر مشتمل ہیں۔جیسے بعض جنگوں میں حیوانوں کا خاندان تمیم کے بعض سپہ سالاروں کے ساتھ فصیح عربی میں گفتگو کرنا! واضح ہے کہ اس قسم کے مطالب علم ومنطق کی کسوٹی پر نہیں اترتے، خواہ انہیں سیف نے کہا ہو یا کسی اور نے[۱]

ہم دیکھتے ہیں کہ سیف تعجب انگریز مطالب کو پیش کرتا ہے اور انہیں بڑی مہارت کے ساتھ آپس میں جوڑتا ہے اور خلاف توقع نتیجہ حاصل کرتا ہے۔مثلاً ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ جو مسلسل دو سال تک مسلمانوں کے کئی حملے اس کو فتح کرنے میں ناکام ہوئے تھے، کسی فوجی حکمت عملی کے ذریعہ تسخیر کئے بغیر سیف نے دکھایا ہے کہ وہ قلعہ ایک دم اور مختصر وقت میں مسلمانوں کے ہاتھوں ایسے تسخیر ہوا کہ تمام لوگ، حتی مسلمان سپاہی بھی حیرت اور تعجب میں پڑ گئے۔

یا یہ کہ سیف کہتا ہے، ایک فوج میدان کارزار کے فاتحوں کے مقابلے میں آخری لمحہ تک پائداری اور استقامت سے لڑی۔اپنے دشمن کے حملوں کو شجاعت کے ساتھ پسپا کیا۔اپنے مورچوں کا

۱۔انبیائے کرامؑ کے معجزات اس سے مستثنی ہیں۔

پوری طاقت کے ساتھ دفاع کیا۔ اور ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے، لیکن، اچانک اسلام کے سپاہیوں کے ایک فوری حملے کے مقابلہ میں تاب نہ لاکر اپنی پائداری کو ہاتھ سے کھو بیٹھتی ہے اور اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے!!

سیف کے نقطہ نظر کے مطابق جنگوں اور فتوحات میں مسلمانوں نے جو اکثر کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ اسی قسم کے اتفاقات اور معجزات کی مرہون منت ہیں، جو جنگ کے دوران یا اس سے قبل واقع ہوئے تھے!

حوادث اور وقائع کے بارے میں اس قسم کے بیانات تاریخ لکھنے والوں کے لئے سیف کے جھوٹ اور جعلی روایتوں سے پردہ اٹھاتے ہیں اور ہر قسم کے تعصب سے بالاتر علم و منطق کے ذریعہ سیف کو اپنی سرزنش کا نشانہ بناتے ہیں۔

یہاں پر استاد عسکری کے لئے یہ امر ممکن بن جاتا ہے وہ زیر بحث موضوع کے بارے میں منابع و مصادر میں ضروری جانچ پڑتال اور تلاش و کوششوں کے بعد اس خطرناک تاریخ نویس پر آخری اور کاری ضرب لگائیں اور پوری مہارت اور حکمت عملی کے ساتھ حیرت انگیز طور سے سیف کی جعلی روایتوں کو دوسرے منابع سے جدا کر کے اسلامی تاریخ کے منابع کو اس دروغ گو سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو جائیں۔

یہاں پر ممکن ہے کوئی یہ سوال کرے کہ، یہ کیسے ممکن ہو سکا ہے کہ سیف کے یہ کارنامے گزشتہ مورخین کے لئے پوشیدہ رہے ہوں؟

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ: ایسا نہیں تھا کہ اس کام کے بارے میں گزشتہ مؤرخین

بے خبر ہوں! خود طبری نے، جس نے دوسرے تاریخ نویسوں کی نسبت سیف کی کتاب پر زیادہ اعتماد کیا ہے، پوری طرح اس کی روایتوں، جیسے " واقدی یا اپنے اسناد کے ذریعہ سیف کی روایتوں کی تردید کی ہے۔ دوسرے مؤرخین اور سیرت لکھنے والوں نے بھی سیف کی کسی روایت کو نقل نہیں کیا ہے، جیسے:

بلاذری، جو اسلامی فتوحات کے بارے میں مطلق طور پر سب سے بڑا مؤرخ سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح یعقوبی، مسعودی اور دیگر لوگوں نے بھی سیف کی روایتوں کو کہیں سے بھی نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا ہے۔

راوی شناس اور علم درایت کے ماہر بھی سیف کی ان کارستانیوں سے بے خبر نہیں رہے ہیں۔ ان میں سے بعض نے واضح طور سے اس پر حملے کر کے اسے جھوٹ بولنے اور احادیث گڑھنے کا ملزم ٹھہرایا ہے۔

لیکن ان لوگوں کے لئے بھی اس حد تک تاریخی اہمیت اور احترام کے، مالک ہونے کے باوجود اس کام کو اس طرح انجام تک پہنچانا ممکن نہیں تھا، جس طرح جناب عسکری نے اسے انجام تک پہنچایا ہے۔

مقالہ کے آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مؤلف محترم نے اصطلاح "افسانہ" (اسطورہ) کو پوری کتاب میں کافی جگہوں پر استعمال کیا ہے اور سیف کی بے بنیاد روایتوں کے لئے اس اصطلاح کا استعمال کیا ہے جبکہ میری نظر میں اس قسم کے مطلب کے لئے ایسی اصطلاح کا استعمال کرنے میں خاص توجہ اور کافی دقت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ " افسانہ "ایسا لفظ ہے جو آج کی دنیا کی علمی بحثوں میں گزشتہ زمانے کی بڑی جنگوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے، کیوں کہ ان جنگوں کے واقع

ہونے اوران کی سنسنی خیز رودادوں میں پریوں اور خداؤں کا براہ راست دخل ہوتا تھا، جیسے بابلیوں اور یونانیوں کے افسانے، جنھیں انگریزی میں "متھ "[1] کہا جاتا ہے۔

ایک دوسری اصطلاح بھی انگیریزی میں "لجنڈ "[2] نام کی موجود ہے جو غیر عادی اور نا قابل یقین رودادوں کے لئے مخصوص ہے۔ البتہ ایسی داستانوں میں پریوں اور خداؤں کی مداخلت کی بات نہیں ہے۔ اس قسم کی داستانوں کے نمونے " قدیسین " اور اولیاء وغیرہ کی معجزاتی داستانوں میں پائے جاتے ہیں، اور عرب محققین ابھی تک اس اصطلاح کے نعم البدل کے بارے میں کسی نتیجہ تک نہیں پہنچے ہیں۔ لیکن میں ترجیح دیتا ہوں کہ اس سلسلہ میں بجائے افسانہ "خرافہ " کی اصطلاح سے استفادہ کیا جائے تا کہ ان دو لفظوں کے اصلی معنیٰ، جیسے کہ انگریز زبان میں اس کے لئے مشخص ہوئے ہیں محفوظ رہیں۔

جب ہم سیف بن عمر کی تخلیقوں کو دیکھتے ہیں تو پاتے ہیں کہ ان میں بڑی داستانوں اور خداؤں اور پریوں کی جنگوں کا رنگ وروپ نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ یہ داستانیں بھاری اور آرام صورت میں ایک منظّم تاریخی راستہ پر آگے بڑھتی نظر آتی ہیں اور اس لحاظ سے اس کی کتاب "فتوح" اسلوب اور روش کے مطابق تاریخ کی دوسری کتابوں سے مختلف نہیں ہے۔ اس لئے یہ صحیح نہیں ہے کہ اس کی روایتوں کو "افسانہ " کہا جائے کیونکہ جو حوادث اور بے شمار غیر معمولی واقعات سیف کی روایتوں میں ذکر ہوئے ہیں وہ ''افسانہ'' اور متھ خرافہ "یا انگریزی میں "لجنڈ " (Legend) کے مفہوم سے نزدیک تر ہے۔

۱۔Myth

۲۔Legend

دوسری جانب سیف کی تمام روایات اور اخبار، معجزات اور غیر عادی کارناموں پر مشمل نہیں ہیں، بلکہ اس کے دوسرے جھوٹ بھی ایسی چیزوں پر مشتمل نہیں ہیں۔

قدیم زمانے کے لوگوں نے بھی جھوٹی خبر کے لئے متعدد نام رکھے ہیں یہ نام کثرت استعمال کی وجہ سے اصطلاح کی صورت اختیار کر گئے ہیں، جیسے: موضوع و منحول یعنی ''جعلی اور بے بنیاد''۔ لیکن میں اپنے آپ میں یہ صلاحیت محسوس نہیں کرتا کہ یہاں پر کسی خاص لفظ کو اس کی جگہ پر تجویز کروں البتہ اس مختصر فرصت میں جو کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے مباحث میں اصطلاحات استعمال کرنے میں کافی دقت اور احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ استاد محترم و ارجمند جناب سید مرتضیٰ عسکری، خاص اور مناسب الفاظ کو اپنے علمی مباحث میں استعمال کرنے کے سلسلے میں دوسروں سے دانا اور آگاہ تر ہیں۔

❋ ❋ ❋

نوٹ: اس مقالہ کے بعض مطالب کے سلسلے میں مؤلف کا جواب اور نقطۂ نظر اسی کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصحاب کو پہچاننے کا ایک طریقہ

سپہ سالاری

کتاب کے اس حصہ میں ہم سیف کے ایسے جعلی اصحاب کے حالات پر روشنی ڈالیں گے جنہیں مکتبِ خلفاء کے علماء نے صرف اس بناء پر کہ سیف نے اسلام کی فتوحات میں سردار اور سپہ سالار کی حیثیت سے ان کا نام لیا ہے، انہیں پیغمبر خداؐ کے حقیقی اصحاب قرار دیکر ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے اور انہیں اس عنوان سے درج کیا ہے۔

ابن حجر اپنی کتاب " اصابہ " کے مقدمہ میں " صحابی کی تعریف" میں یوں لکھتے ہیں:

جو کچھ ہمیں صحابی کی پہچان کے سلسلے میں اپنے اسلاف سے مختصر اور یہاں وہاں سے ہاتھ آیا ہے، اگر چہ وہ یقینی اور واضح نص نہیں ہے، پھر بھی وہ مطلب ہے جسے " ابن ابی شیبہ "[۱] نے ایک ناقابل اعتراض مآخذ سے نقل کر کے اپنی کتاب

ا۔ ابوبکر، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ کوفی عبسی (وفات ۲۳۵ھ) ہے۔ انکی تصنیفات میں سے صرف تین حصے حیدر آباد دکن میں شائع ہوئے ہیں۔

''مصنف'' میں یوں درج ہے: صدر اسلام کے جنگوں میں رسم یہ تھی کہ صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار کے طور پر منتخب نہیں کرتے تھے۔

یہ عالم ۔ابن حجر۔ اپنی کتاب کے دوسرے حصہ میں ''صحابی کو پہچاننے کا ایک راستہ'' کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:

ایک قاعدہ موجود ہے جس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کا صحابی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ تین علامتوں پر مشتمل ہے۔ ان تین علامتوں میں سے کسی ایک کی موجودگی کسی فرد میں موجودگی اس امر کے لئے کافی ہے کہ اس شخص پر رسول خداؐ کا صحابی ہونے کا حکم لگایا جائے۔

ان میں پہلی علامت یہ ہے جسے ابن ابی شیبہ نے ایک نا قابل اعتراض منبع سے نقل کر کے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

صدر اسلام کے جنگوں میں رسم یہ تھی کہ صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار کے طور پر منتخب نہیں کیا جاتا تھا۔

اس کے بعد ابن حجر اپنی بات کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر کوئی شخص اسلام کی جنگوں اور فتوحات کی رودادوں اور روایتوں کی تحقیق اور جستجو کرے تو اسے اس قسم کے اصحاب کی بڑی تعداد ملے گی جن کا ہم نے اپنی کتاب کے ابتدائی حصہ میں ذکر کیا ہے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ہم نے ابن حجر کی اس روایت کے بارے تحقیق اور جستجو کرنے کا اراد کیا جسے اس نے ابن ابی

شیبہ سے نقل کیا ہے اور ابن حجر اور اس کے ہم فکروں نے اس روایت کو صحابی کی پہچان کے لئے قطعی دلیل قرار دیکر اصحاب کے حالت پر تشریح و تفسیریں لکھی ہیں، لیکن اس راستہ میں تمام تلاش و کوششوں کے باوجود اس روایت کے مصدر و مآخذ کے طور پر سیف کے علاوہ کسی کو نہیں پایا۔ اسی طرح تاریخ طبری اور تاریخ ابن عساکر نے بھی یہی مطلب لکھا ہے۔ یہ علماء سیف سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

۱۔ جنگوں میں افسر اور سپہ سالار اصحاب میں سے منتخب ہوتے تھے، مگر یہ کہ ان میں سے کوئی موجود نہ ہوتا۔

۲۔ طبری ایک اور روایت کے مطابق سیف سے نقل کرتا ہے:

''عمر بن محمد'' نے ''شعبی'' سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا:

انہی دنوں، جب خلیفہ ابو بکر نے ''خالد بن ولید و عیاض بن غنم'' کو ماموریت پر عراق بھیجا تھا تو انھیں لکھا تھا:

جن لوگوں نے مرتدوں سے جنگ کی اور رسول خداؐ کے بعد اسلام پر باقی رہے، ان کی ایک فوج تشکیل دو۔ اس فوج میں اور تمہارے ہمراہ کسی بھی مرتد کو جنگ میں شرکت نے کا تب تک حق نہیں ہے جب تک میرا حکم پہنچے۔

اس کے بعد شعبی اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

ابو بکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں کسی مرتد نے جنگجوں میں شرکت نہیں کی۔

۳۔ مزید طبری سیف سے نقل کر کے اسی ماٴخذ کے مطابق لکھتا ہے:

خلیفہ ابو بکرؓ جب تک زندہ تھے، کسی بھی جنگ میں مرتدوں سے مدد طلب نہیں کی۔ لیکن خلیفہ عمرؓ

ان سے مدد لیتے تھے، مگر، انھیں کبھی سپہ سالار نہیں بناتے تھے، مگر ایک مختصر تعداد کو یہ عہدہ سونپا ہے جن کی تعداد دس افراد یا اس سے کم تر تھی۔ وہ صحابی کو سپہ سالار کے عہدہ پر انتخاب کرنے میں کبھی غفلت نہیں کرتے تھے۔

۴۔ اس نے ایک اور روایت میں سیف سے نقل کر کے لکھا ہے:

سب کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے ارتداد کے جنگوں، عراق پر لشکر کشی اور ایرانیوں سے جنگ میں مرتدوں کے گروہ سے مدد طلب نہیں کی ہے۔ وہ مرتدوں سے سپاہی کی حیثیت سے تو کام لیتے تھے لیکن ان میں سے کسی ایک کو امیر یا سپہ سالار منتخب نہیں کرتے تھے۔ سیف نے اس مطلب کو متعدد روایتوں میں بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی زبردست کوشش کی ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں اسلام کے سپاہیوں کی کمانڈ ہمیشہ صحابی کے ہاتھ میں ہوتی تھی اور صحابی کے علاوہ کسی کو یہ عہدہ نہیں سونپا جاتا تھا۔ لیکن یہ تمام حالات سیف کی مذکورہ روایتوں کے باوجود خلیفہ عمرؓ کی طرف سے ''اِمرؤالقیس'' کی ''قضاعہ''[1] کے مسلمان پر حکومت ـــــ جس نے اس سے پہلے ایک رکعت نماز بھی نہیں پڑھی تھی ـــــ کے ساتھ واضح تناقص رکھتے ہیں۔ درج ذیل داستان ملاحظہ فرمائیے:

ابو الفرج اصفہانی اپنی کتاب ''اغانی'' میں یوں لکھتے ہیں:

''اِمرؤالقیس'' نے عمرؓ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ اور اس سے پہلے کہ اس

۱۔ قضاعہ ''حیدان، بہراء، بلی اور جہینہ'' وغیرہ قبائل پر مشتمل ایک بڑے قبائل کا مجموعہ ہے۔ ابن حزم نے اپنی کتاب انساب (۴۴۰۔۔۴۶۰) میں اس کی تشریح کی ہے۔ اس کا مرکز پہلے ''شجر'' اس کے بعد ''نجران'' اور اس کے بعد شام میں تھا۔ اس قبیلہ کی سرزمینوں کی حدود وسیع تھیں اور یہ شام، عراق اور حجاز تک پھیلی ہوئی تھی۔ معجم القبائل العربیہ۔ لفظ قضاعہ (۲/۹۵۷) ملاحظہ ہو

نے ایک رکعت نماز پڑھی ہو اس کو خلیفہ نے حکومت وولایت پر منصوب کیا۔

اصفہانی نے داستان کی تفصیل کو مذکورہ خبر کے بعد ’’عوف بن خارجہ مّری‘‘ سے نقل کر کے اپنی کتاب اغانی میں یوں لکھا ہے:

عمر ابن خطابؓ کی خلافت کے دوران ایک دن میں ان کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ ایک شخص داخل ہوا، اس کے سر کے دونوں طرف تھوڑے سے بال دکھائی دیتے تھے۔ اس کے پیر ٹیڑھے تھے، پاؤں کے انگلیاں ایک دوسرے کے اوپر اور ایڑیاں اس کے شانوں کے موازی تھیں۔

وہ لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے اور ان کے سروں پر سے گزر کر آگے بڑھ رہا تھا اور اس طرح اس نے اپنے آپ کو عمرؓ کے روبرو پہنچا دیا اور خلافت کی رسم کے مطابق آداب بجالائے:

عمر نے اس سے پوچھا:

تم کون ہو؟

اس شخص نے جواب دیا:

میں ایک عیسائی ہوں اور میرا نام ’’امرؤالقیس بن عدی کلبی‘‘ ہے۔

عمرؓ نے اسے پہچان لیا، اور اس سے پوچھا۔

اچھا! کیا چاہتے ہو؟

امرؤالقیس نے جواب دیا:

مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔

عمرؓ نے اسے اسلام کی تعلیم دی اور اس نے قبول کیا۔ اسی اثناء میں خلیفہ نے حکم دیا کہ ایک

نیزہ لایا جائے، اس کے بعد اس پر ایک پرچم نصب کر کے ''امرؤالقیس'' کے ہاتھ میں دیدیا اور اسے شام کے علاقہ قضاعہ کے مسلمانوں پر حاکم مقرر کر دیا۔

''امرؤالقیس'' پرچم مضبوطی سے ہاتھ میں لئے ہوئے اس حالت میں خلیفہ سے رخصت ہوا کہ پرچم اس کے سر پر لہرا رہا تھا ....(داستان آخر تک ''اغانی'' میں)

''علقمہ بن علاثۂ کلبی'' کی ارتداد کے بعد حکومت کی داستان بھی سیف کی روایتوں سے تناقض رکھتی ہے۔ یہ روایت اصفہانی کی ''اغانی'' اور ابن حجر کی ''اصابہ'' میں اس کے حالات کی تشریح کے ضمن میں درج ہوئی ہے جو حسب ذیل ہے:

علقمہ رسول خداؐ کے زمانے میں اسلام لایا اور اسے آنحضرتؐ کی مصاحبت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ لیکن اس نے آنحضرتؐ کے بعد ابوبکرؓ کی خلافت کے دوران اسلام سے منہ موڑ لیا اور مرتد ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے مجبور ہو کر، اس کے پیچھے خالد بن ولید کو بھیج دیا۔ جب علقمہ اس موضوع سے باخبر ہوا تو چھپ گیا۔ کہتے ہیں کہ بعد میں علقمہ معافی مانگ کر خلیفہ کی خدمت میں پہنچا اور دوبارہ اسلام لایا۔

ابن حجر نے علقمہ کے بارے میں اپنی کتاب ''اصابہ'' میں مندرجہ ذیل مطالب بھی درج کئے ہیں؛

عمرؓ نے اپنی حکومت کے دوران علقمہ پر شراب پینے کے جرم میں حد شرعی جاری کی۔ علقمہ اس کی وجہ سے خفا ہو کر مرتد ہو گیا اور روم کی طرف چلا گیا اس نے روم بادشاہ کے پاس جا کر اپنا تعارف کرایا۔ بادشاہ نے اس کا استقبال کیا اور اس کی پہچان کے سلسلے میں اس سے سوال کیا۔

کیا تم ''عامر بن طفیل'' کے چچیرے بھائی ہو؟

بادشاہ کے اس طرح سوال کرنے سے علقمہ کی شخصیت مجروح ہوئی، اس لئے وہ خفا ہو کر غصہ

کی حالت میں بولا:

ایسا لگتا ہے کہ آپ مجھے عامر کی نسبت کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نہیں پہچانتے؟ اس کے بعد اٹھ کے باہر نکلا اور مدینہ واپس لوٹ کر دوبارہ اسلام لایا۔ لیکن علقمہ کے عمرؓ کی طرف سے حکومت حاصل کرنے کی داستان ابن حجر کی ''اصابہ'' اورابوالفرج اصفہانی کی ''اغانی'' میں درج ہوئی ہے۔ ہم یہاں پر اسے ''اغانی'' سے نقل کرتے ہیں: علقمہ اسلام سے منہ موڑنے کے بعد ایک مدت تک مدینہ سے دوری اور دربدری تحمل کرنے کے بعد سرانجام دوبارہ مدینہ واپس آیا اور لوگوں کی نظروں سے چھپ کیر اہی مسجد ہوا اور ایک کونے میں مخفی ہو گیا۔

رات کے وقت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے، لیکن علقمہ نے اندھیرے کی وجہ سے صحیح طور پر انھیں نہیں پہچانا کہ یہ داخل ہونے والا کون تھا۔ عمرؓ کی خالد بن ولید ـــــ جو علقمہ کا دوست تھا ـــــ سے شباہت کی وجہ سے علقمہ نے گمان کیا مسجد میں داخل ہونے والا خالد بن ولید ہے۔ لہذا اس کے ساتھ گفتگو شروع کرتے ہوئے پوچھا:

بالاخر اس نے تمہیں کام سے برطرف کر دیا ؟

گویا عمرؓ نے علقمہ کو پہچان لیا تھا اور اس کی غلط فہمی سے آگاہ ہو چکا تھا، لہذا اس فرصت سے استفادہ کرتے ہوئے چالاکی کے ساتھ خالد کے انداز میں جواب دیا۔

ہاں! ایسا ہی ہے!

علقمہ نے متاثر انداز میں کہا!

معلوم ہے، یہ نظر بد اور حسد کے علاوہ کچھ نہیں ہے، تمہارے ساتھ یہ ظلم حسد کے وجہ سے ہوا ہے!

عمرؓ نے فرصت کوغنیمت سمجھ کر عیارانہ انداز میں علقمہ سے پوچھا:

کیا تم مدد کرو گے تا کہ عمرؓ سے اپنا انتقام لے لوں؟

علقمہ نے بلا فاصلہ جواب دیا۔

خدا کی پناہ، عمرؓ ہم پر فرمانبرداری واطاعت کا حق رکھتے ہیں، ہمیں حق نہیں ہے ان کے خلاف کوئی کام کریں اوران کے مخالفت کریں !

سرانجام عمرؓ، یا علقمہ کے خیال میں خالد۔ اٹھ کر مسجد سے چلے گئے۔

دوسرے دن عمرؓ لوگوں سے ملاقات کرنے کے لئے آمادہ ہوئے اسی اثناء میں خالد علقمہ کے ہمراہ داخل ہوا اور دونوں ایک ساتھ ایک جگہ پر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک مناسب فرصت پر عمرؓ نے علقمہ کی طرف رخ کر کے سوال کیا:

اچھا علقمہ! کیا تم نے وہ باتیں خالد سے کیں؟

علقمہ، عمر کا سوال سنکر الجھن میں پڑ گیا، چند لمحہ خاموشی کے بعد اسے کل رات کی وہ ساری باتیں یاد آئیں جو اس نے خالد سے کی تھیں۔ لہذا فوری طور پر خالد سے مخاطب ہو کر بلند آواز میں پوچھا:

ابوسلیمان! کیا تو نے اس سے کوئی بات کہی ہے؟

خالد نے جواب دیا:

وائے ہو ہم تم پر، خدا کی قسم اس ملاقات سے پہلے میں نے اس کو دیکھا تک نہیں ہے۔ اس وقت خالد نے فراست سے مطلب کو سمجھ لیا اور بولا:

ایسا تو نہیں ہے تو نے ان کو۔ خلیفہ کی طرف اشارہ کر کے۔ مجھ سے پہلے کہیں دیکھا ہو اور غلط فہمی سے میری جگہ پر انھیں لے لیا ہو گا؟

علقمہ نے جواب دیا۔

ہاں خدا کی قسم، صحیح ہے میں نے تیرے بجائے انھیں دیکھا تھا۔

اس کے بعد خلیفہ سے مخاطب ہو کر بولا:

اے امیر المؤمنین! آپ نے تو خیر و خوبی کے علاوہ کوئی چیز مجھ سے نہیں سنی ہے، کیا ایسا نہیں ہے؟

عمرؓ نے جواب دیا: صحیح ہے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ ''حوران''[1] کی گورنری تمھیں دیدوں؟

علقمہ نے جواب دیا:

جی ہاں.

اس کے بعد عمرؓ نے ''حوران'' کی حکومت کا فران علقمہ کے ہاتھ میں دیدیا اور وہ زندگی کے آخری دن تک اس حکومت پر برقرار رہا اور وہیں پر وفات پائی۔ ''حطیہ'' نے اس کے سوگ میں یوں کہا ہے:..... (آخر تک)

ابن حجر نے اس داستان کے ضمن میں یوں اضافہ کیا ہے:

عمرؓ ''حوران'' کی حکومت کا فرمان علقمہ کے ہاتھ میں دینے کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر بولے:

اگر میرے پاس اس قسم کے باوفا اشخاص ہوتے، تو وہ میرے لئے تمام دنیا کی دولت سے قیمتی تھے.

بحث کا نتیجہ:

ہم نے مشاہدہ کیا کہ مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے ''ابن ابی شیبہ'' سے نقل کیا ہے کہ اس نے ''ایک قابل اعتبار منبع و مصدر'' سے روایت کی ہے کہ ''اسلاف کی رسم یہ تھی کہ جنگوں میں صحابی کے علاوہ کسی کو سپہ سالار نہیں بنایا جاتا تھا۔''

ان علماء نے اس قسم کی روایت کے مصدر کے بارے میں ''صحیح'' یا ''حسن'' کی اصطلاحات سے استفادہ نہیں کیا ہے بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ ''ایک ایسے منبع سے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہے''۔ اور اس طرح اس مآخذ کی قدر و قیمت اور اعتبار کو کافی حد تک گھٹا کے رکھ دیا ہے۔

ہم نے سیف بن عمر کو بھی یہ کہتے ہوئے پایا:

فوج کے سپہ سالار سب صحابی تھے۔

ابوبکرؓ جنگوں میں مرتدوں سے مدد حاصل نہیں کرتے تھے اور حکم دیدیا تھا کہ ان سے مدد طلب نہ کریں۔ اس لئے ان جنگوں میں کسی مرتد نے شرکت نہیں کی ہے!

عمرؓ مرتدوں کو سپاہ کے طور پر قبول کرتے تھے، لیکن ان میں سے انگشت شمار افراد کے علاوہ، جن کی تعداد مشکل سے دس افراد تک پہنچی تھی، کسی کو سپہ سالار نہیں بنایا خود آپ صحابی کو فوج کا سپہ سالار بنانے سے کبھی غفلت نہیں کرتے تھے۔

یہ وہ مطالب تھے جنہیں مکتب خلفاء کے دانشمندوں نے اصحاب کی شناخت اور پہچان کے طور پر ذکر کیا ہے۔

لیکن ہم نے ان سب ادعاؤں کے باوجود دیکھا کہ خلیفۂ عمرؓ نے اس کے برخلاف ''علقمہ'' کو جو مرتد ہوگیا تھا، ''حوران'' کے حاکم کے طور پر منصوب کیا جبکہ شامی امراء اور حکام اس زمانے میں فوج کی کمانڈ بھی سنبھالتے تھے، اس مفہوم میں کہ شام کا حاکم اور گورنر وہاں کی فوج پر، فلسطین کا حاکم وہاں کی فوج پر اور قنسرین کا فرمان روا علاقہ قنسرین کی فوج کا کمانڈر بھی تھا۔

خلاصہ یہ کہ ہر علاقہ کا حاکم و فرماں روا صلح کے زمانے میں مطلق حاکم اور جنگ کے زمانے میں افسر اور سپہ سالار بھی ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ خلیفۂ دوم نے ایک نو مسلم عیسائی کے ہاتھوں میں حکمرانی کا پرچم اس وقت دیدیا جب کہ اسلام لانے کے بعد اس نے ابھی تک ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی، جبکہ اس زمانے کے رسم کے مطابق ایسا پرچم ایسے شخص کو دیا جاتا تھا جو ایک قبیلہ کو جنگ میں شرکت کرنے کے لئے آمادہ کرتا تھا۔ کیونکہ ان دنوں فوج منظم کرنے کا کام قبیلوں کی بنیاد پر ہوا کرتا تھا اور یہ رسم جنگ صفین اور، حادثۂ کربلا بلکہ اس کے بعد بھی رائج تھی۔

اس بنا پر خلیفۂ عمرؓ نے ''امرؤ القیس کلبی'' کو جو قبیلہ کلب سے تھا اور قضاء نام کے ایک بڑے قبیلہ کا ایک جز تھا، تمام قبائل قضاعہ پر حاکم مقرر کیا اور اس طرح سپاہ قضاعہ کی سپہ سالاری بھی اسے سونپ دی تا کہ وہ ان کی مدد سے رومیوں کے ساتھ جنگ میں شرکت کرے اور اسلام کی طرف سے کفر والحاد سے جنگ کرے!

اس حساب سے مکتب خلفاء کے علماء نے صحابی کی پہچان کے لئے جو قاعدہ وضع کیا ہے وہ باطل اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اس کا مآخذ بھی ضعیف ہے اور جو کچھ کہا گیا ہے تاریخی واقعات اور روداد سے

بھی فرق بھی رکھتا ہے۔

اس کے باوجود انہی علماء نے اس خیالی اور جھوٹے قاعدہ کی خوش فہمی پر دسیوں بلکہ سینکڑوں جعلی چہروں کو رسول خداؐ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں قرار دے کر ان کے حالات لکھے ہیں۔

ہم آنے والی بحث میں سیف کے چند ایسے جعلی اصحاب کے حالات پر روشنی ڈالیں گے جن کو اس نے خاص طور پر سپہ سالار کے عہدوں پر فائز کیا ہے اور مختلف و متعدد روایتوں کے ذریعہ ان کے نام پر اخبار جعل کئے ہیں تا کہ اس طرح اپنے جھوٹ کو علماء کی نظروں سے چھپا سکے اور اس کے علاوہ اسلام کی احادیث کر شہبہ میں ڈال کر ہمارے مصادر و مآخذ کو بے اعتبار اور مجروح کر دے۔

سیف کے اس خطرناک مقصد کے بارے میں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض علماء نے سیف کی اس سلسلے میں قرار واقعی مدد کی ہے اور اس طرح اس کو اپنے مقاصد تک پہنچے کی خوش فہمی کو اس پر اور اس کی احادیث پر اعتماد کر کے شرمندہ تعبیر کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس کے اسلام کے خلاف ظلم و خیانت پر مبنی کئے گئے افسانوی اصحاب و سورماؤں کو اسلام کے مصادر و مآخذ میں قرار دے کر انھیں رسول خداؐ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں ثبت کیا ہے۔ کیا پتا ہے شاید سیف نے اپنی اتنی کامیابیوں کو خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا

مصادر و مآخذ

صحابی کی پہچان کے سلسلہ میں ''ابن ابی شیبہ'' کی روایت کے بارے میں ابن حجر کا بیان:

ا۔ ''ابن حجر'' کی کتاب ''اصابہ'' (۱/۱۳) اور (۱/۱۶)

ابن ابی شیبہ کی روایت کے بارے میں خبری منابع و مآخذ:

ا۔ تاریخ طبری ۱۳ھ کے حوادث کے ضمن میں (۱/۲۱۵۱)

۲۔ تاریخ ابن عساکر (۱/۵۱۴)

مرتدوں کے ساتھ عمرؓ و ابو بکرؓ کی روش پر سیف کی روایت:

ا۔ تاریخ طبری (۱/۲۰۲۰ تا ۲۰۲۱) اور (۱/ ۲۴۵۷ تا ۲۴۵۸) اور (۱/ ۲۲۲۵)

''امرؤ القیس'' کی حکومت کی داستان:

ا۔ ابوالفرج اصفہانی کی ''اغانی'' طبع ساسی (۱۴/ ۱۵۷۔۱۵۸)

۲۔ ابن حزم کی ''جمہرہ'' (ص ۴۵۷) بطور خلاصہ

''علقمہ بن علاثہ کلبی'' کی داستان:

ا۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲/ ۴۹۶۔۔۴۹۸)

۲۔ اصفہانی کی ''اغانی'' (۱۵/ ۵۶)

علقمہ و عامر کے اختلاف کی داستان:

ا۔ ''اغانی'' (۱۵/۵۰تا۵۵)

۲۔ابن حزم کی ''جمہرہ'' (ص۲۸۴)

قضاعہ کا نسب:

ابن حزم کی ''جمہرہ انساب'' (۴۴۰۔۴۶۲)

اس کتاب میں درج سیف کے جعلی اصحاب
کی
فہرست

ہم نے اس کتاب کی پہلی جلد سے تیسری جلد تک سیف کے ۵۳ جعلی اصحاب کا تعارف کرایا اب اس جلد میں اس کے مزید چالیس جعلی اصحاب کا حسب ذیل تعارف کراتے ہیں۔

پہلا حصہ:

۶۰۔سواد بن مالک تمیمی

دوسرا حصہ:

عراق کی جنگوں میں افسر اور سپہ سالار (۲)

۶۱۔عمرو بن وبرہ

۶۲۔حمّال بن مالک بن حمّال

۶۳۔ربّیل بن عمرو بن عبدری

۶۴۔طلیحہ بن بلال قرشی

۶۵۔خلید بن منذر بن ساوی عبدی

۶۶۔حارث بن یزید عامری (دوسرا!)

تیسرا حصہ:

مختلف قبائل سے چند اصحاب

۶۷۔عبداللہ بن حفص قرشی

۶۸۔ابو جبیش عامر کلابی

۶۹۔حارث بن مرّہ جہنی

چوتھا حصہ:

رسول خداؐ کے ہم عصر ہونے کے سبب بنے اصحاب

۷۰۔قرقرہ یا قرفہ بن زاہر تیمی

۷۱۔نائل بن جعشم

۷۲۔سعد بن عمیلہ فزاری

۷۳۔قریب بن ظفر

۷۴۔عامر بن عبد الاسد

پانچواں حصہ:

ارتداد کی جنگوں کے افسر اور سپہ سالار

۷۵۔عبد الرحمان ابو العاص

۷۶۔عبیدۃ بن سعد

۷۷۔خصفہ تیمی

۷۸۔یزید بن قینان

۷۹۔صیحان بن صوحان

۸۰۔عباد ناجی

۸۱۔شخریت

چھٹا حصہ:

ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچنے کے سبب بننے والے اصحاب

۸۲۔ شریک فزاری

۸۳۔ مسور بن عمرو

۸۴۔ معاویہ عذری

۸۵۔ ذویناق وشہر ذویناف

۸۶۔ معاویہ ثقفی

ساتواں حصہ:

ابوبکرؓ کی جنگوں میں شرکت کرنے کے سبب بننے والے اصحاب

۸۷۔ سیف بن نعمان لخمی

۸۸۔ ثمامہ بن اوس بن ثابت

۸۹۔ مہلہل بن یزید۔

۹۰۔ غزال ھمدانی

۹۱۔ معاویہ بن انس

۹۲۔ جراد بن مالک نویرہ

۹۳۔ عبد بن غوث حمیری، جو ابوبکرؓ کی سپاہ کی مدد کرنے کے سبب

بعنوان صحابی پہچانا گیا ہے:

پہلا حصہ

عراق جنگوں میں سعد وقاص کے ہمراہ جنگی

افسر اور سپہ سالار (۱)

- ۵۴۔ بشر بن عبداللہ
- ۵۵۔ مالک بن ربعیہ تیمی (تیم رباب)
- ۵۶۔ ہزھاز بن عمرو عجلی
- ۵۷۔ حمیضہ بن نعمان بارقی
- ۵۸۔ جابر اسدی
- ۵۹۔ عثمان بن ربیعہ ثقفی
- ۶۰۔ سواد بن مالک تمیمی

۵۴واں جعلی صحابی

بُشر بن عبداللہ

ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا گیا ہے:

بشر بن عبداللہ: سیف نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے کہ خلیفہ عمر بن خطابؓ نے ۱۴ھ کو اسے ''سعد وقاص'' کے ہمراہ بھیجا۔

سعد نے اس مأموریت کے دوران ''بشر'' کو'' قیس'' کے ایک ہزار جنگجوؤں کی سرپرستی پر منتخب کیا ہے۔

طبری نے بھی انہی مطالب کو اپنی ''تاریخ'' میں درج کیا ہے۔اور ابن ابی شبیہ نے اپنے مصادر سے روایت کی ہے کہ قدما میں رسم تھی کہ جنگجوؤں میں صحابی کے علاوہ کسی کو سپہ سالار کے طور پر منتخب نہیں کیا جاتا تھا (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ابن حجر نے حرف ''ز'' کو اپنی بات کے اختتام پر اس لئے کیا کرتا ہے تاکہ یہ بتائے کہ اس نے اس صحابی کے نام کو دوسرے تذکرہ نویسوں پر استدراک کر کے اسے اضافہ کیا ہے۔

بُشر کے بارے میں ابن حجر کے مطالب' تاریخ طبری میں یوں ذکر ہوئے ہیں:

...اور'' قیس عیلان'' کے ایک ہزار جنگجو اس ـــــ سعد وقاص ـــــ کے ہمراہ عراق کی طرف روانہ ہوئے اور ان کی کمانڈ بُشر بن عبداللہ ھلالی، کر رہا تھا۔

یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ طبری نے ''بشر'' کو ''ہلالی'' کے عنوان سے پہچنوایا ہے اور یہ تعارف اس کی طرف سے نہیں ہے بلکہ سیف کی طرف سے ہے۔ اس بنا پر سیف نے اپنی اس خیالی تخلیق کو قبیلہ ''ہلال بن عامر صعصعۃ بن..... عیلان بن مضر'' سے خلق کیا ہے۔

اس داستان کے راوی:

سیف نے ''بشر بن عبداللہ'' کے افسانہ میں درج ذیل ناموں کو راویوں کے طور پر ذکر کیا ہے۔

۱۔ ''محمد و مستنیر'' کہ دونوں اس کے خیالی راوی ہیں۔

۲۔ ''طلحہ و حنش'' دونوں افراد مجہول اور نا معلوم ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ سیف نے ان سے کن کو مراد لیا ہے!

اس افسانہ کی اشاعت کرنے والے علماء:

درج ذیل علماء نے افسانہ ''بشر'' کی اشاعت میں سیف کی نمایاں مدد کی ہے:

۱۔ امام المؤرخین، محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں سیف کے نام کے ساتھ۔

۲۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں طبری سے نقل کر کے۔

۳۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں تاریخ طبری سے نقل کر کے۔

۴۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں، سیف کی کتاب ''فتوح'' اور تاریخ طبری سے نقل کر کے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ابن حجر نے ''بشر'' کو اس لئے اپنی کتاب کے پہلے حصہ میں ذکر کیا ہے کہ سیف کے کہنے کے مطابق قدما نے ''بشر'' کو مدینہ کو ترک کر کے قادسیہ کی جنگ میں شرکت کرنے کیلئے عراق کی طرف روانہ ہوتے وقت ''قیس عیلان'' کے ایک ہزار جنگجوؤں کی کمانڈ سونپی تھی۔

اس کے علاوہ ابن حجر نے ''ابن ابی شیبہ'' کی بات پر اعتماد اور توجہ بھی کی ہے۔ جہاں اس نے ایک مجہول ماخذ سے یہ کہتے ہوئے کہ ''اس (ماخذ) پر کوئی اعتراض نہیں ہے'' بیان کیا ہے کہ قدیم جنگوں میں صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار کے عنوان سے منتخب نہیں کرتے تھے!!

اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ یہ روایت تاریخی حقائق اور موجودہ ماخذ و مصادر سے کتنا تناقص رکھتی ہے!!

اس کے علاوہ ''بشر'' کی ''عبدالقیس'' کے ایک ہزار جنگجوؤں کی سپہ سالاری کی روایت صرف سیف کی زبانی نقل ہوئی ہے اور کسی دوسرے مصدر و منبع میں اس کا ذکر موجود نہیں ہے۔

سرانجام ہم نے بنیادی طور پر اس صحابی ـــــ بشر بن عبداللہ ہلالی ـــــ اور اس داستان کے راویوں کو سیف بن عمر تمیمی افسانہ ساز کے علاوہ کسی اور منبع خبر میں نہیں پایا!

ان مقدماتی باتوں کے مدنظر معلوم ہوا کہ داستان ''بشر بن عبداللہ'' کا ''موضوع، وجود، اخبار اور راوی'' سب سراپا جھوٹ اور جعلی تھے، یہ ایک افسانہ ہے جسے سیف نے گڑھ لیا ہے۔ تا کہ علماء کو اسلام کے اصلی راستہ سے منحرف کرے۔ ستم ظریفی ہے کہ ''محمد بن جریر طبری اور ابن حجر'' جیسے نامور علماء نے اس افسانہ اور سیف کے دیگر افسانوں کو اپنی معتبر و گراں قدر کتابوں میں درج کر کے

سیف کے منحوس مقاصد کی خدمت اور اسلام کے ساتھ....

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اگر چہ ابن حجر نے اس خبر کے مصدر (قدما کی رسم یہ تھی کہ جنگوں میں صحابی کے علاوہ....) کو ابن ابی شیبہ پہنچایا ہے۔لیکن یہ نہیں کہا ہے کہ انہوں نے روایت کو''ابن ابی شیبہ'' کی کس کتاب سے نقل کیا ہے!

ہم بعد میں یہ بھی دیکھیں گے کہ ابن حجر اپنے دیگر اصحاب کا تعارف کراتے وقت صرف''ابن ابی شیبہ'' کی مذکورہ روایت کو نقل کرنے پر ہی اکتفا کی ہے اور اس کے مصدر کا بھی نام نہیں لیتا ہے۔

مصادر و مآخذ

بشر بن عبداللہ، کے حالات:

ا۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۱/۱۵۷) حصہ اول حرف ''ب'' حالات کی تشریح ۶۶۵۔ سعد وقاص کی عراق کی طرف عزمیت اور بشر کی سپہ سالاری:

ا۔ تاریخ طبری ۱۷ھ کی روداد (۱/۲۲۱۹)

۲۔ تاریخ ابن اثیر (۲/۳۴۷)

۳۔ تاریخ ابن خلدون (۱/۳۱۶)

سیف کے جعلی صحابی کا شجرہ نسب:

ا۔ ''اللباب'' (۳/۲۹۶)

۲۔ ابن حزم کی ''جمہرہ'' (۲۶۹۔۲۷۳)

۵۵واں جعلی صحابی

مالک بن ربیعہ

ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں یہ صحابی یوں پہچوایا گیا ہے:

مالک بن ربیعہ بنی تیم رباب[1] سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ سعد بن ابی وقاص کا ایک کرنیل تھا، جس نے خلافت عمرؓ کے اوائل میں اس کے ساتھ عراق کی طرف عزیمت کی تھی۔ قادسیہ کی جنگ کے سپہ سالار اعظم سعد وقاص نے مالک بن ربیعہ کو اپنی سپاہ کے ایک دستہ کی کمانڈ سونپی تھی۔

ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے بھی مالک بن ربیعہ کے بارے میں ان ہی مطلب کو درج کیا ہے اور ہم اسے پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ قدما کی یہ رسم تھی کہ وہ جنگ میں صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار معین نہیں کرتے تھے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

مالک بن ربیعہ کے بارے میں ابن حجر کی تشریح کے تین حصے ہیں، پہلا حصہ شجرۂ نسب پر مشتمل ہے۔ ہم

۱۔ ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں ''بنی تیم مرة رباب'' آیا ہے، ہم نے انساب عرب میں اس قسم کے نسب کو نہیں پایا ہے یہ وہی ''بنی تیم رباب'' ہونا چاہیئے، جس کا ہم نے متن میں ذکر کیا ہے۔

حسب ذیل اس پر بحث کرتے ہیں۔

۱۔عراق کی ''جنگِ قادسیہ میں سعد بن ابی وقاص کی طرف سے قبیلۂ تیم رباب کے ''مالک بن ربیعہ'' کوایک فوجی دستہ کے سپہ سالار کےعنوان سے انتصاب کی روایت صرف تاریخ طبری میں وہ بھی سیف بن عمر تمیمی سے نقل کر کے درج کی گئی ہے کہیں اورنہیں ہے!!

۲۔اس انتصاب اوراس سے مربوط دیگر وقائع کے بارے میں طبری نے صراحت کے ساتھ سیف کا نام لے کر اپنی کتاب کے چھ صفحات پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔شاید خبر کا طولانی ہونا سبب بن گیا ہو کہ علامہ ابن حجر کی نظراس روایت کے اصلی منبع یعنی سیف بن عمر پر نہ پڑی ہواوراس طرح اس نے مالک بن ربیعہ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے صراحت کے ساتھ''تاریخ طبری'' کواس کا منبع بیان کیا ہے۔

قادسیہ کی جنگ میں فوج کے ایک دستہ کے لئے''مالک بن ربیعہ کے سپہ سالار بننے کے سلسلہ میں جس نکتہ سے استفادہ کیا گیا ہے،اور جسے تاریخ طبری نے درج کیا ہے،حسبِ ذیل ہے:

سیف نے''طلحہ'' سے اس نے''کیسان ضبیہ کی بیٹی'' سے اوراس نے قادسیہ کی جنگ کے ایک اسیر سے روایت کی ہے....(یہاں تک کہ وہ کہتا ہے:)

اسی طرح اسلامی فوجی کے سپہ سالار اعظم سعد وقاص نے''مالک بن ربیعہ تیمی تیم رباب وائلی'' کو''مساور بن نعمان تیمی ربیعی'' کے ہمراہ ایک اورفوجی دستہ کے کمانڈر کے طور پر منتخب کیا۔

ان دو کمانڈروں نے اپنے ماتحت افراد کے ساتھ علاقہ''قیوم'' پرحملہ کیا۔

قبائل ''تغلب ونمر'' کے اونٹ ہنکالے گئے، اور اس علاقہ کے لوگوں کا قتل عام کیا اور فاتحانہ طور پر صبح سویرے سعد کی خدمت میں حاضر ہوگئے (طبری کی بات کا خاتمہ)

۳۔ہم نے ابن حجر کی بیان کردہ روایت کہ ''قدما صحابی کے علاوہ کسی دوسرے کو سپہ سالاری کے عہدہ پر منتخب نہیں کرتے تھے'' پر پہلے ہی مفصل بحث کی ہے۔

اور ہمیں یاد ہے کہ ابن حجر نے مذکورہ خبر کو ''بشر بن عبداللہ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ''ابن ابی شیبہ'' سے نقل کرکے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

اور ہم یہ بھی نہیں بھولے ہیں کہ ابن حجر نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں تاکید کی ہے کہ کتاب ''اصابہ'' کو تین حصوں میں تقسیم کرنے اور اس کے پہلے حصہ کو سپہ سالاری کے عہدہ فائز اصحاب کے لئے مخصوص کرنے کا سبب وہی ''ابن ابی شیبہ'' کی روایت تھی۔

۴۔اب رہا، سیف کے اس جعلی صحابی کا نسب، ابن حجر نے اپنی کتاب اصابہ میں اسے ''تیمی اور بنی تیم مرّہ رباب'' کے نام سے پہچنوایا ہے اور ہم نے کہا ہے کہ یہ نسب ظاہراً غلط ہے، اور صحیح ''تیم رباب'' ہے ''مرۃ'' نہیں ہے۔

قبائل ''بنی منات'' کے ایک مجموعہ کو ''رباب'' کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے چچیرے بھائیوں ''یعنی بنی سعد منات'' کے خلاف قبیلۂ ''ضبہ'' کے ساتھ پیمان باندھا تھا۔ انہوں نے اس پیمان کے عقد کے وقت یکجہتی کے طور پر اپنے ہاتھوں کو ''رُب'' سے پر ایک برتن میں ڈبویا تھا۔

اور اسی مناسبت سے ''تیم بن عبد منات'' کے فرزندوں نے ''تیم رباب'' کی شہرت پائی ہے۔

لیکن یہ کہ تاریخ طبری میں مالک بن ربیعہ کی نسبت ''بنی تیم رباب وائلی'' سے دی گئی ہے ہم نہ سمجھ سکے کہ ''وائلی'' سے سیف کی مراد کیا تھی۔ اگر وائلی سے مراد ''عوف بن عبد منات اد'' کے نواسہ ''وائل بن قیس'' کی طرف نسبت ہے جو ''تیم رباب'' کے رشتہ دار تھے تو وہ ایک دوسرے کے چچیرے بھائی ہیں۔

اگر ''وائلی'' سے سیف کا مقصد قبائل سباء سے جذام کے نواسہ ''وائل بن مالک'' سے قرابت داری ہو تو یہ قبیلہ ''تیم رباب'' قبائل عدنان میں سے ہے اور یہ آپس میں جمع نہیں ہو سکتے اور نسب کے لحاظ سے آپس میں کافی اختلاف وفاصلہ رکھتے ہیں۔

ہم نہیں جانتے کہ سیف اس مسئلہ اور ان دو نسب کی دوری سے آگاہ تھا یا اپنے شیوہ کے مطابق اس نے عمداً ''بنی تیم رباب وائلی'' لکھا ہے اور اس کا مقصد دانشمندوں کو حقائق سے گمراہ اور شبہ سے دوچار کرنا اور تحقیق سے سلسلے میں اختلاف ایجاد کرنا تھا؟

یا یہ کہ خوش فہمی کے عالم میں یہ قبول کریں کہ سیف میں کسی قسم کا چھل کپٹ نہیں تھا بلکہ وہ ایک غلط فہمی سے دوچار ہوا ہے، تو یہ بعید نظر آتا ہے کیونکہ سیف کی تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ انساب عرب کے بارے وسیع علم رکھتا تھا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ انساب عرب کے بارے میں سیف دوسرے صاحب تالیف نسب شناسوں کی نسبت کافی اطلاعات رکھتا تھا اور وہ ایسے قبیلوں کو بھی جانتا تھا کہ دوسرے ان سے لاعلم تھے اسلئے اس نے اپنے مالک بن ربیعہ کو ایسے ہی قبیلوں سے نسبت دی ہے!!

بہر حال بعید نہیں ہے کہ ابن حجر نے سیف کے مالک بن ربیعہ کے نسب میں اس نقص کو پا کر

مالک بن ربیعہ کے حالات پر شرح لکھتے وقت اس کا شجرہ نسب لکھنے سے پرہیز کیا ہے۔

افسانہ مالک کے مآخذ کی پڑتال

سیف نے اپنے مالک بن ربیعہ کی قادسیہ کی جنگ میں فوجیوں کے ایک دستہ کی سپہ سالاری کی خبر کو بقول:

طلحہ نے کیسان ضبیہ کی بیٹی سے ''اس نے جنگ قادسیہ کے ایک اسیر سے نقل کیا ہے!! اور نہ ہم جانتے ہیں اور نہ کوئی دوسرا استارہ شناس کہ سیف کا یہ طلحہ کون ہے!

کیسان ضبیّہ کی بیٹی کا کیا نام تھا اور خود کیسان ضبیہ کون ہے؟!

بالآخر قادسیہ کی جنگ کے اس بدقسمت اسیر کا نام کیا تھا؟!

ہم نے بیکار اپنا قیمتی وقت صرف کر کے مختلف کتابوں، روائی مناطع اور اسلامی مصادر و مآخذ میں جستجوں کی تاکہ شائد کیسان ضبیہ کی بیٹی کا کہیں سراغ ملے۔ لیکن ہماری یہ ساری تلاش بے نتیجہ ثابت ہوئی۔

گذشتہ بحث کا خلاصہ اور نتیجہ:

ہم نے دیکھا کہ سیف بن عمر تنہا شخص ہے جس نے سعد وقاص کے حکم سے ''مالک بن ربیعہ'' اور ''مساور'' کی ایک فوجی دستے کی سپہ سالاری، اور ان کے علاقہ ''قیوم'' پر حملہ کرنے کی روایت بیان ل کی ہے۔

اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ سیف نے ''مالک بن ربیعہ'' کے لئے ایک حیرت انگیز شجرہ

نسب گھڑ لیا ہے اور اسے کسی پروا کے بغیر اپنی کتاب میں درج کیا ہے، نامعلوم اور مجہول راویوں کو کسی لحاظ کے بغیر سند اور مآخذ کے طور پر پہنچوایا ہے!

اور آخر ہم میں نے محترم عالم ابن حجر کو دیکھا کہ اس نے سیف کے افسانہ کے دو خیالی اشخاص ۔ مالک و مساور۔ کو رسول خداؐ کے مسلّح اور حقیقی اصحاب کے طور پر پہچنوا کر ان کے حالات کی شرح لکھی ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سیف کے افسانہ میں ''مالک اور مساور'' کے ''فیوم'' نامی ایک جگہ پر چڑھائی کا ذکر آیا ہے۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ ''فیوم'' کہاں پر واقع ہے۔

جہاں تک معلوم ہے''فیوم'' مصر میں ایک معروف جگہ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سیف اس سے پورے طور پر مطلع تھا اور لہذا اس نے اسی کی ہم نام جگہ کو عراق میں خلق کیا ہے!

یہ اسلامی جغرافیہ شناس اور محترم عالم یاقوت حموی ہے جس نے سیف کی باتوں پر اعتماد کر کے اس کے ''فیوم'' کو اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں خصوصی طور پر جگہ معین کر کے لکھا ہے:

''فیوم'' دو جگہوں کا نام ہے۔ ایک مصر میں ہے اور دوسری عراق میں شہر ''ھیت'' کے نزدیک۔

اس کے بعد یاقوت حموی نے اپنی کتاب میں مصر کے ''فیوم'' کے بارے میں تین صفحوں پر مفصل تشریح کی ہے۔ آخر میں چونکہ عراق کی ''فیوم'' نامی جگہ کے بارے میں کچھ تھا ہی نہیں جسے وہ لکھتا، اس لئے صرف اتنا لکھنے پر اکتفا کرتا ہے:

یہ فیوم عراق میں شہر ''ھیت'' کے نزدیک ہے۔

ایسا لگتا ہے حموی کے شہر ''ھیت'' کو انتخاب کرنے کا سبب یہ تھا کہ سیف کے افسانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ''فیوم'' نامی جگہ قادسیہ کے اطراف میں واقع تھی۔ چونکہ ھیت قادسیہ کے نزدیک ہے۔ لہذا یاقوت حموی نے بھی اندھا دھند ایک اندازہ سے کہہ دیا کہ ''فیوم'' عراق کے شہر ھیت کے نزدیک واقع ہے۔ جبکہ یہ خبر بنیادی طور پر جھوٹ اور من گڑھت ہے اور ''فیوم'' نامی یہ جگہ بھی سیف کے دوسرے مطالب کی طرح اس کے خیالات کی تخلیق ہے اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتی ہے۔

یاقوت نے اس غلط فہمی کو اپنی دوسری کتاب ''المشترك'' ـــ جو ہم نام مقامات کے لئے مخصوص ہے ـــ میں تکرار کرتے ہوئے لکھا ہے:

''فیوم'' دو جگہوں کا نام ہے''

اس کے بعد جو کچھ اس سلسلے میں اپنی ''معجم'' میں درج کیا ہے اسے یہاں پر ''المشترک'' میں بھی ذکر کرتا ہے۔

یہاں پر یہ گمان تقویت پاتا ہے شاید سیف بن عمر نے اپنے افسانہ کے خیالی اداکار مالک بن ربیعہ تیمی کے نام کو بھی ''مالک بن ربیعہ، ابواسید ساعدی انصاری'' یا ''ابن وھب قرشی'' یا ان کے علاوہ کسی اور کے نام سے لیا ہوگا تاکہ علماء و محققین کو گمراہ کرکے حیران و پریشان کرے کیونکہ اصحاب میں اسی ہم نامی کے مسئلہ نے کتنے محققین اور علماء کو پریشان اور تشویش سے دوچار کرکے گمراہی اور غلطی کا مرتکب بنایا ہے۔

مصادر و مآخذ

مالک بن ربیعہ کے حالات:

ا۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۳/۳۲۴) پہلا حصہ

۲۔ تاریخ طبری (۱/۲۲۴۴۔۲۲۴۵) قادسیہ کے وقائع کے ضمن میں۔

''رباب'' کے نسب کے بارے میں:

ا۔ ''جمہرہ انساب العرب'' ابن حزم (۱۹۸)

۲۔ لباب الانساب'' لفظ ''رباب'' (۱۲۰)

۳۔ ''عجالہ ھمدانی'' لفظ ''وائلی'' (۱۲۰) اور جذامی (۳۸)

مالک بن ربیعہ انصاری کے حالات:

ا۔ ابن حجر ''اصابہ'' (۳/۳۲۴)

۲۔ ابن سعد کی ''طبقات'' (۵/۲۰۰)

۳۔ ''صفین'' نصر مزاحم (۵۰۶)

۴۔ تقریب التہذیب

۵۔ عقد الفرائد

۶۔ مسند احمد حنبل

۵۶ واں جعلی صحابی

ہزہاز بن عمرو

ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں ہزہاز کی زندگی کے حالات پر یوں روشنی ڈالی گئی ہے:

ہزہاز بن عمرو عجلی:

طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب ''ابوعبیدہ ثقفی'' پیدل اور سوار فوجوں کے دستوں کو سعد وقاص کی نصرت کے لئے عراق بھیجنے کے لئے منظم کر رہا تھا، تو اس نے عمرؓ کے حکم سے دو دستوں میں سے ایک کی کمانڈ ''ہزہاز'' کے ذمہ سونپی۔ ''ہزہاز'' نے قادسیہ کی جنگ کے ''اغواث'' نامی دوسرے دن میدان کارزار میں قدم رکھا اور سعد کی سپاہ کی مدد کی۔

ابن فتحون نے اس صحابی کو ابن عبدالبر کی کتاب استعیاب سے استدراک کیا ہے۔

اس سے پہلے بھی ہم نے کہا ہے کہ قدما جنگجوں میں صحابی کے علاوہ کسی کو سپہ سالار منتخب نہیں نہیں کرتے تھے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

جو کچھ بیان ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن حجر نے ہزہاز کے بارے میں تاریخ طبری کو اپنی

روایت کا ماخذ قرار دیا ہے۔ ہم بھی اس کی تلاش کریں گے کہ طبری نے اس روایت کو کہاں سے نقل کیا ہے اور اپنی اس روایت کے مصدر کے طور پر کسی کا یا کن اشخاص کا نام لیا ہے۔

طبری نے پوری کی پوری روایت اور وہ روایت کی تفصیل جس کے سلسلے میں ابن حجر قادسیہ کی جنگ کے ضمن میں اشارہ سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب کے تین صفحوں میں درج کیا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے اس روایت کے منبع کے طور پر صراحت کے ساتھ سیف کا نام لیا ہے۔

اس لحاظ سے ایسا لگتا ہے کہ طبری کی روایت کا طولانی ہونا اس امر کا سبب بنا ہے کہ روایت کا مصدر ــــ جو سیف پر تمام ہوتا ہے ــــ علامہ ابن حجر کی نظروں سے پوشیدہ رہا۔ اس لئے انہوں نے داستان کو طبری سے نقل کیا ہے اور اس کے اصلی راوی یعنی سیف کا کہیں نام نہیں لیا ہے۔

داستان ہزہاز کے راوی:

سیف نے اپنے مآخذ کے طور پر ''محمد'' کا نام لیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ ''محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ'' ہے اور اس کے بارے میں ہم نے کہا ہے کہ پہلے وہ سیف کے خیالات کا پروردہ ہے اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتا ہے۔

سیف کی نظر میں ہزہاز کا نسب:

سیف نے اپنے جعلی صحابی کا نسب و عجلی منتخب کیا ہے اور یہ عدنان کے ایک قبیلہ سے صعب بن علی بن بکر وائل کے نواسہ عجل بن لجیم'' سے ایک نسبت ہے۔

لیکن جس داستان کی طرف ابن حجری نے اشارہ کیا ہے، ہم نے اسے ''قعقاع بن عمرو تمیمی

کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ''تاریخ طبری'' سے نقل کر کے اسی کتاب کی پہلی جلد میں مفصل طور پر درج کیا ہے اور اس کی تکرار کی ضرورت محسوس نہیں کرتے ہیں۔

یہ قابل ذکر ہے کہ اسی طبری نے خلیفہ عمرؓ کے حاکم کے مطابق سپہ سالار اعظم سعد وقاص کے قادسیہ کی جنگ میں ''ابوعبیدہ'' کی طرف سے کمک رسانی کے موضوع کو ابن اسحاق سے نقل کر کے تفصیل سے لکھا ہے۔ لیکن اس میں کسی صورت میں قعقاع اور اس کے کارناموں کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ''ہزہاز'' اور اس کے ماتحت فوج اور اس کے قادسیہ کی جنگ کے دوسرے دن دس دس افراد کے گروہوں میں شرکت کا کہیں سراغ نہیں ملتا!

بحث و تحقیق کا نتیجہ:

اس جانچ پڑتال سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ سیف بن عمر تنہا شخص ہے جس نے ''ہزہاز عجلی'' کی خبر اور قادسیہ کی جنگ میں دو فوجی دستوں میں سے ایک پر اس کی کمانڈ کی روایت کی ہے اور طبری نے اسے اپنی تاریخ میں سیف سے نقل کر کے درج کیا ہے۔

ابن حجر نے بھی تاریخ طبری میں ذکر ہوئی اس خبر پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس بات پر کہ ''جنگوں میں صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار منتخب نہیں کرتے تھے'' ''ہزاز'' کو صحابی تصور کر کے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں مخصوص جگہ معین کرتے ہوئے اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

ہم نے ''فوج کے سپہ سالار'' کے عنوان کے تحت اسی کتاب کے مقدمہ میں اس روایت کے مصدر پر اور یہ کہ مذکورہ خبر تاریخی حقائق اور رودادوں سے کس حد تک مطابقت رکھتی ہے، تفصیل سے

روشنی ڈالی ہے۔

ابن حجر نے کہا ہے کہ ''ابن فتحون'' نے ''ہزہاز'' کو ابن عبدالبر کی ''استیعاب'' پر اضافہ کر کے اس سے استدراک کیا ہے۔

کیا معلوم شاید ''ابن ابی شیبہ'' کی روایت اور صحابی کی شناخت کے لئے جعل کئے گئے قاعدہ نے ابن فتحون کو فریب دیکر اسے اسی قاعدہ کے تحت سیف کے ہزہاز کو صحابی پہچاننے پر مجبور کیا ہو!!

مصادر و مآخذ

ہزہاز بن عمرو کے حالات:

ا۔ابن حجر کی ''اصابہ''(۳/۵۷۰) حصہ اول، شرح حال نمبر:۸۹۵۹

ہزہاز کے بارے میں سیف کی روایت:

ا۔تاریخ طبری (۱/۲۳۰۵) قادسیہ کی جنگ کے وقائع نیز ابن اسحاق سے اس کی روایت۔ (۱/۲۳۴۹۔۲۳۵۰)

عجلی کا شجرہ نسب:

ا۔''لباب الانساب'' (۲/۱۲۴)

۲۔ابن حزم کی ''جمہرۂ انساب'' (۳۰۹) اور (۳۱۲۔۳۱۳)

۵۷ واں جعلی صحابی

حمیضۃ بن نعمان بارقی

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا تعارف یوں کرایا ہے:

حمیضۃ بن نعمان بن حمیضہ بارقی:

سیف نے روایت کی ہے کہ خلیفہ عمرؓ نے اسے ''سراۃ'' کے باشندوں پر مأمور کیا، اور ان کی کمانڈ بھی اسے سونپی ہے۔ اس کے بعد ۱۴ ھ کے اوائل میں اسے سعد وقاص کے ہمراہ عراق کی مأموریت پر بھیجا۔ طبری نے بھی حمیضہ کے بارے میں ان ہی مطالب کو اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔ اس سے پہلے ہم نے کہا ہے کہ قدما جنگجوں میں صحابی کے علاوہ کسی کو سپہ سالاری کے عہدے پر فائز نہیں کرتے تھے۔

(ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

لیکن طبری، قادسیہ کی جنگ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے سیف بن عمر تمیمی سے نقل کر کے لکھتا ہے:

جس وقت سپہ سالار اعظم سعد وقاص مدینہ سے عراق کی طرف لشکر کشی کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا تو اس کے ماتحت قبائل ''بارق، المع اور غامد'' کے سات سو جنگجوؤں اور ''سراۃ'' کے باشندوں

سے دیگر افراد نے کوچ کیا، ان کی کمانڈر حمیضتہ بن نعمان بارقی کر رہا تھا!

حمیضہ کا نسب:

سیف نے حمیضتہ کو قبیلۂ ''بارق'' سے خلق کیا ہے، اور اس کے ماتحت سپاہیوں کو قبائل ''بارق، المع اور غامد'' سے خلق کیا ہے کہ وہ سب خاندان ''خزاعۂ ازد قحطانی'' سے تعلق رکھتے تھے۔ ''سراۃ'' میں زندگی بسر کرنے والے ''ازدی'' اپنی سکونت کے علاقوں کے اعتبار سے چار حصوں میں تقسیم کئے گئے ہیں:

۱۔ ''ازد شنوء'' یہ یمن میں ایک علاقہ تھا۔

۲۔ ''ازد سراۃ''، تہامہ'' اور ''یمن'' کے درمیان کے پہاڑی علاقوں کو کہا جاتا تھا جو سرزمین عرفات سے صنعا تک پھیلے تھے اور سراۃ ثقیف، سراۃ فہم، سراۃ عدوان اور سراۃ ازد'' پر مشتمل تھے۔

۳۔ ازد غسّان

۴۔ ازد عمان

لہذا سیف بن عمر نے حمیضہ اور اس کے ساتھیوں کو ''خزاعہ'' سے خلق کیا کہ ان کی رہائش گاہ مکہ کے اطراف میں واقع تھی۔

بعثت سے پہلے ''خزاعہ'' کے قبائل اور ''بنی کنانہ عدنانی'' کے درمیان اتحاد و یکجہتی کا عہد و پیمان باندھا گیا تھا، لیکن جب قریش رسول خداؐ سے مخالفت پر اتر آئے تو ''خزاعہ'' نے آنحضرتؐ کی حمایت کا اعلان کر کے آپؐ کے ساتھ پیمان باندھا۔

ہم دوبارہ اپنے موضوع پر آکر حمیضہ کی روایت پر اپنی بحث کو جاری رکھتے ہیں۔طبری نے سیف سے نقل کر کے قادسیہ کی جنگ سے پہلے اسلام کے سپاہیوں کے مقدماتی حملوں کے بارے میں اس طرح لکھا ہے۔

سواد تمیمی اور حمیضہ بارقی میں سے ہر ایک نے ایک سو سپاہیوں کی کمانڈ میں ایرانی فوجوں پر حملہ کیا اور دشمن کے قلب میں نفوذ کر کے کثیر مقدار میں مال غنیمت حاصل کیا۔

اس واقعہ کی خبر ایرانی فوج کے کمانڈر انچیف ''رستم فرخ زاد'' کو پہنچی تو اس نے چند چابک سواروں کو حملہ آوروں کی گوشمالی اور غارت کئے گئے مال ومنال کو واپس لینے کے لےان کے پیچھے روانہ کیا۔

دوسری طرف مسلمانوں کے ایرانیوں پر اچانک حملے کی خبر سعد وقاص کو پہنچی، جس نے پہلے ہی یہ کاروائی کرنے سے منع کیا تھا، اس نے مجبور ہو کر ''عاصم بن عمر تیمی'' اور ''جابر اسدی'' کو ان کی مدد کے لئے روانہ کیا اور ان کی روانگی کے وقت عاصم سے مخاطب ہو کر کہا:

اگر دشمن سے لڑنے کا فیصلہ کیا تو کمانڈر تم ہو۔

اس دوران ایرانی فوجیوں نے بین النہرین میں مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کا محاصرہ کر لیا تا کہ غارت کیا ہوا مال واپس لے لیں۔سواد نے جب ناگفتہ بہ حالات کا مشاہدہ کیا تو حمیضہ سے مخاطب ہو کر بولا:

اختیار تیرے ہاتھ میں ہے۔یا تم ایرانیوں سے لڑتے ہوئے انہیں مشغول رکھو تا کہ میں جنگی غنائم کو میدان کارزار سے باہر لے جاؤں یا یہ کہ میں ان سے جنگ کروں

اورتم اس مال ومنال کوصحیح وسالم منزل مقصود تک پہنچاو۔حمیضہ نے جواب دیا:
تم رہواوران کومشغول تا کہ میں مال کومحفوظ جگہ تک پہنچادوں۔سواد نے موافقت کر کے ایرانیوں سے جنگ شروع کی اورانہیں مشغول رکھااورحمیضہ نے غنائم کومیدان سے باہر نکال لے گیا۔راستے میں اس نے عاصم کے سواروں کودیکھا یہ گمان کرتے ہوئے کہ ایرانی سوار ہیں، ہٹ کرراستہ بدل دیا تا کہ ان سے جھڑپ نہ ہوجائے۔ لیکن جلدی ہی انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا،لہذاحمیضہ نے اطمینان کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھااور عاصم بھی سواد کی مدد کیلئے آگے بڑھ گیا۔

اس دوران ایرانیوں نے ''سواد'' سے جنگ کرتے ہوئے اپنا کچھ مال اور ان کا مال اپنے قبضہ میں لے لیالیکن عاصم کے میدان کارزار میں داخل ہونے پر رفو پر رفو چکر ہوگئے اور اپنا سب مال وہیں پر چھوڑ دیا جو''سواد'' کے ہاتھ آ گیا! عاصم ،جابراور سواد،صحیح وسالم اور فاتحانہ طور پر بہت سے جنگی غنائم لے کر سعد کی خدمت میں پہنچے۔

طبری نے ایک دوسری روایت میں سیف سے نقل کرکے قادسیہ کی جنگ کے وقائع کے بارے میں یوں خبردی ہے:

اس جنگ میں قبیلہ،جعفی ،قحطانی اور یمانی ایرانی فوجیوں کے ایک زرہ پوش دستے پرحملہ آور ہوئے۔جعفی تیز تلواروں کو لئے ہوئے ان پرٹوٹ پڑے،لیکن انتہائی تعجب سے مشاہدہ کیا کہ ان کی تلواریں ان پر کارگر ثابت نہیں ہوئیں۔لہذا شکست

کھا کر واپس لوٹنے پر مجبور ہوئے۔حمیضہ نے جب اس بے محل عقب نشینی کا مشاہدہ

کیا تو بلند آواز میں ان سے مخاطب ہو کر بولا:

تمہیں کیا ہوگیا؟!جعفیوں نے جواب دیا:

ہمارا اسلحہ ان پر کارگر ثابت نہیں ہو رہا ہے!حمیضہ نے کہا؛

یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اسی جگہ پر ٹھہرو تا کہ تمہیں دکھادوں اس کے بعد پاس سے گزرتے ہوئے ایک

ایرانی سپاہی پر حملہ آور ہوا اور نیزہ سے اس کی کمر توڑ کر اعلان کیا:

دیکھا یہ تم لوگوں کے ہاتھوں قتل ہونے کے علاوہ کسی اور چیز کے لئے یہاں نہیں آئے

ہیں۔؟!

جعفیوں نے حمیضہ کے اعلان کو سننے کے بعد بلند ہمتی کا احساس کرتے ہوئے ایک تیز حملہ کیا اور

دشمن کو تہس نہس کر کے انھیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا!!

حمیضہ کے افسانہ میں سیف کے راوی:

سیف نے درج ذیل افراد کا اپنی روایتوں کے راویوں کے طور پر تعارف کرایا ہے:

۱۔''محمد'' کہ یہ وہی ''محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ'' ہے، جسے خود اس نے خلق کیا ہے۔

۲۔''محمد بن جریری عبدی'' یہ بھی سیف کا جعلی راوی ہے اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتا ہے۔

۳۔''عابس جعفی'' اور اس کے باپ

۴۔''ابو عابس جعفی'' کا نام لیا ہے کہ دونوں باپ بیٹے اس کے جعل کردہ ہیں:اور ہمیں یہ

معلوم نہ ہو سکا کہ اس نے ''ابو عابس'' کا کیا نام رکھا ہے:

حمیضہ کے افسانہ کا خلاصہ اور اس کی پڑتال:

سیف نے اپنے افسانوی سورما حمیضہ کو عدنانیوں کے ہم پیمان کے طور پر خلق کیا ہے اور اس کی شجاعت و دلاوریوں کا ذکر کیا ہے اور بزدل یمانیوں کی رسوائی اور جنگی ناتوانی ــ کہ انہوں نے نام نہاد بیان میں بھی شرکت نہیں کی تھی ــ کا مذاق اُڑاتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود جب اسی پہلوان حمیضہ کو سواد تمیمی کے مقابلے میں قرار دیتا ہے، تو اس وقت تمیمی سردار کی شخصیت، بزرگی اور دلاوری کو اس سے بلند تر دکھاتا ہے۔ کیونکہ یہ ''سواد تمیمی'' ہے جو بزرگواری کے ساتھ جنگ میں شرکت کرنے یا غنائم جنگی کو لے جانے کا اختیار حمیضہ کو دیتا ہے، یہ بذات خود سیف کے ہم قبیلہ سواد تمیمی کی شرافت، بزرگواری اور شجاعت کی علامت ہے نہ کہ کوئی اور چیز!

سیف اس داستان کی منصوبہ بندی کے بعد ایک بار پھر حمیضہ کے تابناک چہرے، سربلندی اور جنگی غنائم کو ایرانیوں کی دسترس سے دور کرنے اور اس کی ہم رزموں کی شجاعت کو نمایاں کر کے اس کی شخصیت و اعتبار کو بڑھا وا دیتا ہے۔

سرانجام تمام سربلندیاں اور افتخارات قبیلہ تمیم یعنی سیف بن عمر کے قبیلہ کی طرف پلٹ کر آتے ہیں۔ کیونکہ تمام مشکلات کو حل کرنے والے اور مصیبت میں پھنسے لوگوں کو آزاد کرنے والے سردار اور پہلوان تمیم کا بے مثال دلاور ''عاصم بن عمرو'' اور اس کا ساتھی ''جابر اسدی'' ہیں جو حمیضہ اور

اس کے ساتھیوں کو آزاد کرنے کے لئے میدان میں قدم رکھتے ہیں اور میدان کو دشمن کے وجود سے پاک کرتے ہیں۔ جی ہاں یہ عاصم بن عمرو ہے کہ صرف اس کا نام سن کے ہی دشمن فرار کو قرار پر ترجیح دیتا ہے۔ آخر کار یہی مطالب تھے جنھوں نے ابن حجر کو اس بات پر مجبور کیا ہے کہ سیف کی باتوں پر اعتماد کر کے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں ''حمیضہ'' اور سیف کے دیگر خیالی مخلوقات کو مخصوص جگہ دے اور انھیں رسول خداؐ کے دوسرے حقیقی اصحاب کی فہرست میں قرار دیکر ان کے حالات پر روشنی ڈالے۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا وہ ''حمیضہ'' کی بیرونی جنگوں میں سرگرمیوں سے مربوط تھا۔ جبکہ طبری نے سیف سے نقل کر کے کچھ داخلی سرگرمیوں جیسے مرتد ہونے اور ارتداد کی بغاوت شروع کرنے کو بھی حمیضہ سے نسبت دی ہے۔ طبری اس سلسلہ میں اور یمانیوں کے ارتداد کی خبر کے ضمن میں لکھتا ہے:

> خلیفہ ابوبکرؓ نے اپنے کارندوں اور گماشتوں کو پیغام اور ایلچی بھیج کر مرتدوں سے جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ من جملہ ''طائف کے گورنر'' عثمان بن ابی العاص'' کو لکھا کہ اپنی مأموریت کے علاقہ میں اسلام پر ثابت قدم و پائدار رہنے والوں کی مدد کر کے علاقہ کے مرتدوں کو کچل دے۔ طائف کے گورنر نے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے طائف کے لوگوں میں سے ایک گروہ کو ''عثمان بن ابی ربیعہ'' کی کمانڈ میں مأموریت دی کہ ''حمیضہ بن نعمان'' کی سرکردگی میں قبائل ''ازد، بجلیہ اور خثعم '' کے مرتدوں کے اجتماع کی وجہ سے برپا شدہ بغاوت کو کچل دیں۔

عثمان بن ابی ربیعہ نے ''شنوء'' پر حملہ کیا اور مرتدوں سے نبرد آزما ہوا، مرتدوں نے

مقابلہ کی ہمت نہ کرتے ہوئے شکست کھا کر پسپائی اختیار کرتے ہوئے فرار کیا اور

حمیضہ کو تن تنہا اپنی قسمت پر چھوڑ دیا۔

حمیضہ نے اپنے آپ کو مشکل سے میدان کارزار سے دور کیا اور بے یار و مددگار پہاڑوں اور صحراوں کی طرف بھاگ گیا۔

عثمان بن ربیعہ" نے اس فتحیابی کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے:

ہم نے مرتدوں کے گروہ کو تتر بتر کر کے ان کی سرزمین کو تباہ و برباد کر دیا۔ یہ ان کے مکر وفریب کا انجام ہے۔

قبیلہ بارق برقی بہت اچھل رہا تھا لیکن" جب ہمارے مقابلے میں آیا تو بے پانی کے بادل کے مانند اور اپنی عظمت و شان و شوکت کھو بیٹھا۔

سیف نے اس شعر کے دوسرے مصرع میں "بارق" اور "حمیضہ بارقی" کی طرف واضح اشارہ کیا ہے۔

حمیضہ بارقی اور اس کے برے انجام کے بارے میں سیف کی اس داستان، اور ابو بکرؓ کے ذریعہ نقل کی گئی اس روایت میں کہ اس نے کبھی مرتد سے مدد طلب نہیں کی ہے، یا یہ کہ عمرؓ نے ان میں سے دس افراد سے زیادہ کو سپہ سالاری کا عہدہ نہیں سونپا ہے نیز اس کی دوسری روایت کہ خلیفہ عمرؓ نے حمیضہ کو سات سو جنگجوؤں کی سپہ سالاری سونپ کر قادسیہ کی جنگ میں ماَ موریت دی تھی، سے سخت اختلاف رکھتی ہے!

کیا سیف نے یہ نہیں کہا ہے کہ ابو بکرؓ نے اپنی زندگی میں کسی بھی مرتد سے مدد طلب نہیں کی

ہے؟!،

کیا اس نے خود یہ بات نہیں کہی ہے کہ عمرؓ اگر چہ ان سے مدد لیتے تھے لیکن ہرگز ان کو سپہ سالاری کا عہدہ نہیں سونپتے تھے مگر چند گنے چنے افراد کو جن کی تعداد دس تک نہیں پہنچی ہے؟

اگر یہ مطالب سچ اور حقیقت ہیں تو خلیفۂ مسلمین عمرؓ نے کیسے مرتد اور خدا اور اس کے پیغمبرؐ کے دین سے منحرف ''حمیضہ'' کو سات سو سپاہیوں کا سپہ سالار منصوب کیا اور وہ بھی ایک معروف جنگ یعنی قادسیہ کی جنگ میں؟!!

ابن ماکولا نے کوشش کی ہے کہ ان دونوں متناقض روایتوں کو سیف کی زبانی اپنی کتاب ''اکمال'' میں ایک جگہ پر درج کرے۔ وہ لکھتا ہے:

> حمیضہ بارقی مرتد ہونے کے بعد دوبارہ اسلام کی آغوش میں آیا وہ قادسیہ کی جنگ میں فوج کے ایک حصہ کا سپہ سالار تھا۔

اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن حجر نے حمیضہ کے ارتداد کی خبر کو ایک خاص مقصد کے پیش نظر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں درج نہیں کیا ہے بلکہ عمداً اس سے چشم پوشی کی ہے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اصحاب کو پہنچاننے کے اس کے قاعدے اس بات کا سخت ٹکراؤ ہے اور اس صورت میں اس کے لے ایسے چہرے کو رسول خداؐ کے اصحاب کے زمرہ میں قرار دینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

۵۸ واں جعلی صحابی

جابر اسدی

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

جابر اسدی: سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں اس کا نام لے کر لکھا ہے کہ قادسیہ کی جنگ کے سپہ سالار اعظم ''سعد وقاص'' نے فوج کے ایک دستہ کی سپہ سالاری کا عہدہ ''جابر اسدی'' کو سونپا تھا۔

ہم نے اس سے پہلے کہا ہے کہ قدما کی رسم یہ تھی کہ وہ صحابی کے علاوہ اور کسی کو سپہ سالاری کے عہدے پر منصوب نہیں کرتے تھے۔(ز)(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ابن حجر نے ''حمیضہ'' و ''جابر'' کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ ان سے مربوط اس روایت کو اس نے سیف بن عمر سے نقل کیا ہے اور اس پر تأ کید کی ہے۔ طبری نے بھی ان دو صحابیوں کے بارے میں انہیں مطالب کو درج کیا ہے۔ جب ہم نے ''تاریخ طبری'' کا مطالعہ کیا تو متوجہ ہوئے کہ طبری نے بھی ان افسانوں کو سیف بن عمر سے نقل کیا ہے اور ''قادسیہ'' کی جنگ میں ''عاصم بن عمرو'' کے ساتھ جابر کا نام بھی لیا ہے! اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ابن حجر نے ''حمیضہ و جابر'' کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ''ابن ابی شیبہ'' کی اس روایت کہ ''قدما کی رسم تھی کہ....'' پر استناد کر کے یہ نتیجہ لیا ہے کہ ''حمیضہ و جابر'' چونکہ جنگ میں سپہ سالار رہ چکے

ہیں لہذا اصحابی تھے!!

وہ اس امر سے غافل تھا کہ یہ روایت بھی سیف کی جھوٹی اور بے بنیاد روایتوں سے لی گئی ہے، جبکہ سیف کا حال معلوم ہے!

بہر حال ابن حجر نے سیف کے ہر ایک جعلی صحابی و چہرے کو اپنی کتاب ''اصابہ'' میں ایک خاص نمبر کے تحت ثبت کیا ہے، توجہ فرمائیے:

۱۔ صحابی نمبر: ۱۸۴۸ ''حمیضہ بارقی'' علامت رمز (ز)

۲۔ صحابی نمبر: ۱۰۴۰ ''جابر اسدی'' علامت رمز (ز)

جی ہاں، ابن حجر نے تنہا ابن ابی شیبہ کی روایت پر استناد کر کے سیف کے دو جعلی چہروں کو صحابی قبول کیا ہے اور مذکورہ نمبروں کے ساتھ اپنی معتبر کتاب ''اصابہ'' میں ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ ہم نے بھی اس حیرت انگیز روایت کے حقائق نیز مسلّم تاریخی روداوں کے ساتھ مخالفت کی کیفیت کو اپنی جگہ پر بیان کیا ہے۔

مکتبِ خلفاء کے پیرو علماء نے اسی روایت کو مستند قرار دے کر سیف کے خیالی اور افسانوی دلاوروں کو اصحاب کے طور پر قبول کر کے انھیں رسول خداؐ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں درج کیا ہے اور ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ کیونکہ سیف نے کہا ہے کہ قدما نے انھیں سپہ سالار کے عہدے پر منتخب کیا ہے!!

ان علماء نے بعض اصحاب کے حالات کی تشریح میں مذکورہ قاعدہ کی طرف اشارہ کر کے اس سے استناد کیا ہے اور بعض دوسروں کے حالات میں اس روایت سے چشم پوشی کر کے سادگی کے ساتھ گزر گئے ہیں اور ان کی طرف اشارہ کرنے پر ہیز کیا ہے۔

۵۹ واں جعلی صحابی

عثمان بن ربیعہ ثقفی

ابن حجر نے اس صحابی کے بارے میں یوں لکھا ہے:

عثمان بن ربیعہ ثقفی:

سیف نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں اس کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ ''عثمان بن ابی العاص'' ــ طائف کے گورنر ــ نے عثمان بن ربیعہ کو رسول خداؐ کی وفات کے بعد ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں مأموریت دی کہ ''شنوء'' میں جمع ہوئے ''ازد'' کے مرتدوں کو کچل دے۔

عثمان نے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے ان پر حملہ کیا اور انھیں بری طرح شکست دیدی۔ اس فتح پر اس نے یہ اشعار کہے ہیں:

ان کے اجتماع کو ہم نے تتر بتر کیا اور ان کی سرزمین کو نابود کر دیا اور یہ ان کے مکر و فریب کا برا انجام تھا۔

وہ برق جو قبیلۂ بارق سے چمکی تھی جب ہمارے مقابلہ میں آئی تو بے پانی کے بادلوں کی طرح اس نے اپنا چہرہ افق میں چھپا لیا اور اپنی چمک کھو بیٹھی۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

توجہ فرمایا کہ ابن حجر نے عثمان بن ربیعہ کو صحابی ثابت کرنے کے لئے بیان کی گئی اس روایت میں حمیضہ کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے، جبکہ سیف کی روایتوں کے مطابق وہ اس جنگ میں مرتدوں کا سرکردہ تھا! ہم نے اس موضوع کی علت کو حمیضہ کے حالات کے آخر بیان کیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمایئے۔

اس صحابی کا نسب

اس سے پہلے ہم نے کہا کہ طبری نے سیف سے روایت کی ہے کہ طائف کے گورنر عثمان بن ابی العاص نے عثمان بن ربیعہ کو شنوء کی بغاوت کچلنے پر مأمور کیا۔۔۔ (تا آخر)

چونکہ ''طائف'' ''ثقفیوں'' کی رہائش گاہ تھی، اس لئے ابن حجر نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ عثمان ربیعہ ''ثقفی'' ہونا چاہئے۔

اس کے پیش نظر کہ سیف نے اس سلسلہ میں صراحت سے کچھ نہیں کہا ہے اور جس روایت سے اس عالم نے عثمان کے حالات کے بارے میں استفادہ واستناد کیا ہے، اس میں اس قسم کی نسبت کا کہیں ذکر نہیں ہے! لیکن اس کے باوجود ابن حجر نے سیف کے جعلی صحابی کو ''ثقفی'' کہا ہے اور ''عثمان بن ربیعہ ثقفی'' کے عنوان سے اس کا تعارف کرایا ہے!!

عثمان بن ربیعہ کے افسانہ میں سیف کے راوی:

سیف نے عثمان بن ربیعہ کی داستان میں صرف ''سہل'' کو راوی کے عنوان سے پہچنوایا ہے کہ اسے ''سہل بن یوسف انصاری سلمی'' کہتے ہیں، اور پہلے بھی ہم نے کہا ہے کہ یہ سہل بھی اس کے جعلی راویوں میں سے ہے اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتا۔!

بحث کا نتیجہ:

ان تین چہروں: ''حمیضہ بارقی''، ''جابر اسدی'' اور ''عثمان بن ربیعہ'' کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ :

حمیضۂ بارقی کے بارے میں:

۱۔ سیف تنہا شخص ہے جس نے قادسیہ کی جنگ میں حمیضہ نام کے کسی شخص کے سات سو ''ازدی'' سپاہیوں کے سپہ سالار ہونے کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ وہ تنہا شخص ہے جس نے حمیضہ بارقی اور قادسیہ کی جنگ میں اس کے کارناموں کی داستان گڑھی ہے۔

۳۔ وہ تنہا شخص ہے جس نے ''حمیضہ'' کی سرکردگی میں ''شنوء'' نام کی جگہ پر قبائل ''ازد، بجیلہ اور خثعم'' کے مرتدوں کے اجتماع کی خبر دی ہے۔

۴۔ اور وہ تنہا شخص ہے جس نے مذکورہ قبائل پر اس قسم کے جھوٹ اور ارتداد کی تہمت لگائی ہے اور ان کی شکست اور ان کے سرغنہ حمیضہ کے فرار کی خبر دی ہے!

جابر اسدی کے بارے میں:

۱۔ سیف تنہا شخص ہے جس نے قادسیہ کی جنگ میں فوج کے ایک دستہ پر جابر اسدی کی سپہ سالاری کی بات کہی ہے۔

۲۔ وہ تنہا شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ سعد وقاص نے ''عاصم بن عمرو اور جابر اسدی کی سرکردگی میں ایک فوج کو قادسیہ کی جنگ سے پہلے ایرانیوں سے لڑنے والے اپنے ایک گشتی دستے کی نجات کے لئے روانہ کیا ہے۔

عثمان بن ربیعہ کے بارے میں:

ا۔ سیف وہ تنہا شخص ہے جس نے عثمان بن ربیعہ کی داستان بیان کی ہے۔ ہم یہ نہ سمجھ سکے کہ کیا اس نے سرے سے اس نام وداستان کو یوں ہی کسی مقدمہ کے بغیر گڑھ لیا ہے یا یہ کہ اس کے نام کو ''ربیعہ بن عثمان، صحابی قرشی جمحی'' جو حبشہ کے مہاجروں میں سے تھا، کے نام کے مستعار لیا ہے، یا کسی اور نام سے۔

۲۔ اور وہ تنہا شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ طائف کے گورنر ''عثمان بن ابی العاص'' نے عثمان بن ربیعہ کو ''شنوء'' کے مرتدوں کی بغاوت کی سرکوبی کے لئے طائف سے روانہ کیا ہے۔

جس کے نتیجہ میں اس نے ان کے اجتماع کو تتر بتر کرکے ان کے سرغنہ کو بھگا دیا تھا۔

اور ہم نے دیکھا کہ ان سب باتوں کو سیف بن عمر نے اپنی پانچ جعلی راویوں کی زبانی کہلوایا ہے جو ہرگز وجود نہیں رکھتے۔

بالآخر امام المؤرخین محمد بن جریر طبری نے سیف بن عمر تمیمی سے نقل کر کے ان تمام افسانوں کو اپنی تاریخ کبیر میں درج کیا ہے اور اس کے بعد دوسرے تاریخ نویسوں جیسے ابن اثیر اور ابن خلدون نے بھی انھیں تاریخ طبری سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

اس کے علاوہ ابن حجر کے کہنے پر ابن فتحون نے سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے جابر اسدی کو صحابی تصور کیا ہے اور اس کے نام کو ابن عبدابر کی کتاب ''استیصاب'' میں دریافت کیا ہے۔

سرانجام ابن حجر نے سیف کی تمام روایتوں پر اعتماد کر کے ''حمیضہ بارقی''، ''جابر اسدی'' اور ''عثمان ربیعہ'' کو صحابی جانا ہے اور انہی روایتوں سے استناد کر کے انھیں رسول خداؐ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں قرار دیا ہے۔

اس طرح سیف بن عمر تمیمی جیسے ایک معروف شخص ـــــ جس پر زندیقی ہونے کا الزام تھا ـــــ کی روایتوں کی معتبر اسلامی منابع اور مصادر میں وسیع اشاعت ہوئی ہے اور گزشتہ بارہ صدیوں سے اس عیارِ زمانہ کے افسانوں، تحریفات اور دخل وتصرف نے علماء ومحققین کو اپنی طرف مشغول کر کے انھیں تاریخی حقائق کے بارے میں حیران وگمراہ رکھا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کیا علما ومحققین ایسی حالات میں ان آلودگیوں سے اسلامی مصادر ومآخذ کو پاک کرنے کیلئے موافقت کریں گے یا حسب سابق ان کے عادی ہوکر کے خوش فہمی کی بنا پر کسی قیمت پر انھیں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے؟!

مصادر و مآخذ

حمیضہ کے بارے میں سیف کی روایت:

۱۔''تاریخ طبری'' (۱/ ۲۲۱۸، ۲۲۵۸۔۲۲۵۹، ۲۳۳۴)

۲۔''تاریخ ابن اثیر'' (۲/ ۲۸۶، ۳۴۷، ۳۵۵)

۳۔تاریخ ابن خلدون (۲/ ۳۱۶)

۴۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۱/ ۳۵۷) حصہ اول ترجمہ نمبر: ۱۸۴۸

۵۔ابن ماکولا کی 'اکمال' (۲/ ۵۳۶)

قبائل خزاعہ کا نسب اور ان کے عہد و پیمان:

۱۔ابن حزم کی ''جمهره انساب ''(۳۷۷) و (۴۷۳)

۲۔حموی کی ''معجم البلدان'' (۱/ ۳۹، ۵۷)

''سراۃ'' کی تشریح:

۱۔یاقوت حموی کی ''معجم البدان'' (۳/ ۶۵)

جابر اسدی کے بارے میں سیف کی روایت:

۱۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۱/ ۲۱۷) حصہ اول ترجمہ نمبر: ۱۰۴۰

۲۔''تاریخ طبری'' (۱/ ۲۲۵۸)

۳۔ ''تاریخ ابن اثیر'' (۲/۲۵۶) طبع یورپ

عثمان بن ربیعہ کے حالات:

ا۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲/۴۵۲) حصہ اول ترجمہ نمبر: ۵۴۳۹

۲۔ ''تاریخ طبری'' (۱/ ۱۹۸۵)

ربیعہ بن عثمان قرشی کے حالات:

ا۔ ''طبقات ابن سعد'' (۴/۱۴۹) حصہ اول

۲۔ ''سیرۃ ابن ہشام'' (۳/۴۱۶)

جمحی کا نسب:

ا۔ ''اللباب'' (۱/۲۳۶)

۲۔ ابن سعد نے ''طبقات'' (۵/۳۶۶) میں ''محمد بن عثمان مخزومی'' نام کے ایک محدث کا ذکر کیا ہے اور اسے طبقۂ پنجم میں شمار کیا ہے۔

ساٹھواں جعلی صحابی

سواد بن مالک تمیمی

صحابی کو پہچاننے کے لئے سپہ سالاری کے قاعدہ پر علماء کی طرف سے اعتماد کئے جانے کا ایک اور نمونہ لیکن اس پر صراحت نہیں کی گئی ہے، سواد بن مالک تمیمی نامی صحابی ہے۔ جسے سیف بن عمر تمیمی نے خلق کیا ہے۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

سواد بن مالک تمیمی:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے کہ سعد بن وقاص نے جنگ کے لئے اس کے ساتھ باہر آئے ہوئے فوج کے پہلے دستہ کی کمانڈ ''سُواد بن مالک'' تمیمی کو سونپی۔

قادسیہ کی جنگ میں سعد نے اسے ایک بار پھر اپنے ہراول دستے کا سپہ سالار بنایا۔ اور اس نے قادسیہ کے محاصرہ کے دوران دشمن کی رسد کے ٹھکانہ پر اچانک اور تیز حملہ کر کے تین سو مویشیوں کو غنیمت کے طور پر اپنے قبضے میں لے لیا اور انھیں اسلامی فوج کے کیمپ میں پہنچا کر سپاہیوں میں تقسیم کر دیا (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس داستان کی تفصیل ''تاریخ طبری'' میں سیف کی زبانی یوں آئی ہے:

جب سعد وقاص نے ''شراف'' میں پڑاؤ ڈالا تو خلیفہ عمرؓ کی طرف سے اسے ایک خط ملا۔ اس خط میں اسے یہ حکم ملا تھا کہ اپنی فوج کے مختلف دستوں کے سپہ سالار معین کرے اور ذمہ داریوں کو ان میں تقسیم کر دے۔

سعد نے خلیفہ کے فرمان کی اطاعت کرتے ہوئے اسلام کے تجربہ کار اور باسابقہ افراد میں سے ہر ایک کے ہاتھوں میں سپہ سالاری کا پرچم دیا اور سپاہیوں کو دس دس افراد کی ٹولیوں میں تقسیم کیا اور ہر ٹولی کی کمانڈ اور ذمہ داری اس فرد کے ہاتھ میں دیدی جس نے اسلام کی راہ میں نمایاں خدمات انجام دئے تھے۔ (یہاں تک کہ وہ کہتا ہے:)

اور سواد بن مالک تمیمی کو ایک ہراول دستے کی کمانڈ دی۔

طبری نے ایک اور روایت میں سیف سے نقل کر کے لکھا ہے:

سواد بن مالک تمیمی نے بندر فراض کی بلندیوں سے حملہ کر کے خچر، گدھے اور گائے پر مشتمل تین سو مویشیوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اُن پر مچھلی لاد کے اپنی لشکر گاہ کی طرف لے آیا۔

اس اچانک اور ماہرانہ تصرف کے نتیجہ میں ایرانی فوج کے ایک سردار'' آزاد مرد ابن آزاد بہ'' نے اس کا پیچھا کیا اور بڑی تیزی سے اپنے آپ کو سواد کے نزدیک پہنچا دیا۔ سواد نے اپنے سوار افراد کی مدد سے آزاد مرد کا مقابلہ کیا اور ''سیلحین'' کے پل پر اس سے نبرد آزما ہوا، اور تب تک جنگ کو جاری رکھا کہ اسے یقین ہو گیا کہ مذکورہ مال غنیمت صحیح و سالم مقصد تک پہنچ گیا ہے تو اس کے بعد وہ فوراً

پر پیچھے ہٹا اور پو پھٹتے ہی سعد کے پاس کیمپ میں پہنچ کر وقائع کے بارے میں سپہ سالار اعظم اور دیگر مسلمانوں کو رپورٹ پیش کی۔

سعد کے حکم پر تمام غنائم کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم اور اس کا پانچواں حصہ انعام کے طور پر سواد اور اس کے ساتھیوں کو بخش دیا گیا۔ اس دن کو ''مچھلیوں کا دن'' کے نام سے یاد کیا گیا!

یہ بات قابل ذکر ہے کہ سپاہی گوشت کے لئے تڑپ رہے تھے۔ کیونکہ وہ گوشت کے علاوہ باقی اشیاء جیسے گندم، جو، خرما اور دیگر دالیں وغیرہ کافی مقدار میں بلکہ طولانی مدت کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے۔ یہ ناگہانی اور گشتی حملے صرف گوشت کو حاصل کرنے کیلئے انجام پاتے تھے۔ اسی لئے جس دن کافی مقدار میں گوشت حاصل کرتے تھے اس دن کو اس قسم کے گوشت کا نام دیتے تھے، جیسے ''روز گاؤ'' ''روز ماہی''!!

طبری نے ایک دوسری روایت میں سیف سے نقل کر کے ابن مالک اور حمیضہ کی کمانڈ میں ان کے ایک سو ساتھیوں کے اچانک حملہ اور غارت گری کی تشریح کی ہے کہ ہم نے اس کی تفصیل حمیضہ بارقی کی داستان میں بیان کی ہے۔

طبری ان تمام وقائع کو بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے:

سرانجام سعد وقاص نے سواد بن مالک تمیمی کو قادسیہ کی جنگ میں اپنے ہراول دستے کے کمانڈر کے طور پر منتخب کیا ہے۔ (طبری کی بات کا خاتمہ)

سیف تاریخ اسلام میں ''روز ماہیان'' (مچھلیوں کا دن) ثبت کرتا ہے، تا کہ تمیمی سورما سواد بن مالک کے لئے فخر و مباہات کا دن ہو کہ جس کی سخاوت کے دسترخوان پر گائے مچھلی اور دیگر

حیوانوں کے گوشت سے بھوکے سپاہیوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں اور ان کے اشتہا کی آگ بجھ جاتی ہے۔

اسی طرح ''روز گائے'' کو تمیم کے پہلوان عاصم بن عمرو کے لئے مجد وافتخار کے دن کے طور پر ثبت کرتے ہوئے کہتا ہے:

ایک دن عاصم نے اپنے ماتحت سپاہیوں کے ہمراہ گائے اور گوسفند کی تلاش میں دشمن کے علاقہ پر حملہ کیا۔لیکن ان کے اس حملہ سے پہلے علاقہ کے کسانوں اور گلہ بانوں نے مویشوں کو بچانے کیلئے انھیں کچھار میں چھپا رکھا تھا عاصم نے کچھار کے پاس محافظ کے طور پر بیٹھے ایک چوپان سے گائے و گوسفند کے بارے میں سوال کیا،لیکن اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں رکھتا ہے،اچانک کچھار سے ایک گائے فریاد بلند کر کے فصیح عربی میں بول اٹھی:

خدا کی قسم یہ شخص جھوٹ بولتا ہے،ہم یہاں پر موجود ہیں!!

عاصم،گائے کی گفتگوں سننے کے بعد کچھار میں داخل ہوا اور گائے کے گلہ کو ہانکتے ہوئے اپنے کیمپ کی طرف لے گیا اور سپاہیوں کو فصیح عربی میں گفتگوں کرنے والی گائے کے گوشت کی نعمت سے مالا مال کر دیا!

ہم اپنی کتاب ''عبداللہ بن سبا'' کی پہلی جلد میں درج کئے گئے سیف کے دوسرے خیالی ایام میں ''روز ماہیان'' (مچھلیوں کے دن) کا اضافہ کرتے ہیں۔اور سواد بن مالک کو بھی خاندان تمیم سے خلق کئے گئے دوسرے اصحاب میں شمار کرتے ہیں۔

افسانہ سواد میں سیف کے راوی

سیف بن عمر نے سواد بن مالک کے افسانہ کو مندرجہ ذیل راویوں کی زبانی نقل کیا ہے:

۱۔ محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ

۲۔ زیاد بن سرجس احمری

دونوں اس کے جعلی راوی ہیں اور سیف نے ان کا نام مختصر کر کے ''محمد و زیاد'' کہا ہے۔

اس بحث و تحقیق کا نتیجہ

سواد بن مالک تمیمی اور اس کے افسانہ کے بارے میں بحث و تحقیق سے یہ مطالب حاصل ہوتے ہیں:

سیف تنہا شخص ہے جس نے قادسیہ کی جنگ میں سعد وقاص کے حکم سے سواد بن مالک تمیمی کے فوج کے ہراول دستہ کی سپہ سالاری پر منصوب ہونے کی خبر دی ہے۔

وہ تنہا شخص ہے جس نے ''روز ماہیان'' (مچھلیوں کے دن) کو تمیم کے سواد بن مالک کے نام پر ثبت کیا ہے۔

اور آخر کار ایسا لگتا ہے کہ سیف نے سواد بن مالک اور اس کے افسانہ کو جعل کیا ہے اور اس کا نام ''سواد بن مالک داری''[۱] صحابی کے نام پر قرار دیا ہے!

۱۔ ابن حجر نے ''سواد بن مالک داری'' کی شرح حال میں لکھا ہے کہ رسول خداؐ نے اس کا نام بدل کر ''عبدالرحمان'' کر دیا تھا۔

افسانہ سواد کو نقل کرنے والے علماء:

۱۔طبری نے سواد بن مالک کے افسانہ کو بلاواسطہ سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۲۔ابن اثیر نے اسے طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

۳۔ابن خلدون نے افسانۂ سواد کو تاریخ طبری سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

۴۔ابن حجر سیف کی روایت پر اعتماد کر کے صحابی کی شناخت کے لئے ابن ابی شیبہ کی روایت ـــ سپہ سالاری صحابیت کی پہچان ـــ پر استناد کرتے ہوئے اس کی صراحت کئے بغیر، سواد بن مالک کو صحابی مانا ہے اس کے حالات پر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں روشنی ڈالی ہے۔

مصادر وماآخذ

سواد بن مالک تمیمی کے حالات:

ا۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲/۹۶) نمبر:۳۵۸۶

۲۔''تاریخ طبری'' (۱/۲۲۲۳_۲۲۲۵)

سواد بن مالک کے بارے میں سیف کی روایت:

ا۔''تاریخ طبری'' (۱/۲۲۲۳ _ ۲۲۲۵، ۲۲۳۹ _ ۲۲۴۴)،و (۱/۲۲۵۸ _ ۲۲۵۹)، (۱/۲۲۶۶)

۲۔تاریخ ابن اثیر (۲/۳۴۹) ، (۲/۳۵۴_۳۵۵)

۳۔تاریخ ابن خلدون (۲/ ۳۱۷،۳۱۹)

سواد بن مالک داری کے حالات:

۴۔ابن حجر کی ''اصابہ'' (۲/۹۶) نمبر: ۳۵۸۵

دوسرا حصہ

عراق کی جنگوں میں سعد وقاص کے ہمراہ جنگی

افسر اور سپہ سالار (۲)

- ۶۱۔ عمرو بن وبرہ
- ۶۲۔ حمّال بن مالک بن حمّال اسدی
- ۶۳۔ ربّیل بن عمرو بن ربیعہ
- ۶۴۔ طلیحہ بن بلال قرشی عبدری
- ۶۵۔ خلید بن منذر بن ساوی عبدی
- ۶۶۔ حارث بن یزید عامری

اکسٹھواں جعلی صحابی

عمرو بن وبرہ

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں لکھا ہے:

سیف بن عمر نے کتاب ''فتوح'' میں اور طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ''عمرو بن وبرہ'' ۱۴ھ میں قبائل قضاعہ پر حکومت کرتا تھا۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ابن حجر کی تاریخ طبری میں اشارہ کی گئی اصل داستان کی وضاحت کرنے سے پہلے یہ بات قابل ذکر ہے کہ نسب شناس علماء کا ''قضاعہ'' کے نسب پر اختلاف نظر ہے کہ وہ ''بنی عدنان'' سے ہیں یا بنی ''حمیر سبائی'' سے؟!

لیکن، ابن حجر نے اوپر جس داستان کی طرف اشارہ کیا ہے ''تاریخ طبری'' میں اس کی اصل اور پوری داستان کو سیف سے نقل کر کے یوں بیان کیا گیا ہے:

خلیفہ عمرؓ نے سعد وقاص کے مدینہ سے روانہ ہونے کے بعد دو ہزار جنگجو اس کی مدد کے لئے ب بھیجے۔

سعد نے موسم سرما کی ابتداء میں ''زرود'' میں پڑاو ڈالا۔ اس کے سپاہیوں نے ''بنی

تمیم اور بنی اسد'' کی سرزمینوں اور اس علاقہ کے ساحل پر اپنے خیمے نصب کئے۔ سعد بدستور ''زرود'' میں منتظر تھا تا کہ خلیفہ کا فرمان اسے پہنچے اور اس کے سپاہیوں کی تعداد بھی بڑھ جائے۔ اس مدت کے دوران سعد نے ''بنی تمیم اور بنی رباب'' سے چار ہزار جنگجو اپنی فوج میں شامل کر لئے۔ ان میں سے تین ہزار ''تمیمی'' اور ایک ہزار فوجی ''ربّی'' تھے۔

اس نے ''بنی اسد'' کے بھی تین ہزار سپاہی بھرتی کئے اور سبوں کو حکم دیا کہ اپنی رہائش گاہوں کے نزدیک پہاڑیوں اور میدانوں کے درمیان کیمپ لگائیں اور بدستور اپنی جنگی تیاری کو ''سعد'' اور ''مثنی بن حارثہ'' کے کیمپ کے درمیان جاری رکھیں۔

''مثنی بن حارثہ'' بھی قبیلہ ''ربیعی'' سے آٹھ ہزار سپاہی اپنے ساتھ لایا تھا، ان میں سے چھ ہزار سپاہی ''طائفہ بکر بن وائل'' سے تھے اور باقی دو ہزار ''ربیعہ'' کے دوسرے قبائل سے تھے۔

مثنی نے ان میں سے چار ہزار نفر کو خالد کی روانگی کے بعد انتخاب کیا تھا اور باقی چار ہزار نفر ''جسر'' کے میدان کارزار سے ہی اس کے ساتھ تھے۔

ان کے علاوہ جو یمانی سعد وقاص کی کمانڈ میں جمع ہوئے تھے ان میں سے دو ہزار نفر قبیلہ ''بجلیہ'' سے اور دو ہزار نفر ''قضاعہ'' و ''طی'' سے تھے جن کی کمانڈ مندرج ذیل اشخاص کے ذمہ تھی:

۱۔ قبیلۂ طی کے افراد کا سپہ سالار ''عدی بن حاتم'' تھا۔

۲۔ قبیلۂ قضاعہ کے افراد کا سپہ سالار ''عمرو بن وبرہ'' تھا۔

۳۔قبیلۂ بجلیہ کے افراد کا سپہ سالار ''جریر بن عبداللہ'' تھا۔

لشکر کی موجودہ صورت حال میں، سعد وقاص ''زرود'' میں اس انتظار میں تھا کہ مثنی اس کی خدمت میں پہنچ جائے اور مثنی اس امید میں تھا کہ سعد اس کے پاس آئے گا۔ اتفاقاً مثنی جنگ جسر میں لگے زخموں کی تاب نہ لاکر فوت ہوگیا۔ مرنے سے پہلے اس نے ''بشیر بن حضامیہ'' کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔

اس اثناء میں عراق کے معروف افراد کا ایک گروہ بشیر کی خدمت میں پہنچا۔ اور عراق سے بعض نمائندے جیسے ''فرات بن حیان عجلی اور عتیبہ'' جو عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور خلیفہ نے انھیں واپس بھیج دیا تھا، وہ سب سعد کی خدمت میں پہنچے تھے ۔ (طبری کی بات کا خاتمہ)

افسانہ عمرو کے اسناد کی پڑتال:

عمرو کے بارے میں سیف کی روایت کے درج ذیل خیالی و جعلی راوی نظر آتے ہیں۔

۱۔محمد یا محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ۔

۲۔زیاد، یا زیاد بن سرجس احمری۔

کہ سیف نے اپنی روایتوں میں ان کا نام اختصار کے ساتھ ''محمد و زیاد'' ذکر کیا ہے:۔

اس بحث کا نتیجہ:

چونکہ سیف کی روایت کے متن میں آیا تھا کہ ''قضاعہ کی کمانڈ عمرو بن وبرہ کے ذمہ ہے'' لہذا

حجر نے سیف کی روایت کے اسی حصہ پر اکتفا کر کے عمرو کو رسول خداؐ کے اصحاب میں شامل کیا ہے اور اس کو اپنی کتاب ''اصابہ'' میں ثبت کیا ہے۔

لیکن چونکہ اس صحابی کے نام کو سیف کی اس روایت کے علاوہ کسی دوسری روایت میں نہیں دیکھا ہے، اس لئے صرف اسی قدر کہتا ہے:

سیف نے بن عمر نے ''فتوح'' میں اور طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۱۴ھ میں عمرو بن وبرہ قبائل قضاعہ پر حاکم تھا۔

ابن حجر نے سیف کی اسی روایت کے سہارے اور صحابی کی پہچان کے لئے وضع کئے گئے نام نہاد قاعدہ پر اعتماد کر کے سیف جعل کردہ ''ابن وبرہ'' کے سپہ سالار ہونے کو معیار قرار دے کر اسے صحابی جانا ہے۔ اگر چہ اس سلسلے میں اس نام نہاد قاعدے کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے۔

مصادر و مآخذ

عمرو بن وبرہ کے حالات:

۱۔ ابن حجر کی ''اصابہ'' (۱۱۹/۳) تیسرا حصہ نمبر: ۶۵۲۰

''روز ماہیان'' (مچھلیوں کے دن) کے بارے میں سیف کی روایت:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۲۲۲۲_۲۲۲۱/۱)

قبائل قضاعہ کا نسب:

۱۔ ابن حزم کی جمہرہ انساب (۴۴۰)

باسٹھواں جعلی صحابی

حمّال بن مالک بن حمّال

ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا تعارف یوں ہوا ہے:

حمّال بن مالک بن حمّال:

سیف نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے کہ سعد وقاص نے عراق کی طرف عزیمت کرتے وقت ''حمال بن مالک بن حمال'' کو اپنی پیدل فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ابن ماکولا نے بھی حمّال کے تعارف کے سلسلے میں لکھا ہے:

''حَمَل بن مالک بن جنادہ'':

سیف بن عمر نے لکھا ہے کہ اس صحابی نے قادسیہ کی جنگ میں شرکت کی ہے اور خلافتِ عمرؓ کے دوران ''نہاوند'' کی جنگ میں بھی شرکت کی ہے اور اسی جنگ میں مارا گیا۔

یہاں پر ''حَمَل بن مالک جنادہ'' نام غلط ہے بلکہ صحیح وہی ''حمّال بن، مالک حمّال'' ہے۔ اس پر بعد میں بحث کریں گے۔

اس کے علاوہ طبری اور ابن حجر میں سے کسی ایک نے حمال کے نہاوند کی جنگ میں شرکت کرنے اور وہاں پر مارے جانے کی خبر سیف سے نقل کر کے نہیں لکھی ہے!

ابن ماکولا نے باب ''حمال'' میں لکھا ہے:

حمال بن مالک اسدی، مسعود بن مالک اسدی کا بھائی ہے کہ دونوں نے سعد وقاص کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شرکت کی ہے۔

لیکن تاریخ طبری میں سیف سے نقل کر کے ''مسعود بن مالک'' کا نام یوں آیا ہے:

مسعود بن مالک اسدی اور عاصم بن عمرو تمیمی نے جنگجوؤں کے ایک گروہ نے شجاعتوں اور دلاوریوں کا مظاہرہ کیا ہے۔

جبکہ ہم جانتے ہیں کہ سیف بن عمر نے ''لیلتہ الھریر'' کا نام اپنی ''عماس'' کی شب یا آخری شب کے لئے رکھا ہے اور اس قسم کا نام تاریخ میں کہیں ذکر نہیں ہوا ہے!

اس کے علاوہ قابل ذکر ہے کہ سیف نے اسے حدیث کو نضر سے اس نے ابن رفیل سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے حمید بن ابی شجار سے نقل کیا ہے کہ یہ سب سیف کے خیالی راوی ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔

تاریخ طبری میں سیف بن عمر سے نقل کر کے حمال بن مالک کا تعارف یوں کیا گیا ہے:

سعد وقاص ''شراف'' میں تھا کہ اسے خلیفہ عمرؓ کی طرف سے ایک خط ملا جس میں اسے فوج کے مختلف دستوں کے لئے سپہ سالار معین کرنے کا حکم تھا۔ سعد نے خلیفہ عمرؓ کا حکم بجالاتے ہوئے اپنی پیدل فوج کی کمانڈ حمال بن مالک اسدی کو سونپی ہے۔

ترسٹھواں جعلی صحابی

ربیل بن عمرو بن ربیعہ

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کیا ہے:

ربیال بن عمرو:

سیف نے کتاب ''فتوح'' میں اس کا نام لیا ہے اور اس کے نمایاں کارناموں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

''طبرانی'' نے بھی لکھا ہے کہ وہ قادسیہ کی جنگ میں سعد وقاص کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔

ہم نے بھی اس سے پہلے کہا ہے کہ قدماء کی رسم یہ تھی کہ وہ جنگوں میں صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالاری کا عہدہ نہیں سونپتے تھے (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

جیسا کہ بعد میں پتا چلے گا کہ ''ربیال'' نام غلط تھا اور صحیح وہی ''ربیل'' ہے۔ اسی طرح ''طبرانی'' بھی صحیح نہیں ہے بلکہ ''طبری'' صحیح ہے کہ ابن حجر نے صحابیوں کے حالات پر روشنی ڈالنے میں اس سے قول نقل کیا ہے۔

سیف نے ایک دوسری روایت میں جسے اس نے خلیفہ عثمان کے دفاع میں بیان کیا ہے۔ رُبّیل کے بارے میں یوں ذکر کیا ہے۔

عثمانؓ نے اپنی خلافت زمانے میں انعام کے طور پر چند زمینیں ''زبیر، خبّاب ،عمار یاسر، ابن ہبّار اور ابن مسعودؓ'' کو بخشیں۔ اگر عثمان نے اس بذل و بخشش میں کوئی گناہ کیا ہو تو ان زمینوں کو لینے والوں کا گناہ عثمان سے زیادہ ہے، کیونکہ ہم دین کے قوانین اور احکام ان سے حاصل کرتے ہیں۔

عمر نے بھی اپنی خلافت کے زمانے میں کچھ زمینیں ''طلحہ، جریر بن عبداللہ اور رُبّیل بن عمروؓ''۔ وہی لوگ جن سے ہم اپنا دین حاصل کرتے ہیں۔ کو بخش دیں اور ''ابومفزر'' کو دارالفیل بخش دیا۔ یہ بخششیں انفال اور خمس و بخشائش خداوندی کے کوٹے سے انجام پائی ہیں!!

حمال وربّیل کا افسانہ

گزشتہ بحث کے علاوہ، ذیل میں بیان ہونے والی سیف کی روایات میں مشاہدہ کریں گے کہ ان دو پہلوانوں کا نام ایک ساتھ آیا ہے اور ان میں سے ایک دوسرے کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے۔ اب ہم قارئین کرام کو سیف کے بیان کردہ قادسیہ کے وقائع کا مطالعہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں جس میں اس نے اپنے ان دو جعلی اسدی صحابیوں کا ذکر کیا ہے۔

طبری قادسیہ کی جنگ کے سلسلے میں سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے:

جب فوج کے دستے جنگ کے لئے آمادہ ہو رہے تھے تو ایرانی ہاتھی سواروں نے مسلمانوں کی منظّم صفوں پر اچانک حملہ کیا اور ان کے فوجی دستوں کو تتر بتر کر کے رکھدیا، گھوڑے وحشت زدہ ادھر اُدھر بھاگ گئے اور اپنے سواروں کو بیابانوں میں کھینچ لے گئے، قریب تھا کہ قبیلۂ بجلیہ کے افراد ہاتھیوں کے سموں کے نیچے مسمار ہو کے رہ جائیں۔ ان کے سوار گھوڑوں کے رم کرنے کی وجہ سے ہر طرف فرار کر چکے تھے۔ صرف پیدل فوج، تھی جو مردانہ وار میدان میں ڈٹی ہوئی تھی۔

اس وحشتناک عالم میں سپہ سالار اعظم سعد وقاص نے قبیلہ بنی اسد کو پیغام بھیجا کہ قبیلہ بجلیہ کے افراد اور ان کے ساتھیوں کی مدد کو پہنچیں۔ کمانڈر انچیف کے حکم کی تعمیل میں، "طلیحہ بن خولید اسدی، حمال بن مالک اسدی اور ربّیل بن عمرو اسدی"

نے اپنے فوجی دستوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے پوری طاقت کے ساتھ حملہ آور فوج کی پیش قدمی کو روکا اور ایک گھمسان کی جنگ کے بعد ہاتھیوں، ہاتھی بانوں اور ہاتھی سواروں جو ہر ہاتھی کے ساتھ بیس افراد پر مشتمل تھے، کو عقب نشینی پر مجبور کیا۔

ایرانیوں نے جب یہ دیکھا کہ بنی اسد کے دلاوروں کے توسط سے ان کے ہاتھیوں پر کیا گزری، تو انہوں نے اجتماعی طور پر ان کے خلاف پوری طاقت کے ساتھ حملہ کیا اور قبیلہ اسد کے افراد پر چاروں طرف سے تیروں کی بارش کر دی۔ یہاں پر سعد وقاص نے عاصم بن عمرو تمیمی کو حکم دیا کہ بنی اسد کی مدد و یاری کر کے انھیں اس مصیبت سے نجات دے۔ کیونکہ یہ عاصم بن عمرو تمیمی تھا جو جنگ کے پہلے دن یعنی ''روز ارماث'' کو تمام لوگوں اور جنگجوؤں کے لئے پناہ گاہ تھا!

سیف ایک دوسری روایت میں جنگ کے دوسرے دن، جسے ''روز اغواث'' کہا جاتا تھا کے وقائع کے بارے میں یوں ذکر کرتا ہے:

''اغواث کے دن خلیفہ عمرؓ کی طرف سے ایک قاصد قادسیہ میں انعام کے طور پر چار تلواریں اور چار گھوڑے لے کر سعد وقاص کی خدمت میں پہنچا تا کہ ان چیزوں کو ان بہادروں اور دلاوروں میں تقسیم کریں جنہوں نے جنگ میں شجاعت اور دلاویوں کا نمایاں مظاہرہ کیا ہے اور قادسیہ کی جنگ میں قابل دید جاں نثاریاں دکھائی ہیں۔

سعد وقاص نے خلیفہ کے حکم پر عمل کرنے کا حکم دیدیا۔ ''حمال بن مالک والبی''، ''ربیل بن عمرو والبی'' اور ''طلیحہ بن خولید بن فقعسی'' جو تینوں قبیلۂ بنی اسد سے

تعلق رکھتے تھے اور ''عاصم بن عمرو تمیمی'' کہ ان میں سے ہر ایک فوج کے ایک حصہ کا سپہ سالار تھا، جمع ہوئے۔ سعد وقاص نے ان میں سے ہر ایک کو عمرؓ کی طرف سے تحفے کے طور پر ایک ایک تلوار دی۔

انعامات کی اس تقسیم میں تین اسدی پہلوانوں نے خلیفہ عمرؓ کی بھیجی ہوئی تلواروں کا تین چوتھائی حصہ حاصل کیا۔ ربیل بن عمرو نے اس موضوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے درج ذیل اشعار کہے ہیں:

سب جانتے ہیں کہ اگر تیز دھار والی تلواریں ہاتھ آئیں تو ہم اُن کو حاصل کرنے میں دوسرے تمام لوگوں سے سزاوار تر ہیں۔ میرے سوار شام سے ''ارماث'' کے دن کے آخر تک عام عرب قبائل پر دشمن کے حملوں کو مسلسل روکتے رہے۔

دوسرے سواروں اور جنگجوؤں نے ایسے فرائض کو دوسری شبوں میں انجام دیا۔

سیف نے ایک اور روایت میں ''عماس'' کے دن کے بارے میں یوں حکایت کی ہے:

''عماس'' کے دن دوبارہ ہاتھیوں کا حملہ شروع ہوا اور انہوں نے ارماث کے دن کی طرح اسلام کے سپاہیوں کی صفوف کو توڑتے ہوئے ان کے شیرازہ کو بکھیر کے رکھ دیا اور ان کے سرداروں کو بھگا دیا۔

سعد وقاص نے جب یہ حالت دیکھی، تو اس نے ایک تازہ مسلمان ایرانی سپاہی۔ جو

رستم فرخ زاد کی فوج سے بھاگ کر اسلام کی پناہ میں آیا تھا۔ سے پوچھا:

ہاتھی کا نازک نقطہ کہاں ہے اور یہ حیوان کس طرح موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے ؟اس نے جواب دیا:

ہاتھی کی آنکھیں اور اس کی سونڈ اس کا نازک نقطہ شمار ہوتا ہے، اگر اس کی ان دو چیزوں کو بیکار کر دیا جائے تو وہ کچھ نہیں کر سکتا۔!

لہٰذا سعد وقاص نے کسی کو ''قعقاع بن عمرو تمیمی اور عاصم بن عمرو'' دو تمیمی پہلوان بھائیوں کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ ہاتھیوں آگے آگے بڑھنے والے سفید ہاتھی کا کام تمام کر کے مسلمانوں کو اس کے شر سے نجات دلائیں، کیونکہ وہ ہاتھی سب ہاتھیوں سے آگے بڑھ کر مسلمان فوجیوں پر حملہ کر رہا تھا اور دوسرے ہاتھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔

اسی طرح سعد وقاص نے ایک دوسرے فرمان کے ضمن میں ''حمال بن مالک اسدی'' اور ''ربیل بن عمرو اسدی'' کو حکم دیا کہ وہ ''اجرب'' نامی ہاتھی کا کام تمام کریں اور مسلمانوں کو اس کے شر سے نجات دیں کہ یہ ہاتھی بھی ہاتھیوں کے ایک دوسرے دستہ کو اپنے پیچھے لئے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

سپہ سالار اعظم کے حکم کو بجالانے کے لئے دو تمیمی بھائی اور پہلوان قعقاع اور عاصم میں سے ہر ایک، ایک مضبوط لیکن نرم اور تابدار نیزہ لئے ہوئے سفید ہاتھی کی طرف بڑھے۔ حمّال اور ربیل نے بھی ایسا ہی کیا۔

قعقاع اور عاصم سفید ہاتھی کے نزدیک پہنچے اور ایک مناسب فرصت میں دونوں بھائیوں نے ایک ساتھ پوری قوت اور طاقت سے اپنے نیزوں کو سفید ہاتھی کی آنکھوں میں گھونپ دیا اور اس کی دونوں آنکھوں کو حلقوں سے باہر نکال لیا۔ ہاتھی اس زخم کی تاب نہ لا کر دُم کے بل زمین پر ڈھیر ہو گیا اور اپنے ہاتھی بان کو زمین پر دے مارا اور اپنی سونڈ لٹکا دی، قعقاع نے فرصت غنیمت دیکھی اور اچھل کر تلوار کی ایک کاری ضرب سے اس کی سونڈ جدا کر کے رکھدی۔ اس کے بعد ہاتھی اپنا توازن کو کھو کر پہلو کی طرف زمین پر گر گیا۔ اس دوران قعقاع اور عاصم نے اس کے تمام سواروں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

دوسری طرف حمّال بن مالک نے ربیل بن عمرو سے کہا:

انتخاب تمہارے ہاتھ میں ہے، یا تم ہاتھی کی سونڈ کو کاٹو اور میں اس کی آنکھیں اندھی کر دوں یا تم اس کی آنکھوں کو نشانہ بناؤ اور میں اس کی سونڈ کاٹ دوں!

ربّیل نے ہاتھی کی سونڈ کو جدا کرنے کی ذمہ داری لے لی اور حمّال نے اس کی آنکھوں کو نشانہ بنا کر ایک تیز حرکت سے اپنے نیزہ کو ''اجرب'' نامی ہاتھی کی آنکھوں میں گھونپ دیا۔ ہاتھی اس زخم کے نتیجہ میں مڑ کر دُم کے بل زمین پر گرنے کے بعد اپنی اگلی دو ٹانگوں کے سہارے پھر سے اٹھا، اس بار ربیل نے فرصت نہ دیتے ہوئے اپنی تلوار سے اس کی سونڈ کاٹ کر رکھدی۔ ہاتھی بان جب ربّیل اور فیل کی سونڈ پر اس کی ضرب سے متوجہ ہوا تو اس نے تبر سے ربیل کے چہرہ پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا۔

سیف ایک دوسری روایت میں اس موضوع کے بارے میں کہتا ہے:

حمّال اور ربّیل نے سپہ سالار اعظم کی طرف سے مأموریت حاصل کرنے کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر پوچھا:

اے لوگوں! کون سی موت اس ہاتھی کے لئے دردناک تر ہے؟ جواب دیا گیا:

اس پر سختی کرو اور زخمی کر دو!

اس کے بعد جب یہ دو اسدی پہلوان ہاتھی کے سامنے پہنچے، اپنے گھوڑوں کی لگام کھینچ لی تا کہ گھوڑوں نے اپنی ٹانگیں بلند کیں، اس کے بعد ان میں سے ایک نے بڑی مہارت سے اپنے نیزے کو ہاتھی کی آنکھو میں گھونپ دیا جس کے سبب ہاتھی پیچھے سے زمین پر گر گیا، ربیل نے بھی بڑی تیزی سے اس کی سونڈ کو کاٹ کر رکھدیا۔ اس پر ہاتھی بان نے تبر سے ربیل پر حملہ کیا اور ربیل کے چہرے پر ایک شدید ضرب لگائی لیکن وہ اس حملہ سے زندہ بچ نکلا۔

سیف نے ایک اور روایت میں کہا ہے:

جنگ کے دن دو ہاتھی باقی ہاتھیوں کی رہبری کرر ہے تھے۔ ہاتھی بانوں نے ان دو ہاتھیوں کا رخ مسلمان فوج کے قلب کی طرف کر دیا۔۔ (یہاں تک کہ وہ کہتا ہے:) سفید ہاتھی دونوں فوجوں کے درمیان حیران اور پریشان حالت میں کھڑا تھا اور سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کس طرف جائے۔ اگر اسلام کے سپاہیوں کی طرف بڑھتا تو تلوارں اور نیزوں کا سامنا ہوتا اور اگر سپاہ کفر کی طرف واپس جاتا تو اسے برچھیوں اور

سیخوں سے واپس مڑنے پر مجبور کرتے۔

اس کے بعد کہتا ہے:

''ابیض'' و ''اجرب'' نامی دو ہاتھیوں نے سوروں کی جیسی ایک ڈراؤنی آواز بلند کی۔ اس وقت ''اجرب'' نامی ہاتھی جس کی آنکھ نکال لی گئی تھی واپس لوٹا اور ایرانیوں کی صفوف کو درہم برہم کرتے ہوئے دریائے عقیق کے دھارے کی طرف بھاگا۔ اس وقت دوسرے ہاتھی جو اس کی پیروی کرتے تھے اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ ''اجرب'' نامی ہاتھی نے اپنے آپ کو ''عقیق'' نامی دریا میں ڈالدیا اور دوسرے ہاتھی بھی اس کے پیچھے مدائن کی طرف بھاگ گئے اور راستے میں جسے پایا اسے نابود کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے اس طرح بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

طبری نے بھی ۱۶ھ کے حوادث کے ضمن میں اسلام کے سپاہیوں کے دریائے دجلہ سے گزر کر مدائن کی طرف بڑھنے کے بارے میں سیف سے نقل کر کے لکھا ہے:

جب سعد وقاص نے عاصم بن عمرو کے ''اھوال'' نامی خصوصی فوجی دستے کو ایرانیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے دیکھا۔ جو دریا کے کنارے اور پانی میں نبرد آزما تھے۔ تو اسے ان کا یہ کارنامہ عظیم نظر آیا، لہذا تحسین کے طور پر انھیں ''خرساء'' نامی فوجی دستہ سے تشبیہ دیدی۔ یہ مخصوص فوجی دستہ قعقاع بن عمرو کا تھا اور اس میں ''حمال بن مالک اسدی'' اور ''ربیل بن عمرو اسدی'' موجود تھے۔

حمّال ور بیل کے افسانہ میں سیف کے راویوں کی پڑتال:

مذکورہ روایات میں سیف نے درج ذیل ناموں کوراوی کےطور پر پہچنوایا ہے:

۱۔محمد، یا محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ کو چار مرتبہ۔

۲۔زیاد، یا زیاد بن سرجس احمری کو تین مرتبہ۔

۳۔مہلب، یا مہلب بن عقبۂ اسدی کو ایک مرتبہ۔

ان راویوں سیسے ہم کئی مرتبہ آشنا ہو چکے ہیں اور ہم نے کہا ہے کہ یہ سیف کے جعلی راوی ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے ہیں۔

۴۔راویوں کے طور پر چند دیگر مجہول نام بھی ذکر ہوئے ہیں کہ ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ سیف بن عمر نے انھیں کون سے افراد تصور کیا ہے تا کہ ان کے وجود یا عدم وجود کے سلسلے میں بحث و تحقیق کرتے۔

اس جانچ پڑتال کا نتیجہ

جو کچھ ہم نے کہا، اس سے یہ حاصل ہوتا:

سیف تنہا شخص ہے، جس نے ''حمال بن مالک اسدی'' کے قادسیہ کی جنگ میں سعد وقاص کی پیدل فوج کے سپہ سالار ہونے کی خبر دی ہے:

سیف تنہا شخص ہے جس نے خاندان تمیم کے ناقابل شکست پہلوانوں ''قعقاع و عاصم'' فرزندانِ عمرو کے ہاتھوں ''ابیض'' نامی ہاتھی کے مارے جانے اور ''اجرب'' نامی ہاتھی کے ''حمال و

ربیل'' جیسے اسدی دلاوروں کے ہاتھوں اندھا ہونے کی بات کہی ہے۔

سیف تنہا شخص ہے جس نے قادسیہ کی جنگ میں نمایاں شجاعت اور دلاوری کا مظاہرہ کرنے والے سپاہیوں اور معروف شخصیات کے لئے خلیفہ عمرؓ کی طرف سے انعام کے طور پر چار تلواریں اور چار گھوڑے بھیجنے کی روایت سازی کی ہے۔

اور سیف ہی وہ تنہا شخص ہے جس نے قادسیہ کی جنگ میں ''ارماث''، ''اغواث'' اور ''عماس'' نامی دنوں کی روایت کی ہے۔ہم نے ان تین جعلی دنوں کے بارے میں اس کتاب کی پہلی جلد میں تفصیل سے بحث کی ہے۔

بالاخر سیف تنہا شخص ہے جس نے ''عاصم بن عمرو'' کے فوجی دستے ''اھوال'' اور ''قعقاع'' کے فوجی دستے ''فرساء'' کے وجود کا ذکر کیا ہے۔

یہ اس کا طریقہ کار ہے کہ ہر ممکن صورت میں حتیٰ جعل، جھوٹ اور افسانے گڑھ کے عام طور پر قبیلۂ عدنان اور خاص طور پر اپنے خاندان تمیم کے افراد کے لئے عظمت و افتخارات کا اظہار کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اپنے دشمنوں یعنی یمانی اور قحطانیوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے!

ذرا توجہ فرمایئے کہ وہ مذکورہ بالا افسانہ میں ''ارماث'' کا دن خلق کر کے کس طرح قبیلہ تمیم کے لئے افتخار ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔وہ کہتا ہے:

> نزدیک تھا کہ ایرانی بجلیوں قحطانیوں کو نابود کر ڈالیں کہ سعد وقاص نے ان کی دادرسی کی اور اسدی عدنانی ''حمال و ربیل' کو ان کی نجات کے لئے بھیج دیا اور انھیں قطعی مرگ سے نجات دلائی۔

ایرانیوں نے اس بار انتقام لینے کی غرض سے اپنے تمام غضب ونفرت سے کام لیتے ہوئے بنی اسد عدنانیوں پر تیروں کی بارش کر دی۔ یہاں پر بھی سپہ سالار اعظم سعد وقاص نے عاصم بن عمرو تمیمی کو مأموریت دی کہ اسدیوں کو بچالے اور وہی تھا جس نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھا کر اسدیوں کو موت کے پنجے سے بچالیا اور ایرانیوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ سرانجام تمیمیوں کا افتخار ہے کہ عاصم بن عمرو تمیمی جنگ کے اس غوغا، تلواروں کی جھنکار، تیروں اور برچھیوں کی بارش اور دلاوروں کی رجز خوانیوں کے دوران سر بلندی کے ساتھ بے پناہوں کی یاری اور مدد کے لئے دوڑتا ہے اور دشمنوں کے خونین پنجوں سے انھیں نجات دلاتا ہے۔ کیا معلوم کہ سیف نے ''اغواث'' و''عماس'' کے دنوں کو بھی اسی مقصد کے پیش نظر خلق کیا ہو!! وہ کہتا ہے:

اسی دن عدنانی شہسواروں اور دلاوروں نے ایرانی جنگی ہاتھیوں کے مسلمان سپاہیوں پر حملے کو روکا، اس فرق کے ساتھ کہ بنی اسد عدنانی پہلوانوں نے ''اجرب'' نامی ہاتھی کی صرف ایک آنکھ کو اندھا بنایا جبکہ تمیمی پہلوانوں قعقاع اور عاصم نے ''ابیض'' نامی ہاتھی کی دونوں آنکھیں حلقہ سے باہر نکال لیں۔ اس طرح سیف کا قبیلہ ''تمیم'' دوسرے عدنانی قبیلوں کی نسبت صاحب فضیلت اور خصوصی برتری کا مالک بن جاتا ہے۔

کیا ایسا نہیں ہے کہ عاصم وقعقاع تمیمی کی کمانڈ میں ''اہوال'' اور ''خرساء'' نام کے

عدنانی فوجی دستے اسلامی فوج کے پہلے دستے تھے جنہوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کو ایسی حالت میں عبور کیا جب وہ دشمنوں سے پانی میں لڑ رہے تھے اور وہی سب سے پہلے مدائن میں داخل ہوئے ہیں؟!

اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ آخری جگہ جہاں پر سیف ''ربیل بن عمرو'' کا نام لیتا ہے، وہ عدنانی و مضری خلیفہ عثمانؓ کے دفاع کے سلسلے میں خلق کی گئی اس کی روایت ہے۔ کہتا ہے:

عثمانؓ نے بعض زمینیں ''خباب بن ارت''، ''عمار یاسر'' اور ''عبداللہ بن مسعودؓ''۔۔۔ جو پاک و نیک اور کمزور و غریب صحابی شمار ہوتے تھے ـــــ کو بخش دیں۔ سیف کی یہی بات حقیقت کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ عثمانؓ نے نہ صرف کوئی زمین یا کھیت ان کو نہیں دیا بلکہ اس کے برعکس ''عمار یاسر، ابن مسعود اور ''ابوذر'' کی تنخواہ اور وظیفہ بھی کاٹ کر حکم دیا تھا کہ انھیں کوئی چیز نہ دی جائے![1]

خلیفہ عثمان کی سخاوتیں اور بذل و بخشش اور زمینوں کی واگزاری بنی امیہ اور قریش کے سرمایہ داروں تک ہی محدود تھی اور دوسرے لوگ اس سخاوت کے دستر خوان سے محروم تھے۔[2]

مختصر یہ کہ سیف نے اس افسانہ میں عمرو تمیمی کے دو بیٹوں قعقاع و عاصم اور ابو مفرز تمیمی، جن کے حالات پر اپنی جگہ پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ کے علاوہ ''حمال و ربیل'' نامی دو والبی

۱۔ نقش عائشہ در تاریخ اسلام (۱/۱۶۰۔۱۶۷) و (۱/۱۹۲۔۲۰۳)

۲۔ ''انساب الاشراف'' بلاذری (۵/۲۵۔۸۱)

اسدی صحابیوں کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک کے لئے ایک افسانہ گڑھ لیا ہے اور اس افسانہ کی اپنے خلق کیئے گئے راویوں اور مجہول افراد سے روایت کرائی ہے۔

اسی طرح اپنی اور روایتوں میں بعض معروف و مشہور افراد کو بھی کھینچ لایا ہے۔ اور اپنے جھوٹ کو ان کے سر تھوپتا ہے۔ ہم نے اس کی اس قسم کی مہارتوں کے کافی نمونے دیکھے ہیں اور اپنی جگہ ان پر بحث کی ہے۔

حمّال اور ربیل کا افسانہ ثبت کرنے والے علماء:

ا۔ طبری نے حمال و ربیل کا افسانہ براہ راست سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۲۔ ابن اثیر نے ان افسانوں کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۳۔ ابن کثیر نے طبری سے نقل کر کے خلاصہ کے طور اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۴۔ ابن خلدون نے بھی اسے طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۵۔ ابن حجر نے برسوں گزرنے کے بعد سیف کی روایتوں اور تاریخ طبری پر اعتماد کر کے ''حمال اور ربیل کو صحابی جانا ہے، اور ربیل کو ''ربیال'' کہا ہے جبکہ ہم نے کہا ہے کہ صحیح ربّیل ہے۔

قابل ذکر بات ہے کہ ابن حجر نے ربیل کے حالات کی تشریح کے آخر میں لکھا ہے کہ:

''ہم نے کئی بار کہا ہے کہ قدما کی رسم یہ تھی کہ وہ صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار کا عہدہ نہیں سونپتے تھے۔''

ہم بھی یہیں پر کہتے ہیں کہ ہم نے بھی بارہا کہا ہے کہ اس کا یہ قاعدہ بالکل غلط اور بے اعتبار ہے اور ہم نے اس مطلب کو اسی کتاب کی ابتداء میں بحث کر کے ثابت کیا ہے۔

یہ بھی کہہ دیں کہ سیف کے جن چند خیالی د جعلی صحابیوں کے نام اس کتاب کے اگلے صفحات میں آئیں گے وہ بھی اس قاعدے کی بناء پر پیغمبرؐ خدا کے اصحاب کی فہرست میں قرار پائے ہیں۔

مصادر و مآخذ

حمّال بن مالک اسدی کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۱/۳۵۱) پہلا حصہ، ترجمہ نمبر:۱۸۱۶

۲۔ ''اکمال'' ابن ماکولا (۲/۱۲۳)، (۲/۵۴۴)

۳۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۲۲۹۸)

ربّیل بن عمرو اسدی کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۱/۵۰۸) پہلا حصہ ترجمہ ۲۷۰۷

مسعود بن مالک اسدی کے حالات

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۲۳۲۹)

والب اسدی کا نسب:

۱۔ ''جمہرۃ الانساب'' ابن حزم (۱۹۴)

۲۔ لباب الانساب (۳/۲۶۰)

حمّال اور ربیل اسدی کے بارے میں سیف کی روایات:

۱۔ تاریخ طبری (۱/۲۲۹۸)، (۱/۲۳۰۸)، (۱/۲۳۲۴۔۲۳۲۶، ۲۳۷۶، ۲۴۳۶)

۲۔ ''تاریخ ابن اثیر'' (۲/۳۷۲۔۳۷۳)، (۲/۳۴۹، ۳۶۵، ۳۷۱)

۳۔ ''تاریخ ابن خلدون'' (۲/۳۲۴)

۴۔ تاریخ ابن کثیر (۷/۴۳) خلاصہ کے طور پر۔

چونسٹھواں جعلی صحابی

طلیحہ عبدری

ابن حجر نے کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

طلیحہ بن بلال قرشی عبدری:

ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ ''طلیحہ'' ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کی کمانڈ میں ''جلولا'' کی جنگ میں سپاہ اسلام کے زرہ پوشوں اور سواروں کے سپہ سالار کی حثیت سے منتخب ہوا ہے۔

ہم نے اس سے پہلے بارہا کہا ہے کہ جنگجوں میں صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار منتخب نہیں کیا جاتا تھا۔

''ابن فتحون'' نے اس صحابی کو ابن عبدالبر کی کتاب ''استعیاب'' میں دریافت کیا ہے۔(ز)

عبدری کا نسب:

عبدری، عبدالعار بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی طرف نسبت ہے اور

قریش فہر کے فرزندوں میں سے ہے اس قبیلہ کے علاوہ قریش کا وجود نہیں ہے۔

لیکن ''جلولا'' کی جنگ کی خبر، جس کی طرف ابن حجر نے ''تاریخ طبری سے نقل کر کے اشارہ کیا ہے حسب ذیل ہے:

> طبری نے ۱۶ھ کے حوادث کے ضمن جلولا کی جنگ کے بارے میں سیف سے نقل کر کے دو روایتیں درج کی ہیں۔ ان میں سے ایک میں کہتا ہے:
>
> سعد وقاص نے خلیفہ، عمرؓ کے حکم سے ''ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص'' کو بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ جلولا کی مأموریت دی۔ ہاشم نے اپنی سپاہ کے میسرہ کی کمانڈ ''عمرو بن مالک بن عتبہ'' کو سونپی۔

سیف دوسری روایت میں کہتا ہے:

> سعد بن ابی وقاص نے عمرو بن مالک بن عتبہ کو جلولا کی ماموریت دی اور ۔۔(یہاں تک کہ کہتا ہے:)
>
> اس جنگ کے قریب سواروں کے زرہ پوش دستے کی کمانڈ قبائل بنی عبدالدار کے ایک شخص ''طلیحہ بن ملان'' کے ذمہ تھی۔

داستان طلیحہ کے راویوں کی پڑتال:

دوسری خبر میں جہاں پر سیف نے طلیحہ بن ملان کا نام لیا ہے، اس میں اپنے راوی کے طور پر ''عبید اللہ بن مُحَفِّز'' بتایا ہے کہ اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اور اس نام کا کوئی حقیقت میں

وجود نہیں رکھتا ہے اور سیف کے ایک جعلی راوی نے سیف کے دوسرے خیالی راوی سے روایت کی ہے۔!

بحث کا نتیجہ:

ابن حجر نے تاریخ طبری میں سیف سے نقل کی گئی روایت کے تنہا نقطہ پر اعتماد کر کے مذکورہ طلیحہ کو رسول خداؐ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

ابن حجر کی نظر میں اس کے حالات کی تشریح میں یہ نقطہ قابل توجہ رہا ہے کہ طلیحہ جلولا کی جنگ میں سواروں کے فوجی دستے کا سپہ سالار رہا ہے۔

ساتھ ہی اس کی توجہ خاص طور پر اس نام نہاد قاعدہ پر متمرکز رہی ہے اور وہ ہر روایت کے آخر میں اس کی تکرار کرتا ہے کہ:

میں نے بارہا کہا ہے کہ جنگوں میں صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار انتخاب نہیں کیا جاتا تھا۔

اس وقت یہ بھی کہتا ہے:

اس صحابی کو ابن فتحون نے بھی دریافت کیا ہے (ز)

ابن حجر کی اس آخری بات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ ابن فتحون نے علامہ ابن حجر سے پہلے ابن عبدالبر کی ''استیعاب'' کے ضمیمہ میں طلیحہ کو صحابی شمار کیا ہے۔

یہاں تک ہم نے اس حصہ میں سیف کے ایسے جعلی اصحاب کا تعارف کرایا، جن کو علماء نے اس استناد پر رسولؐ خدا کے اصحاب قبول کیا ہے کہ سیف نے اپنے افسانوں میں انھیں سپہ سالاری کا

عہدہ سونپا ہے۔انہوں نے بعض مواقع پر صحابی کی شناخت کے لئے وضع کیے گئے قاعدہ کی صراحت کی ہے اور بعض مواقع پر انھیں فراموش کر کے صرف اس کے نتیجہ پر اکتفا کی ہے۔

یہ علماء اگر کبھی کسی چہرہ کو صحابی کے عنوان سے تعارف کرانے کے دوران کسی ایسی روایت یا خبر سے روبرو ہوتے جو ان کے وضع کیے گئے قاعدہ سے تناقص وٹکراؤ رکھتی ہو تو ایک ایسی راہ کا انتخاب کر کے فرار کرتے تھے تا کہ ٹکراؤ کے مسئلہ کو مذکورہ قاعدہ سے دور کریں۔ اب ہم آگے جن صحابیوں کے حالات پر روشنی ڈالیں گے وہ اسی قسم کے نمونے ہیں۔

مصادر و مآخذ

طلیحۂ عبدری کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۲/۲۲۶)

ہاشم بن عتبہ کی سپہ سالاری کے بارے میں سیف کی روایت:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۲۴۵۶)

طلیحہ بن بلال کی سپہ سالاری:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۲۴۶۱)

بنی عبدالدار کا نسب:

۱۔ ''اللباب'' (۲/۱۱۲)

۲۔ ''جمہرۂ انساب'' ابن حزم (۱۲۔۱۳)

قریش کا نسب:

۱۔ ''نسب قریش'' زبیر بن بکار (۲۵۰۔۲۵۶)

۶۵ واں جعلی صحابی

خلید بن منذر بن ساوی عبدی

ابن حجر کی ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کیا گیا ہے:

خلید بن منذر بن ساوی عبدی:

طبری نے لکھا ہے کہ علاء حضرمی نے ۱۷ھ میں ''خلیف بن منذر'' کو ایک فوجی دستہ کی کمانڈ سونپ کر سمندری راستے سے ایران کی طرف روانہ کیا۔ خلید کا باپ ''منذر بن ساوی'' رسول خداؐ کی وفات کے بعد ہی اس دنیا سے چلا گیا تھا۔

ہم نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ قدما جنگوں میں صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار نہیں بناتے تھے۔ یہی امر اس بات کی دلیل ہے کہ خلید رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوا ہے، اور خدا بہتر جانتا ہے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

سیف کے اس صحابی کا نسب:

منذر بن ساوی، اخنس تمیمی داری عبدی اسبذی کا نواسہ ہے۔

لیکن ''عبدی'' ''عبداللہ بن دارم'' سے نسبت ہے۔ یہ غلط ہے اگر یہ گمان کیا جائے کہ یہ

نسبت ''عبدالقیس'' تک پہنچتی ہے۔

اور ''اسبذی'' جیسے کہ ابن حزم کی ''جمہرہ'' اور بلاذری کی ''فتوح البلدان میں لکھا گیا ہے کہ ''اسبذی''، ''ہجر'' میں ایک قصبہ تھا۔

بلاذری لکھتا ہے:

''اسبذی'' بحرین میں کچھ لوگ تھے جو گھوڑے کی پوجا کرتے تھے۔''

اور خود بحرین کے بارے میں لکھتا ہے:

۸ھ میں رسول خداؐ نے ''علاء بن عبداللہ'' حضرمی'' کو بحرین بھیجا تا کہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دے اور قبول نہ کرنے کی صورت میں ان پر جزیہ مقرر کرے۔ اس کے علاوہ آنحضرتؐ نے ''منذر بن ساوی'' اور ''ہجر'' کے سرحد بان ''سیبخت'' کے نام خط مرقوم فرمایا اور انھیں اسلام قبول کرنے یا جزیہ دینے کی دعوت دی۔ منذر اور سیبخت اسلام لائے اور ان کے ہمراہ اس علاقہ کے تمام عرب زبان اور بعض غیر عرب بھی مسلمان ہو گئے' لیکن آتش پرست زمیندار یہودی اور عیسائی اسلام نہیں لائے اور انہوں نے جزیہ کی بناء پر علاء حضرمی سے صلح کی اور علاء نے اس سلسلے میں اپنے اور ان کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا۔

پیغمبر خداؐ کی رحلت کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد منذر فوت ہو گیا۔

(بلاذری کی بات کا خاتمہ)

''منذر بن ساوی'' کی داستان کی حقیقت یہی تھی جو ہم نے اوپر ذکر کی۔ لیکن سیف بن عمر

اسی منذر کے لئے ایک بیٹا خلق کرتا ہے اور اس کا نام ''خلید بن کاس'' کے نام پر، ''خلید'' رکھتا ہے ۔''خلید بن کاس کو امیر المومنین علیؑ نے خراسان کے حاکم کے طور پر منصوب فرمایا تھا۔سیف اپنے اس خلید کا اپنی روایتوں میں ''خلید بن منذر بن ساوی'' کے عنوان سے تعارف کراتا ہے۔!!

ابن حجر نے اس تعارف کے تشریح کرتے ہوئے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں خلید کے لئے ''عبدی'' کا بھی اضافہ کیا ہے کیونکہ منذر بن ساوی کو ''عبدی'' سے نسبت دی گئی ہے۔

خلید کا افسانہ:

طبری نے ۱۷ھ کے حوادث کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے لکھا ہے:

علاء بن حضرمی جو بحرین پر حکومت کرتا تھا، سعد بن ابی وقاص سے رقابت رکھتا تھا اور اپنے آپ کو اس سے کم تر نہیں سمجھتا تھا۔لہذا اسے جب سعد بن وقاص کو قادسیہ کی جنگ میں فتح نصیب ہوئی اور جو جنگی غنائم اسے حاصل ہوئے تھے وہ ارتداد کی جنگوں میں علاء کے ذریعہ حاصل کئے گئے غنائم سے کافی زیادہ تھے اس لحاظ سے سعد کا نام زبان زد عام ہو چکا تو علاء کے ذہن میں حسادت کی وجہ سے یہ خیال آیا کہ ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں ایسا کارنامہ دکھائے جس سے شہرت حاصل کر سکے۔علاء نے اپنی اس فکر کے تحت لوگوں کو سمندری راستے سے ایرانیوں پر حملہ کرنے کی دعوت دیدی۔لوگوں نے بھی اس کی تجویز کو قبول کیا اور اس کے پرچم تلے جمع ہو گئے۔

علاء نے جمع ہوئے سپاہیوں کومختلف گروہوں میں تقسیم کیا فوج کے ایک حصہ پر ''جارود بن معلّیٰ'' دوسرے حصہ پر ''سوار بن همّام'' اور تیسرے حصہ پر ''خلید بن ساوی'' کوسپہ سالار مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ کمانڈر انچیف ''خلید'' ہوگا۔اس کے بعد خلافت اور خود خلیفہ سے اجازت حاصل کئے بغیر اور خلیفہ عمرؓ کی فرمانبرداری یا نافرمانی کے انجام کی فکر کئے بغیر خودسرانہ سمندری راستے سے ایرانیوں پرحملہ کیا۔

عمرؓ، خود ایرانیوں پر اس راستے سے حملہ کرنے سے آگاہ تھے ،لیکن رسول اللہ اور خلیفہ اول ابوبکرؓ کی سنت کی پیروی کے پیش نظر اور بے جا خود خواہی اور غرور کے خوف سے ایسے حملہ کو جائز نہیں جانتے تھے اور سپاہ سالاروں کو پہلے سے ہی ایسے حملہ سے پرہیز کرنے کا حکم دے چکے تھے۔

بالآخر علاء کے سپاہیوں نے سمندر سے گزر کر ''استخر فارس'' نام کے مقام سے ایران کی سرزمین پر قدم رکھا۔''هیربذ'' نامی اس علاقہ کے سرحدبان نے ایک تدبیر سوچی کہ اسلامی سپاہیوں اور ان کی کشتیوں کے درمیان ایسی رکاوٹ پیدا کرے کہ ان کا اپنی کشتیوں تک پہنچنا ناممکن بن جائے۔اس تدبیر کے پیش نظر اگر علاء کے سپاہی فاتح نہ ہوتے تو انھیں قطعی طور پر موت یا اسارت میں سے ایک کا سامنا کرنا پڑتا!

''خلید حالات کو بھانپ چکا تھا،اس لئے اٹھ کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر بولا:

امابعد، خدائے تعالیٰ جب کسی امر کو مقرر فرماتا ہے تو کام اس طرح ایک دوسرے کے پیچھے مرتب ہوتے ہیں تا کہ منشائے الٰہی پورا ہو جائے۔

تمہارے دشمنوں نے جو کچھ تمہارے بارے میں انجام دیا ہے وہ اس سے زیادہ قدرت نہیں رکھتے ہیں۔ انہیں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ تم سے جنگ و مبارزہ طلب کریں، اور تم لوگوں نے بھی اسی مقصد کے پیش نظر اتنا لمبا سفر کیا ہے۔

اب سرزمینوں اور کشتیوں پر قبضہ کرنا تمہاری فتحابی پر منحصر ہے، صبر و شکیبائی اور نماز ادا کر کے بارگاہ خداوندی میں خضوع وخشوع کرو کہ یہ کام خوف خدا رکھنے والوں کے علاوہ دوسروں کے لئے مشکل ہے۔

لوگوں نے خلید کی باتوں کی تائید کی اور ہر کام کے لئے اپنی آمادگی کا اعلان کیا اس کے بعد انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی۔ خلید نے انھیں ایرانیوں سے لڑنے کے لئے للکارا اور ''طاوس'' کے مقام پر جنگ چھڑ گئی۔ مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان گھسان کی جنگ ہوئی۔

''سوار بن ہمام'' نے اپنے گھوڑے کی لگام کھینچ لی اور حسب ذیل رجز خوانی کی:

اے آل عبد قیس! جبکہ اس وقت سب ساتھی اس ناہموار زمین پر جمع ہوئے ہیں تم پہلوان! دلاوروں سے لڑنے کے لئے اٹھو!

یہ سب اہل رزم اور مردان جنگ ہیں اور تیز تلواروں کو چلانے کے فن سے اچھی طرح آگاہ ہیں اور ان سے پورا پورا استفادہ کرتے ہیں اس کے بعد

اس نے اس قدر جنگ کی کہ آخر کار قتل ہو گیا۔

اس کے بعد ''جارود'' نے میدان میں آ کر یوں رجز خوانی کی:

اگر کوئی آسان چیز میرے دسترس میں ہوتی تو اسے راستے سے ہٹا دیتا یا اگر گندہ اور کھڑا پانی ہوتا تو اسے میں زلال اور جاری پانی میں تبدیل کر دیتا ۔لیکن کیا کروں یہ فوج کا ایک سمندر ہے جو ہماری طرف موجیں مارتا ہوا آ رہا ہے۔

اس کے بعد اس نے جنگ کی اور قتل ہو گیا۔

اس دن ''عبداللہ سوار'' اور منذر جارود نے انتہائی اضطراب و بے چینی کے باوجود بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن آخر جنگ کرتے ہوئے قتل ہوئے۔

اس وقت ''خلید نے میدان کارزار میں قدم رکھا اور خودستائی کے رجز پڑھتے ہوئے بولا:

اے تمیمیو! سب گھوڑوں سے نیچے اُتر آؤ، اور دشمن سے پیدل جنگ کرو.

اس کے بعد سب اپنے گھوڑوں سے اتر کر جان ہتھیلی پر لے کر دشمن کے ساتھ پیدل جنگ میں مشغول ہوئے اور اس قدر ان کو قتل کیا جن کا کوئی حساب نہیں تھا.

اس کے بعد بصرہ کی طرف واپس لوٹے۔لیکن دیکھا کہ ان کی کشتیوں کو غرق کر دیا گیا ہے اور ان کے لئے دریا کے راستے واپس لوٹنا ناممکن بنا دیا گیا ہے!

اس حالت معلوم ہوا کہ ''شہرک'' کے مقام پر بھی دشمن نے راستہ بند کر دیا

ہے اس طرح وہ سمندر کے علاوہ دیگر تین اطراف سے بھی مکمل طور پر محاصرہ میں پھنس گئے ہیں۔ آخر کار وہ تمام سرگرمیوں سے ہاتھ کھینچ کر انتظار میں بیٹھے!

دوسری جانب علاء حضرمی کی سمندری راستے سے ایرانیوں پر لشکر کشی کی خبر خلیفہ عمرؓ کو پہنچی اور جو کچھ مسلمانوں پر گزری تھی وہ سب ان پر الہام ہوا۔ خلیفہ نے علاء کو غصہ کی حالات میں ایک خط لکھا جس میں اسے سخت سرزنش تھی اور اس کے بعد اسے برطرف کر دیا!

عمرؓ نے اس قدر تنبیہ پر اکتفانہ کی بلکہ اس کے غرور کو توڑ کے رکھدیا اور اس شانوں پر ایک طاقت فرسا بار ڈالدیا، یعنی حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ''سعد وقاص'' کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ماتحت فریضہ انجام دے!!

علاء نے مجبور ہو کر خلیفہ کے حکم کی تعمیل کی اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوفہ عزمیت کر کے سعد کی خدمت میں پہنچ گیا.

اس کے بعد عمرؓ نے مسلمانوں کو ایرانیوں کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے چارہ جوئی کی اور ''عتبہ بن غزوان'' کو ایک خط میں یوں لکھا:

علاء حضرمی نے خودسرانہ طور پر مسلمانوں کے لشکر کو ایران لے جا کر انھیں ایرانیوں کے چنگل میں پھنسا دیا ہے۔ چونکہ علاء نے اس کام میں ہماری نافرمانی کی ہے، اس لئے خدا بھی اس سے ناراض ہے۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ علاء کے گناہوں کا نتیجہ اسلام کے سپاہیوں کو بھگتنا نہ پڑے۔ لہذا اس سے قبل کہ وہ اس سے

زیادہ بدحال ہوں ان کی مدد کے لئے اپنے لوگوں کو آمادہ کرو اور فوراً خود ان کے پاس پہنچو۔

عتبہ نے لوگوں کو خلیفہ کے خط سے آگاہ کیا اور انھیں محاصرہ میں پھنسے اسلام کے سپاہیوں کی مدد کے لئے آمادہ کیا۔لوگوں نے بھی اپنی رضامندی اور آمادگی کا اعلان کیا اور اس کی لشکر گاہ میں جمع ہو گئے۔

اس کے بعد عتبہ نے ''عاصم بن عمرو تمیمی''،''احنف بن قیس تمیمی ''اور''ابو سبرہ'' کے علاوہ ان جیسے چند دیگر دلاوروں کا انتخاب کیا اور بارہ ہزار سپاہیوں کو ان کی کمانڈ میں دیا۔ ان سب کے کمانڈر انچیف کا عہدہ ''ابو سبرہ ''کو سونپ کر محاصرہ میں پھنسے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجدیا۔

مسلمانوں کی فوج نے ساحل پر اترنے کے بعد بے درنگ خود کو ''خلید'' اور اس کے ساتھیوں تک پہنچایا اور ایرانیوں سے زبردست لڑائی چھیڑ دی اور اس کے باوجود کہ ابھی ایرانیوں کی کمک ان تک پہنچ رہی تھی انہوں نے مشرکوں کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔سرانجام خداوند عالم نے انھیں فتح و کامیابی عطا کی اور سارے ایرانی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

مسلمانوں نے اس فتح و کامیابی کے نتیجہ میں اپنے کھوئے ہوئے مال کے علاوہ کافی مقدار میں غنائم جنگی پر بھی قبضہ کیا اور فاتحانہ طور پر صحیح وسالم بصرہ لوٹے کیونکہ عتبہ نے انہیں تاکید کی تھی ایرانیوں کا کام تمام کرنے کے بعد وہاں پر مت

ٹھہرنا بلکہ فوراً واپس آجانا۔ (طبری بات کا خاتمہ)

خلید کے افسانہ کے راویوں کی پڑتال:

سیف نے اپنی اس روایت کے راویوں کے طور پر مندرجہ ذیل نام لئے ہیں:

۱۔ محمد، یا محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ۔

۲۔ مہلب، یا مہلب بن عقبہ اسدی۔

ہم نے گزشتہ بحثوں میں کہا ہے کہ محمد و مھلب دونوں سیف کے خیالی راوی تھے اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے ہیں. سیف سے نقل کر کے طبری نے جو کچھ بیان کیا ہے حموی نے سیف سے نقل کرنے کے علاوہ کچھ اضافات اور اشعار بھی درج کئے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

حموی نے اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں لفظ طاؤس'' کے سلسلے میں طبری سے نقل کر کے لکھا ہے:

سیف بن عمر سے روایت ہے کہ علاء خضرمی نے خلافت اور خود حضرت عمر سے اجازت لئے بغیر ایک فوج کو سمندری راستے سے ایران کی طرف بھیجدیا۔ عمرؓ علاء کے اس نامناسب کام کی وجہ سے اس پر ناراض ہو اور اسے اپنے عہدے سے برطرف کر دیا۔ علاء، برطرف ہونے کے بعد سعد وقاص کے پاس کوفہ گیا، جس نے اس کی مدد کی تھی۔ اور سرانجام ''ذی قار'' کے مقام پر فوت ہو گیا۔ خلید بن منذر نے جنگ ''طاؤس'' کے بارے میں یوں کہا ہے:

ہم جس شب میں پادشاہوں کے تاج چھین کے لائے تھے، ہمارے گھوڑوں نے
شہر ''شہرک'' کی بلندیوں اور ناہموار زمین پر قبضہ کرلیا۔
ہمارے شہسوار ایرانیوں کو گروہ گروہ پہاڑوں کی بلندیوں سے ایسے نیچے گرادیتے تھے
کہ دیکھنے والا بادل کے ٹکڑوں کو گرتے دیکھتا تھا۔
خداوند عالم! ہمارے گروہ میں سے ان لوگوں کو اپنی رحمت سے محروم نہ کرے جنہوں
نے دشمن کے خون سے اپنے نیزوں کو رنگین کیا تھا۔

بحث وتحقیق کا نتیجہ

سیف نے جو اول سے آخر تک یہ جنگ اور اس میں مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان لڑائی اور جنگ کی تفصیلات لکھی ہیں سب کی سب اس کی خودساختہ داستان ہے اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

سیف نے علاء حضرمی یمانی قحطانی صحابی کے سعد وقاص عدنان مضری صحابی کے ساتھ حسد کی داستان کو گڑھا ہے اور ان کیلئے جھوٹ کے پلندے بنا کر تہمت لگائی ہے۔ سیف نے علاء کی لام بندی کو جعل کر کے ان کیلئے فرضی کمانڈر معین کئے ہیں۔ سیف نے اسلام کے سپاہیوں کا عمر منع کرنے کے باوجود سمندر سے عبور کر کے ایرانیوں پر حملہ کرنے کی داستان اپنے ذہن سے گڑھ لی ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سیف نے ''طاؤس'' کے میدان جنگ اور وہاں پر اسلام کے دلاوروں کے قتل ہونے کا قصہ اپنے ذھن سے گڑھ لیا ہے اور یہ سراسر جھوٹ ہے۔

سیف نے سپہ سالاروں کے نام پر خود رزمیہ اشعار اور رجز خوانیاں جعل کر کے ان کے نام پر درج کئے ہیں!

سیف نے عمرؓ کے الہام کا موضوع، ایران کی سرزمین پر مسلمانوں کے حالات اور ان کی شکست کے بارے میں الہام کے ذریعہ حضرت عمر کا مطلع ہونا، خود گڑھ لیا ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے!

سیف کی یہ داستان کہ عمرؓ نے علاء کی تنبیہ کر کے اسے اپنے عہدے سے اس لئے برطرف کیا ہے کہ اس نے یہ کام نافرمانی کی بناء پر کیا تھا اور خلیفہ کے حکم سے اس کا سعد وقاص کے تحت جانا سب سیف کا گڑھا ہوا ہے اور حقیقت سے دور ہے۔

عتبہ بن غزوان'' کی ایرانیوں کے ہاتھوں محاصرہ شدہ مسلمانوں کو نجات دلانے کیلئے عمر کی طرف سے مأموریت اور بارہ ہزار سپاہیوں کو ایران بھیجنا سیف کا گڑھا ہوا افسانہ اور سراسر جھوٹ ہے۔

سیف نے ایک ایسی رزم گاہ خلق کی ہے جہاں پر عتبہ کے سپاہیوں نے ایرانیوں سے جنگ کی ہے، حقیقت میں اس میدان کارزار کا کہیں وجود نہیں ہے۔

سیف نے'' طاؤس'' نامی ایک جگہ کو خلق کیا ہے اور اسے اسلام کے دلیر مردوں کا میدان کارزار قرار دیا ہے اور بالاخر اس نے چند راویوں کو خلق کر کے خلید کے افسانے اور جنگی وقائع ان کی زبان سے بیان کئے ہیں۔

جی ہاں، ان سب چیزوں اور ان کے علاوہ اور بھی افسانوں کو سیف نے خلق کیا ہے اور ان کی تخلیق میں سیف کا کوئی شریک نہیں تھا۔

افسانہ خلید سے سیف کے نتائج:

اب ہم دیکھتے ہیں خلید کے افسانہ میں سیف کا ان سب باتوں کو گڑھنے کا کیا مقصد تھا اور اس نے اس سے کیا حاصل کیا ہے:

۱۔ سیف نے اس افسانہ میں علاء حضرمی، یمانی قحطانی صحابی پر سعد وقاص عدنانی مضری کے ساتھ مکر، ریا، حسد و رقبت کے علاوہ خلیفہ عمر کے حکم کی نافرمانی کی تہمت لگائی ہے اور اس طرح ارتداد اور دوسری جنگوں میں اس کی تمام خدمات اور زحمتوں پر پانی پھیر دیا ہے۔

۲۔ سیف بن عمر تمیمی نے "خلید" نامی ایک دوسرے افسانوی سورما کو خلق کر کے اپنے خاندان تمیم کو چار چاند لگانے کی ایک اور کوشش کی ہے۔ کیونکہ اس کے قبیلہ کا نام اس افسانہ میں واضح ہے۔

۳۔ سیف نے تاریخ اسلام کو اپنی قدر و قیمت اور اعتبار سے گرا دیا ہے، اس کے نے بہت سی جنگوں کو مسلمانوں سے نسبت دی ہے اور ان کے ہاتھوں خون کی ہولیاں کھیلنے کے ساتھ، ایک اور جنگ کا اس میں اضافہ کیا ہے اور اس میں بھی بے حد وحساب کشتیوں کے پشتے لگا کر اسے مسلمانوں کے نام پر درج کیا ہے۔ اس طرح اپنے زندیقی ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔

۴۔ ان واقعات اور دیگر ایسے ہی وقائع کو تاریخ اسلام میں ایسے داخل کیا ہے کہ اکثر محققین تاریخی حقائق کے روبرو حیرت اور گمراہی سے دوچار ہوتے ہیں۔

خلید کا افسانہ نقل کرنے والے علماء:

۱۔ امام المورخین، محمد بن جریر طبری، جس نے افسانہ خلید کو بلاواسطہ سیف سے نقل کیا ہے۔

۲۔ابن اثیر، جس نے خلید کے افسانہ کوطبری سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

۳۔ابن کثیر، جس نے داستان خلید کوطبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۴۔ابن خلدون ، جس نے خلید کی داستان کوطبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں ثبت کیا ہے۔

۵۔حموی، جس نے سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے خلید کے افسانہ کوسیف سے نقل کر کے لفظ'' طاووس'' کے سلسلے میں'' معجم البلدان'' میں درج کیا ہے۔

۶۔حمیری نے بھی لفظ'' طاووس'' کے سلسلے میں اسی داستان کواپنی کتاب'' روض المعطار'' میں نقل کیا ہے۔

۷۔عبدالمؤمن نے بھی حموی سے نقل کر کے اس داستان کواپنی کتاب'' مراصد الاطلاع'' میں درج کیا ہے.

۸۔سرانجام ابن حجر نے بھی سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے،خلید کو پیغمبر خداؐ کا صحابی جان کر اپنی کتاب'' اصابہ کے حصۂ اول میں نمبر ۲۲۸۵ کے تحت اس کے حالات درج کئے ہیں!

وہ مشکل جسے ابن حجر نے حل کیا ہے!!

چونکہ'' منذر بن ساوی عبدی'' اہل بحرین تھا اور وہیں پر زندگی بسر کرتا تھا اور وہیں پر فوت ہوا ہے ،اس لئے جس''خلید'' کوسیف بن عمر نے اس کے بیٹے کے طور پر خلق کیا ہے اور علاء کی سپاہ کے کمانڈر کی حیثیت سے بحرین میں اسے ماموریت دی ہے، وہ بھی بحرینی ہونا چاہیئے ،لیکن یہ خلید کے

صحابی ہونے کی نفی کرتا ہے، کیونکہ صحابی کو کم از مدینہ میں رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچ کر آنحضرتؐ کی مصاحبت سے شرف یاب ہونا چاہئے۔ اب چونکہ خلید بن منذر بحرین میں پیدا ہوا ہے اور وہیں پر رہائش پذیر تھا کہ علاء حضرمی نے اسے ایرانیوں کے ساتھ جنگ پر بھیجدیا ہے، اس لئے ابن حجر اس مشکل کو حل کرنے کی فکر میں پڑتا ہے اور خلید کا تعارف کرانے اور اس کے حالات بیان کرنے کے بعد علاء کی سپاہ میں اس کے سپہ سالار کے طور پر منتخب ہونے کے سلسلے میں لکھتا ہے:

> ہم نے اس سے پہلے کہا ہے کہ قدماء کی رسم یہ تھی کہ وہ جنگوں میں صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار کے عہدہ پر منتخب نہیں کرتے تھے۔ خلید کی سپہ سالاری اس امر کی دلیل ہے کہ وہ قطعاً مدینہ گیا ہوگا اور پیغمبر اسلام کی مصاحبت سے شرف یاب ہوا ہوگا۔ اور خدا بہتر جانتا ہے۔

موضوع اس طرح ہے کہ علامہ ابن حجر سیف کی اس روایت سے کہ ـــــ خلید بن منذر ''طاووس'' کی جنگ میں سپہ سالار تھا ـــ یہ نتیجہ حاصل کرتا ہے کہ صحابی کی شناخت کے لئے جو قاعدہ وضع کیا گیا ہے یعنی ''قدماء صحابی کے علاوہ کسی کو سپہ سالار منتخب نہیں کرتے تھے''، اس کے تحت خلید بھی پیغمبرؐ خدا کا صحابی ہونا چاہئے۔

لیکن خلید بحرینی کی مدینہ منورہ میں پیغمبر خداؐ کے ساتھ مصاحبت اس کی بحرین میں سکونت کے ساتھ سخت ٹکراؤ رکھتی ہے، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص ایک وقت میں زمین کے ایک دوسرے سے دور دو نقطوں پر وجود رکھتا ہو۔ لیکن سیف نے کہا ہے کہ خلید سپہ سالار تھا اور صحابی کے علاوہ کوئی اور سپہ سالار نہیں بن سکتا تھا!

لہذا علامہ ابن حجر اس کی چارہ جوئی کرتے ہیں تاکہ اس واضح اور آشکار تناقص کو دور کریں اور سرانجام اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خلید نے بحرین سے مدینہ سفر کیا ہوگا اور رسول خداؐ کی مصاحبت سے شرف یاب ہوا ہوگا اور اس کے بعد واپس بحرین آیا ہوگا۔ چونکہ وہاں پر تھا اسلئے علاء حضرمی کے حکم سے سپہ سالاری کی ذمہ داری کو قبول کیا ہے۔ اس لئے لکھتا ہے:

فدلّ علی انّ للخلید وفادة

یعنی سپہ سالاری کے عہدہ پر فائز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ خلید مدینہ گیا ہے اور رسولؐ خدا کی خدمت میں پہنچا ہے۔

علامہ ابن حجر کی اس تحقیق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مکتبِ خلفاء کے علماء اپنی تالیفات میں کس قدر استدلالی اور منطقی تھے!!

گزشتہ حصہ میں ہم نے سیف کے جعلی اصحاب کے ایک گروہ کا تعارف کرایا، جن میں علماء نے سیف کی روایت پر بھروسہ کرتے ہوئے کہ وہ سپہ سالار تھے، انھیں رسول خداؐ کے صحابی کے طور پر شمار کیا ہے۔ اب ہم خدا کی مدد سے سیف کے جعلی اصحاب کے ایک اور گروہ کا تعارف کراتے ہیں جنھیں اس نے رسول خداؐ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں قرار دیا ہے۔

مصادر و مآخذ

خلید ابن منذر ساوی کے حالات:

۱۔''اصابہ'' ابن حجر (۱/۴۵۰) حصہ اول نمبر: ۲۲۸۵ اور منذر کے حالات (۳/۴۹۳)

منذر بن ساوی کا نسب:

۱۔''جمھرہ انساب'' ابن حزم (۲۳۲)

۲۔''فتوح البلدان'' بلاذری (۹۵۔۱۰۱) کہ اس میں اسپذیوں کی گھوڑے کی پرستش بھی بیان ہوئی ہے۔

خلید بن منذر کے بارے میں سیف کی روایت:

۱۔''تاریخ طبری'' (۱/۲۵۴۵۔۲۵۴۸)

۲۔''تاریخ ابن اثیر'' باب غزو فارس من البحر او من البحرین (۲/۴۱۹۔۴۲۱)

۳۔ ''تاریخ ابن کثیر'' (۷/۸۳۔۸۵)

۴۔ ''تاریخ ابن خلدون'' (۲/۳۴۰۔۳۴۱)

''طاؤس'' کی تشریح:

۱۔''معجم البلدان'' حموی۔طبع یورپ (۴۹۴/۳)

۲۔''مراصد الاطلاع''،لفظ ''طاؤس''

۳۔''روض المعطار''،لفظ (طاؤس)

والی خرسان ''خلید بن کاس'' کی روایت:

۱۔کتاب''صفین'' نصر مزاحم (۱۵)

۲۔''اخبار الطوال'' دینوری (۱۵۳۔۱۵۴)

۶۶ واں جعلی صحابی

حارث بن یزید

مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانے والا:

مؤرخین نے لکھا ہے کہ "حارث بن یزید عامری قرشی" (بنی لوءی بن عامر سے) وہ شخص تھا جو مکہ میں مسلمانوں کو جسمانی اذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتا تھا۔

بلاذری اپنی کتاب "انساب الاشراف" میں لکھتا ہے:

> حارث بن یزید رسول خدا کے سخت دشمنوں میں سے تھا، اس نے مکہ میں "عیاش بن ابی ربیعہ"، جو مسلمان ہو گیا تھا، کو زنجیروں میں جکڑ کر جسمانی اذیت پہنچانے میں اس قدر بے رحمی و بربریت کا مظاہرہ کیا تھا کہ "عیاش نے قسم کھائی تھی کہ اگر کسی دن اس پر قابو پا سکا تو اسے مار ڈالے گا،
>
> ایک زمانہ کے بعد مشرکین کی اذیت و آزار اور جسمانی اذیتوں سے تنگ آ کر اصحاب نے ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا اور مشرکین سے چھپ کے چند اشخاص کے گرو

ہوں کی صورت میں راہی مدینہ ہوئے۔

جب مکہ، مسلمانوں سے خالی ہوا، حارث اپنے کرتوت پشیمان ہوکر مسلمان ہوا اور دوسرے مسلمانوں کی طرح مدینہ روانہ ہوا جبکہ کسی کو اس کے مسلمان ہونے کی خبر تک نہیں تھی۔

تازہ مسلمان حارث جنگِ ''احد'' کے بعد مسلسل دن رات پیدل چلنے اور بیابانوں سے گزرنے کے بعد ''حرہ'' یا ''بقیع'' کے نزدیک پہنچا تھا کہ ''عیاش بن ربیعہ'' سے اس کا آمنا سامنا ہوگیا!

جوں ہی عیاش کی نظر حارث پر پڑی، اس نے اس گمان سے کہ وہ ابھی کفرو شرک پر باقی ہے، فوراً تلوار کھینچ کر اس سے پہلے حارث کچھ کہے اس کا کام تمام کر دیا!

عیاش کے ہاتھوں حارث کے قتل ہونے کے بعد مندرجہ ذیل آیہ شریفہ نازل ہوئی اور اس نے غلطی سے انجام دئے گئے کام کے بارے میں عیاش کے مریضہ کو واضح کر دیا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤمِنٍ اَن يَّقتُلَ مُؤمِنًا اِلَّا خَطَأً وَمَن قَتَلَ مُؤمِنًا خَطَأً فَتَحرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ اِلَىٰ أَهلِهِ، إِلَّا اَن يَّصَّدَّقُوا﴾[۱]

اس آیہ شریفہ کے نازل ہونے کے بعد رسول خدا نے عیاش سے مخاطب ہوکر فرمایا: اٹھو! اور خدا کی راہ میں ایک غلام آزاد کرو۔

۱۔ سورہ نساء/۹۲، اور کسی مؤمن کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی مؤمن کو قتل کر دے مگر غلطی سے اور جو غلطی سے قتل کر دے اسے چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو دیت دے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں.

حارث بن یزید عامری قرشی کی پوری داستان یہی تھی۔

لیکن سیف نے اپنے افسانوں میں ایک اور شخص کو اس حارث کے ہم نام خلق کر کے ''ھیت'' کی جنگ میں مسلمانوں کے سپہ سالار کے عنوان سے اس کا تعارف کرایا ہے اور کچھ کارنامے بھی اس سے منسوب کیے ہیں.

ابن حجر نے بھی سیف کی روایت پر اعتماد کر کے اس کے حارث کو صحابی جانا ہے اور اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ اپنی کتاب ''اصابہ'' میں لکھتا ہے:

حارث بن یزید عامری دیگر:

سیف بن عمر نے اس کا نام لیا ہے اور لکھا ہے کہ خلیفہ عمرؓ نے ایک خط کے ذریعہ ''سعد وقاص'' کو حکم دیا کہ ''وہیب کے پوتے عمرو بن مالک بن عتبہ'' کو ایک ہراول دستے کی سرپرستی سونپ کر ''ھیت'' کی طرف روانہ کرے تا کہ اس شہر کو اپنے محاصرہ میں لے لے۔

عمرو نے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ''ھیت'' کا محاصرہ کیا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد ہی ''حارث بن یزید عامری'' کو آدھی فوج کی کمانڈ سونپ کر باقی سپاہیوں کے ہمراہ خود قرقیسیا پر حملہ کیا.... (داستان کے آخر تک)

اس کے بعد ابن حجر اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

اس سے پہلے ہم نے کہا ہے کہ قدما کی رسم یہ تھی کہ وہ صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار کے عہدہ پر فائز نہیں کرتے تھے۔ اس صحابی کو ابن فتحون نے بھی ابن عبدالبر کی

کتاب ''استیعاب'' سے دریافت کیا ہے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

مذکورہ داستان کو طبری نے فتح ''جزیرہ'' کے موضوع کے تحت سیف بن عمر سے تفصیل کے ساتھ نقل کر کے یوں بیان کیا ہے:

رجب ۱۶ھ میں سعد وقاص نے خلیفہ عمرؓ کے حکم سے ''نوفل بن عمر مناف'' کے پوتے ''عمر بن مالک بن عتبہ'' کو سپہ سالار منتخب کیا اور اسے پورے '' جزیرہ'' کا مأمور مقرر کیا اور سپاہ کے اگلے دستہ کی کمانڈ ''حارث بن یزید عامری'' کو سونپی۔

''عمر بن مالک نے ''ھیت'' کی طرف حرکت کی۔ لیکن ''ھیت'' کے باشندوں نے قبل از وقت مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کر لیا تھا اور مورچے سنبھال لئے تھے۔

جب عمر نے یہ حالت دیکھی تو اس نے ''حارث'' کو اپنی جگہ پر کمانڈر مقرر کر کے حکم دیا کہ ''ھیت'' کو اپنے محاصرہ میں لے لے اور خود آدھی فوج لے کر ''قرقیسیا'' پر حملہ کر کے بجلی کی طرح وہاں کے ساکنوں ٹوٹ پڑا اور ان پر اتنا دباؤ ڈالا کہ انہوں نے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیے اور جزیہ دینے پر آمادہ ہو گئے۔

عمر نے اس فتحیابی کے بعد حارث کو سارا ماجرا خط میں لکھا اور حکم دیا کہ اگر ''ھیتیوں'' نے جزیہ دینا قبول کیا تو جنگ سے ہاتھ کھینچ لینا اور اگر ایسا نہ کیا تو ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا۔ ان کے قلعہ کے گرد ایسی خندق کھودنا کہ اس سے نکلنے کا راستہ تمہارے روبرو ہو۔

عمر کے اس صریح اور فیصلہ کن حکم کے نتیجہ میں ''ھیت'' کے باشندے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے اور جزیہ دینا قبول کر لیا اور حارث نے بھی ان سے ہاتھ کھینچ لیا اور خود عمر کے پاس پہنچ گیا۔

افسانہ حارث کے راویوں کی پڑتال:

سیف نے ''حارث بن یزید عامری'' کے افسانہ میں درج ذیل افراد کو بعنوان راوی پیش کیا ہے:

۱۔ محمد، یا محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ

۲۔ مہلب، یا م مہلب بن عقبہ اسدی، یہ دونوں سیف کے جعلی راوی ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔

۳۔ بعض نامعلوم اور مجہول افراد، کہ ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ ان سب سے سیف کی مراد کون سے لوگ ہیں۔ ہم نے اس قسم کے نامعلوم راوی سیف کی روایتوں اور گزشتہ بحثوں میں بہت زیادہ پائے ہیں۔

فتح جزیرہ کی داستان کی حقیقت:

بلاذری نے اپنی کتاب ''فتوح البلدان'' میں لکھا ہے:

۱۸ھ میں طاعون ''عمواس'' کے سبب ''ابوعبیدہ'' کی وفات کے بعد عمر بن خطابؓ نے ایک فرمان کے تحت ''قنسرین''، ''حمص'' اور جزیرہ'' کے حکمران کے طور پر ''عیاض بن غنم'' کو منصوب کیا۔

عیاض نے اسی سال ۱۵ شعبان کو ''جزیرہ'' پر لشکر کشی کی اور وہاں کے شہروں کو یکے بعد دیگرے صلح و مفاہمت سے فتح کیا، لیکن ان کی زمینوں کو زبردستی اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اس کے بعد بلاذری لکھتا ہے:

عیاض نے حبیب بن مسلمہ فہری کو ''قرقیسیا'' کو فتح کرنے پر مأمور کیا۔ حبیب نے اس جگہ کو صلح کے ذریعہ معاہدہ کر کے فتح کیا۔

اس کے بعد بات کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

اور ''عمیر بن سعد بن عبید'' کو ''رأس العین'' فتح کرنے پر مأمور کیا کیونکہ اپنی فتوحات کے دوران وہ اس جگہ کو فتح نہ کر سکا تھا۔ عمیر نے رأس العین کو فتح کیا اور دریائے ''خابور'' کے ساحل کی طرف بڑھا اور بدستور پیش قدمی کرتا رہا یہاں تک کہ قرقیسیا پہنچ گیا۔ چونکہ قرقیسیا کے باشندوں نے حبیب کے ساتھ پہلا عہد و پیان توڑ دیا تھا، اس لئے عمیر کے ساتھ پھر سے اسی عہد و پیان پر پابند ہونے کا عہد کیا اور اس کے حکم کی اطاعت کی۔

عمیر کو جب قرقیسیا کے معاملات سے اطمینان حاصل ہوا تو اس نے فرات کے اطراف میں واقع قلعوں کی طرف رخ کیا اور یکے بعد دیگرے قلعوں کو فتح کر کے قرقیسیا کے پیمان کے مطابق ان سے معاہدہ کیا۔

اس کے بعد عمیر نے ''ھیت'' پر چڑھائی کا قصد کیا لیکن راستے میں متوجہ ہوا کہ ''عمار یاسر، جو خلیفہ عمرؓ کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے، نے ''سعد بن حرام انصاری'' کی سرکردگی میں ایک فوج کو ''انبار'' کے بالائی علاقوں کے باشندوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس علاقہ اور وہاں کے قلعوں کے باشندے امان چاہتے ہوئے سعد بن حرام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سعد نے انھیں ان کی خواہش کے مطابق امان دیدی۔ لیکن ''ھیت'' کے باشندوں کو کنیسوں کا نصف مال وصول

کرنے کی بنیاد پر مستثنیٰ قرار دیا۔

بعض نے کہا ہے کہ سعد بن حرام نے ''مدلاج بن عمرو سلمی'' کو ''ھیت'' کے لئے مأمور کیا ہے اور اسی نے اس جگہ کو فتح کیا ہے۔ (بلاذری کی بات کا خاتمہ)

یاقوت حموی نے لفظ ''ھیت'' اور ''قرقیسیا'' کے بارے میں لکھا ہے:

''ھیت'' بغداد کے نزدیک دریائے فرات کے کنارہ پر ایک شہر ہے۔ ''قرقیسیا'' دریائے ''خابور'' اور ''فرات'' کے ڈیلٹا پر واقع ایک شہر ہے۔

یہ شہر ایک مثلث کے درمیان واقع ہے اور تین جانب سے پانی میں گھرا ہوا ہے:

اس کے بعد حموی مزید کہتا ہے:

جب ''عیاض بن غنم'' نے ۱۹ھ میں ''جزیرہ'' کو فتح کیا تو ''حبیب بن مسلمہ فہری'' کو قرقیسیا کی فتح پر مأمور کیا حبیب نے مذکورہ شہر کو ''رقہ'' کے باشندوں سے کئے گئے پیمان کی بنیاد پر فتح کیا (.....آخر تک)

البتہ یاقوت حموی نے ان مطالب سے پہلے سیف کی جعلی روایتوں کے کچھ حصے بھی اس سلسلے میں نقل کئے ہیں۔

بحث و تحقیق کا نتیجہ

سیف نے ''ھیت'' اور ''قرقیسیا'' کے شہروں کی فتح کو ۱۶ھ بتایا ہے جبکہ دوسروں نے اسے ۱۹ھ ذکر کیا ہے۔

سیف لکھتا ہے کہ ''جزیرہ'' کی جنگ میں سپہ سالار اعظم سعد وقاص تھا اور اس نے ''عمر بن مالک'' یا ''عمرو بن مالک'' کو سپہ سالار اور ''حارث بن یزید عامری'' کو فوج کے ہراول دستہ کا کمانڈر منتخب کیا ہے۔ عمر بن مالک نے قرقیسیا اور حارث بن یزید نے شہر ھیت کو فتح کیا ہے۔

جبکہ دوسرے لکھتے ہے کہ ''جزیرہ'' کی فتوحات میں سپہ سالار اعظم عیاض بن غنم تھا اور اسی نے ''حبیب بن مسلمہ فہری'' کو قرقیسیا کی فتح کے لئے مأمور کیا تھا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ معاہدہ کیا لیکن بعد میں انہوں نے پیمان شکنی کی تھی۔ اور ''عمیر بن سعد'' پھر سے ان کے ساتھ نبرد آزما ہوا اور اسی گزشتہ معاہدہ کو پھر سے لاگو کیا ہے۔

اور یہ کہ خلیفہ عمرؓ کے زمانے میں کوفہ کے گورنر ''عمار یاسر'' نے ''سعد بن حزام کو'' انبار'' و ''ھیت'' اور ان کے اطراف میں موجود قلعوں کو فتح کرنے پر مأمور کیا ہے اور اسی نے وہاں کے قلعوں کے باشندوں سے معاہدہ کیا ہے، لیکن ''ھیت'' کے باشندوں کو کنیسوں کے اموال کا نصف حصہ ادا کرنے کی بنیاد پر مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ یا یہ کہ چند علاقے عمیر بن سعد کے حکم سے ''مدلاج بن عمرو'' کے ہاتھوں فتح ہوئے ہیں۔

نتیجہ کیا ہوگا؟

یہ کہ ''ھیت'' کی فتح سیف کے جعل کردہ ''حارث بن یزید'' کے نام پر اور قرقیسیا کی فتح ''عمرو بن مالک'' کے نام پر سیف کی کتاب ''فتوح'' میں ثبت ہوئی ہے اور ان سب کو طبری نے اپنی معتبر اور گراں قدر کتاب تاریخ کبیر میں نقل کیا ہے اور ابن اثیر نے بھی طبری کے مطالب کو اپنی کتاب میں

ثبت کیا ہے۔

یاقوت حموی نے بھی سیف کے جھوٹ کے بعض حصوں اور اس کے خیالی پہلوانوں کی دلاوریوں کو اپنی کتاب معجم البلدان میں درج کر کے سیف کی خدمت کی ہے۔

آخر میں، علامہ ابن حجر سیف کی باتوں سے متأثر ہو کہ ''حارث عامری'' کو ''حارث بن یزید عامری دیگر'' کے عنوان سے، اور سیف کی طرف سے اسے عطا کئے گئے سپہ سالاری کے عہدہ کو سند بناتے ہوئے ''ابن ابی شیبہ'' کی روایت کہ ''قدما صرف صحابی کو سپہ سالار منتخب کرتے تھے۔'' کی بناء پر اسے رسول خداؐ کا صحابی قرار دیا ہے اور اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

ابن اثیر نے بھی سیف کی جعلی روایت کو ایک بار ''تاریخ ابن عساکر'' سے نقل کر کے ''عمر بن مالک بن عتبہ'' کے حالات میں' اور دوسری بار ''عمر بن مالک بن عقبہ، کے حالات میں لکھا ہے۔ اس کے بعد آخر میں احتیاط سے لکھتا ہے:

''عمر بن مالک بن عتبہ'' نے دمشق کی جنگ میں شرکت کی ہے اور ''جزیرہ'' پر قبضہ کرنے کے دوران فوج کی کمانڈ اس کے ہاتھ میں تھی اس کے باوجود اس قسم کا کوئی شخص پہچانا نہیں گیا ہے.

ابن اثیر نے یہی مطالب دونوں کے حالات کی تشریح کے آخر میں ذکر کئے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیف کے خلق کئے گئے دو چہرے حقیقت میں ایک ہی شخص ہے اور عمر کے جد کے نام میں تحریف کی گئی ہے اور دونوں خبروں کا سرچشمہ بھی سیف عمر اور اس کی کتاب ''فتوح'' ہے۔

بہر حال، ہم پورے اطمینان اور قاطعیت کہتے ہیں کہ ''حارث بن یزید عامری دیگر'' سیف کی

تخلیق ہے اور اس نے اس کے نام کو ''حارث قرشی'' سے لے لیا ہے جو غلطی سے عیاش کے ہاتھوں قتل ہوا ہے۔ ہم قطعی طور سے نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ''عمر بن مالک'' اس کی تخلیق ہے، اگرچہ سیف صحابی اور تاریخ کے حقیقی چہروں کے ہم نام جعلی افراد خلق کرنے میں ید طوئی رکھتا ہے، جیسا کہ:

''حزیمہ بن ثابت'' ''غیر ذو شہادتین'' کو ''حزیمہ بن ثابت ذو شہادتین'' کے ہم نام خلق کیا ہے۔

اور ''سماک بن خرشہ''، انصاری غیر ابو دجانہ کو ''مسماک بن خرشہ انصاری ابو دجانہ'' کے ہم نام جعل کیا ہے۔

حارث کے افسانہ کو نقل کرنے والے علماء:

۱۔ طبری نے اپنی تاریخ میں بلا واسطہ سیف بن عمر سے نقل کیا ہے۔

۲۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں، سیف بن عمر سے نقل کر کے درج کیا ہے۔

۳۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں کتاب ''فتوح'' سے نقل کر کے درج کیا ہے۔

۴۔ ابن فتحون نے ''استیعاب کے ضمیمہ میں کتاب ''فتوح'' سے نقل کر کے درج کیا ہے۔

۵۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں تاریخ طبری سے نقل کر کے درج کیا ہے۔

۶۔ ابن اثیر نے کتاب ''اسد الغابہ'' میں ابن عساکر سے نقل کر کے ''عمر بن مالک'' کے حالات کی تشریح میں بیان کیا ہے۔

یہاں پر سیف کے ان جعلی اصحاب کا حصہ اختتام کو پہنچا ہے، جنھیں اس نے عراق کی جنگ

میں سعد وقاص کے ہمراہ افسر اور سپہ سالار کے عنوان سے خلق کیا ہے۔ اگلی بحث میں ہم سیف کے ان جعلی اصحاب پر روشنی ڈالیں گے جنہوں نے افسر اور سپہ سالار کی حیثیت سے ارتداد کی جنگوں میں شرکت کی ہے۔ یہ مقدمہ و مؤخر (یعنی اصولاً تاریخی وقائع کی ترتیب کے مطابق ارتداد کی جنگوں کو باہر کی جنگوں اور فتوحات سے پہلے لانا چاہئے تھا، اس لئے پیش آیا ہے کہ مکتب خلفاء کے پیرو علماء نے، جیسا کہ ہم نے کتاب کی ابتداء میں ذکر کیا ہے، دوسرے حصوں کی نسبت اس حصہ سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔

بہر حال ہم خدائے تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اس مشکل علمی بحث کو آگے بڑھانے اور تکمیل میں مدد فرمائے۔

مصادر و مآخذ

حارث بن یزید عامری قرشی کی داستان:

۱۔''استیعاب''ابن عبدالبر(۱/۱۱۶) نمبر:۴۷۲

۲۔''اسدالغابہ'' ابن اثیر(۱/۳۵۳)

۳۔''اصابہ''ابن حجر(۱/۲۹۵)

حارث بن یزید عامری کا افسانہ:

۱۔''تاریخ طبری'' (۱/۲۴۷۹)

۲۔''تاریخ ابن اثیر''(۴/۸۱۔۸۲)

۳۔''اصابہ''ابن حجر (۱/۲۹۵)

''ھیت''اور''قرقیسیا'' کی فتح،حقیقی فاتحوں کے ہاتھوں:

۱۔''فتوح البلدان'' بلاذری (۲۰۵،۲۰۷۔۲۰۹،۲۱۲)

۲۔''معجم البلدان''حموی لفظ ''ھیت''

عمر بن مالک بن عقبہ کے حالات:

۱۔''اسدالعابہ'' ابن اثیر (۴/۸۱۔۸۲)

عمر بن مالک بن عتبہ کے حالات:

۱۔ ''اسد الغابہ'' ابن اثیر (۴/۸۱)

۲۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۲/۵۱۴)

عیاش بن ابی ربیعہ کے حالات:

۱۔ ''استیعاب'' ابن عبد البر (۲/۴۹۵) نمبر: ۲۰۶۷

عمر بن عتبہ بن نوفل کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۲/۸۲)

بنی زہرہ کا نسب:

۱۔ ''جمہرہ انساب'' ابن حزم (۱۲۸۔۱۳۵)

۲۔ ''نسب قریش'' (۲۶۱۔۲۶۵)

ہم نے ان دو مصادر میں عمر بن مالک بن عتبہ یا عقبہ نام کا کوئی شخص نہیں پایا۔

تیسرا حصہ:

مختلف قبائل سے چند اصحاب

- ۶۷۔ عبداللہ بن حفص قرشی۔
- ۶۸۔ ابو جیش عامری کلابی۔
- ۶۹۔ حارث بن مرہ جہنی۔

۶۷ واں جعلی صحابی

عبداللہ بن حفص قرشی

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

عبداللہ بن حفص بن غانم قرشی:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب اور طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ''یمامہ'' کی جنگ میں مہاجرین کا پرچم عبداللہ بن حفص کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسی جنگ میں قتل ہوا ہے (ز)

ابن حجر کی مورد استناد روایت ''تاریخ طبری'' میں سیف بن عمر سے (مبشر بن فضیل اور سالم بن عبداللہ) سے یوں نقل ہوئی ہے:

''یمامہ'' کی جنگ میں مہاجرین کا پرچم پہلے ''عبداللہ بن حفص بن غانم'' کے ہاتھ میں تھا جو قتل ہو گیا اس کے بعد یہ پرچم ابوحذیفہ کے آزاد کئے گئے غلام ''سالم'' کے ہاتھ میں دیدیا گیا۔

انہی مطالب کو ابن اثیر نے طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں ثبت کیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور مصدر میں عبداللہ حفص کا نام دکھائی نہیں دیتا ہے:

حقیقت کیا ہے؟

بلاذری نے اپنی کتاب ''فتوح البلدان'' میں، ذہبی نے ''تاریخ اسلام'' میں اور ابن کثیر نے اپنی ''تاریخ'' میں لکھا ہے کہ ''یمامہ'' کی جنگ میں مہاجرین کا پرچم ابوحذیفہ کے آزاد کئے ہوئے غلام ''سالم'' کے ہاتھ میں تھا۔ مزید کسی اور کے نام کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی ایسے مصدر میں جس نے سیف روایت نقل نہ کی ہو عبداللہ حفص کا نام اور یمامہ کی جنگ میں اس کی شرکت کا اشارہ تک نہیں ملتا ہے۔

لیکن ابن حجر نے ''تاریخ طبری'' اور سیف کی کتاب ''فتوح'' کی طرف رجوع کر کے ''عبداللہ حفص'' کے وجود پر یقین کر کے اسے رسول خداؐ کا صحابی تصور کیا ہے اور اس کے حالات کی اپنی کتاب ''اصابہ'' کے پہلے حصہ میں تشریح کی ہے۔

علامہ ابن حجر نے مجبوری کے عالم میں اپنے اس تصور کے بارے میں اس دلیل پر تکیہ کیا ہے کہ ان دو بزرگواروں یعنی ''طبری'' اور سیف نے کہا ہے کہ ''یمامہ'' کی جنگ میں مہاجرین کا پرچم ''عبداللہ حفص'' کے ہاتھوں میں تھا۔

چونکہ ''عبداللہ اور دوسرے مہاجرین ''قرشی'' تھے، اس لئے اس نے ایسا سمجھا ہے کہ قرشیوں کہ رسم یہ تھی کہ جنگوں میں اپنے پرچم کو قرشی کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں نہیں دیتے تھے!

ابن حجر نے عبداللہ کے حالات بیان کرتے ہوئے آخر میں علامت (ز) لکھی ہے تا کہ اس کا اشارہ کرے کہ اس صحابی کے حالات پر روشنی ڈالنے میں اس نے دوسرے مصنفین کے مقابلے میں اصحاب کے حالات بیان کرنے میں اضافہ کیا ہے!

عبداللہ حفص کے افسانہ کے راوی:

سیف نے اس افسانہ کے راوی کے طور پر ''مبشر بن فضیل'' کا نام لیا ہے، اور طبری نے سیف کی پندرہ روایات اس راوی سے نقل کی ہیں۔

ابن حجر اپنی دوسری کتاب ''لسان المیزان''، جو راویوں کی پہچان سے مخصوص ہے، میں لکھتا ہے:

مبشر بن فضیل سیف بن عمر کے فستائخ میں اور اس کی روایت کا ماخذ ہے۔

لیکن علامہ ابن حجر کے نقطہ نظر کے برخلاف ہم یہ کہتے ہیں کہ ''مبشر بن فضیل'' اس قدر گمنام و مجہول نہیں ہے بلکہ وہ سیف کے خیالی اور فرضی راویوں کی ایک طولانی صف میں کھڑا اس انتظار میں ہے کہ سیف کس افسانے کو اس کی زبان سے جاری کرتا ہے!!

عبداللہ کے افسانہ کا نتیجہ:

ا۔ سیف نے اس افسانہ میں ایک قرشی و مہاجر صحابی کو خلق کیا ہے تا کہ مہاجرین کے پرچم کو یمامہ کی جنگ میں اس کے ہاتھ میں تھمائے اور وہ اسی جنگ میں قتل ہو کر تمیمیوں کے افتخارات کی تعداد کو بھی بڑھادے۔

۲۔ سیف نے عبداللہ حفص کو اکیلے ہی خلق کیا ہے تا کہ طبری اس سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کرے۔ سرانجام ابن حجر نے ''عبداللہ حفص'' نامی ایک قرشی صحابی کو پانے میں سیف کی کتاب ''فتوح'' اور ''تاریخ طبری'' کو اپنے لئے ایک معتبر اور قابل اعتماد راہنما قرار دیا ہے، اور اپنے اس مطلب کے آخر پر علامت (ز) لکھ کر مشخص کرتا ہے کہ اس نے اس صحابی کے حالات دوسرے تذکرہ نویسوں پر اضافہ کیا ہے۔

مصادر و مآخذ

عبداللہ حفص کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۲/۲۸۲) حصہ اول نمبر: ۴۶۳۰

۲۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۱۹۴۵)

۳۔ تاریخ ابن اثیر (۲/۲۷۶)

جنگ ''یمامہ'' میں مہاجرین کا حقیقی پرچمدار:

۱۔ ''فتوح البلدان'' بلاذری

۲۔ ''تاریخ اسلام'' ذہبی

۳۔ تاریخ ابن کثیر (۶/۳۲۶)

مبشر بن فضیل کے حالات:

۱۔ ''لسان المیزان'' ابن حجر (۵/۱۳)

۶۸ واں جعلی صحابی

ابو حبیش

اس صحابی کے بارے میں ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں یوں آیا ہے:

ابو حبیش بن ذی اللحیہ عامری کلابی:

سیف نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں اس کا نام لیا ہے اور کہا ہے کہ خالد بن ولید جب عراق میں داخل ہونے کے بعد معروف صحابیوں کو مختلف علاقوں کے حکمران کے طور پر منتخب کر رہا تھا، تو اس نے ابو حبیش کو ''ہوازن'' کے لئے مأمور کیا اور وہاں کی حکومت اسے سونپی۔

ابن فتحون نے اس صحابی کو ابن عبد البر کی ''استیعاب'' سے دریافت کیا ہے۔

ابو حبیش کا نسب

سیف نے اس صحابی کو قبائل مضر کے بنی عامر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر'' سے خلق کیا ہے.

ابن حزم نے اس طائفہ کے نسب کو اپنی کتاب ''جمھرہ انساب'' میں درج کیا ہے۔لیکن اس میں سیف کے اس دلاور صحابی کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا!

لیکن ''ذولحیہ کلابی'' کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کا نام ''شُریح بن عامر'' تھا۔بعض نے

یہ بھی کہا ہے کہ اس کا نام ''ضحاک بن قیس'' تھا۔اس سے روایت نقل کی گئی ہے کہ اس نے رسول خداؐ سے پوچھا:

کیا انجام دئے گئے کام کو دوبارہ شروع کریں؟ رسول خداؐ نے جواب میں فرمایا:

ہر شخص ایک کام کے لئے خلق ہوا ہے!

بغوی نے کہا ہے:

میں اس حدیث کے علاوہ اس سے کسی اور چیز کے بارے میں مطلع نہیں ہوں!

علماء نے صرف اسی ایک روایت پر اعتماد کر کے ''ذولحیہ'' کو بھی صحابی جان کر اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے.

ہم نہیں جانتے ہیں کہ ''ذولحیہ'' کی انکشاف کی گئی یہ حدیث۔جس پر استناد کر کے اس کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔کس قدر صحیح اور قابل اعتبار ہے!! لیکن بالفرض اس حدیث کے صحیح ہونے اور ''ذولحیہ'' نام کے کسی شخص کے حقیقی طور پر موجود ہونے کی صورت میں بھی کیا سیف اس حدیث اور اس نام کے کسی شخص سے روبرو ہوا ہے اور ابو حبیش کو اس سے جوڑا ہے؟ یہ ایسا مسئلہ ہے اور ابھی تک معلوم نہ ہوسکا۔[۱]

۱۔ ''ذولحیہ'' نام کے شخص کے صحیح اور موجود ہونے کے بارے میں بحث و تحقیق کرنے کے لئے دسیوں مصادر پر اسلام میں چھان بین کرنیکی ضرورت ہے جو اسوقت ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔

ابوحبیش کی حدیث پر ایک بحث:

ہم نے ''تاریخ طبری'' میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو اس پر دلالت کرتی ہو کہ خالد بن ولید نے ابوحبیش نامی کسی شخص کو ''ہوازان'' کی مأموریت سونپی ہو۔ لیکن جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ایلچیوں کے بارے میں سیف بن عمر سے نقل کر کے ذکر کیا ہے کہ:

رسول خداؐ نے اپنے دوسرے ایلچیوں کے ضمن میں ''نعیم بن مسعود اشجعی'' کو ''ابن ذولحیہ'' اور ''ابن مشیمصہ جُبیری'' کے پاس بھیجا اور انھیں پیغمبری کے مدعی ''اسود عنسی'' سے جنگ کر کے اسے کچل دینے کی ترغیب دی ہے۔

ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ ''ابن ذولحیہ'' وہی زیر بحث ''ابوحبیش'' ہے یا یہ کہ سیف نے اس نام کے دو شخص خلق کئے ہیں۔

اور یہ بھی معلوم نہیں کہ سیف نے ابوحبیش کے نام کو ''ابوحبیش بن مطلّب قرشی'' سے لیا ہے یا نہیں۔ بلاذری نے جو ''انساب الاشراف'' میں کہا ہے اس کے مطابق اسی ابوحبیش بن مطّلب کے بیٹے ''سائب'' نے ابوسفیان کی بیٹی ''جویریہ'' سے شادی کی ہے۔ یا یہ کہ یوں ہی سیف کے ذہن میں ایسا نام آیا ہے اور اس نے اسے اپنے جعلی صحابی کے لئے منتخب کیا ہے۔

لیکن یہ واضح ہے کہ ''حبیش بن دلجہ قینی'' ـــــ جس کا نام تاریخ طبری اور تاریخ یعقوبی میں آیا ہے ـــــ سیف کے جعلی ''ابوحبیش عامری کلابی'' سے جدا ہے۔ کیونکہ دیگر بہت سے اختلافات اختلاف پہلا ''بنی قضاعہ'' سے ہے اور دوسرا (جعلی) ''عامری کلابی'' ہے۔

مصادر و مآخذ

ذولحیہ کلابی کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۱/۴۷۵)

۲۔ ''استیعاب ابن'' عبدالبر ''اصابہ'' کے حاشیہ پر (۱/۴۷۶) کہ اسے بصرہ کا باشندہ جانا ہے۔

۳۔ ''تاریخ بخاری'' (۱/۲۶۵)۔ حصہ اول نمبر: ۹۰۹

۴۔ ''تقریب التہذیب'' (۱/۲۳۸)۔ اس میں آیا ہے کہ ''ابوداؤد'' نے اس کی حدیث کو ''قدر'' میں درج کیا ہے۔

۵۔ ''اسد الغابہ'' ابن اثیر (۲/۱۴۴)

ذولحیہ کا نسب:

۱۔ ''جمہرۂ انساب'' ابن حزم (۲۸۲)

۲۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۱۷۹۹)

۳۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۴/۳۶) نمبر: ۲۱۲

۴۔ ''انساب الاشراف'' بلاذری (۱/۴۴۰)

حبیش بن دلجۂ قینی کے حالات:

۱۔تاریخ طبری (۲/۵۷۸ و ۵۷۹ و ۶۴۲)

۲۔تاریخ یعقوبی طبع ''دارصادر'' (۲۵۱۔۲۵۲)

ذولحیہ کلابی، شریح بن عامر یا ضحاک بن قیس کے حالات:

۱۔''تہذیب التہذیب'' (۳/۲۲۳) شرح حال : ۴۲۶

۲۔حدیث ذولحیہ تاریخ بخاری میں ذکر ہوئی ہے۔

۶۹ واں جعلی صحابی

حارث بن مرّہ

ابن حجر نے اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

حارث بن مرّہ جہنی:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں اس کا نام لیا ہے اور کہا ہے کہ خالد بن ولید ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانے میں جب خلیفہ کے حکم سے عراق پر لشکر کسی کی تیاری کر رہا تھا، ''تو اس نے حارث بن مرّ، جو ایک دلاور صحابی شمار ہوتا تھا، کو اپنی فوج کے قضاعیان کے دستے کی سپہ سالاری سونپی۔

سیف نے ''ارطاۃ بن ابی ارطاۃ نخعی'' سے اس نے ''حارث بن مرہ'' سے اور اس نے ''ابومسعودؓ'' سے بھی ایک روایت نقل ہے۔(ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس صحابی کا نسب:

سیف نے اپنے اس جعلی صحابی کو ''جہنی'' مشہور کیا ہے اور یہ قبائل قضاعہ کے ''جہنیہ'' سے ایک نسبت ہے۔

ابن حزم نے اپنی کتاب ''انساب'' میں ''جہنیہ'' نام کے بعض اہم شخصیات کے

حالات پر روشنی ڈالی ہے۔لیکن سیف کے اس دلاور اور بلند مرتبہ صحابی کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔

سیف نے اپنے اس جعلی صحابی کو قضاعہ میں ایک بلند مقام دلانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور رسول خداؐ سے ایک حدیث کی بھی اس سے نسبت دی ہے کہ ہم نے ایسے مطالب صرف ابن حجر کی ''اصابہ'' میں دیکھے۔

''حارث بن مرہ'' کی روایت ان روایتوں میں سے ہے کہ طبری نے اسے سیف کی کتاب سے اپنی کتاب میں درج کرنے سے پرہیز کیا ہے، اور سیف کی روایت کا مصدر وماٴخذ معلوم نہیں ہے کہ ہم اس کی تحقیق کرتے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سیف نے اپنے افسانوی صحابی کا نام یا ''حارث بن مرة عبدی'' سے لیا ہے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اسے صفین کی جنگ میں اپنی پیدل فوج کے میسرہ کے دستے کا کمانڈر مقرر فرمایا تھا اور وہ ۴۶ھ میں سرزمین ''قیقان'' میں قتل ہوا ہے، اور یا یہ کہ ''حارث بن مرہ فقعسی'' سے لیا ہے کہ امام علیہ السلام نے اسے خبر لانے کے لئے خوارج کے درمیان بھیجا تھا اور خوارج نے اسے قتل کرڈالا[۱]

پہلی صورت میں عبدی ربیعة بن نزار کے عبد القیس'' سے ایک نسبت ہے۔

اور دوسری صورت میں فقعسی' اسد بن خزیمہ کے پوتے (فقعس بن دودان) کی طرف نسبت ہے۔

لیکن سیف نے اپنے صحابی کو قبائل قفعاعہ کے (جہینہ) سے جعل کیا ہے اور اسے ان لوگوں پر حاکم بنایا ہے۔پس یہ حارث نہ عبدی ہے نہ فقعسی بلکہ صرف سیف کی خیالی مخلوق ہے اور اس کا کوئی خارجی وجود نہیں ہے۔

۱) طبری نے اپنی تاریخ (۳۳۷۵/۱) اور مسعودی نے ''مروج الذھب'' (۴۰۴/۲) میں لکھا ہے: خوارج کے ہاتھوں مارا جانے والا حارث ،عبدی ہے، فقعسی نہیں ہے۔دونوں سے زبردست غلطی ہوئی ہے۔کیونکہ خوارج کے ہاتھوں مارا جانے والا فقعسی تھا۔

مصادر و مآخذ

حارث بن مرۂ جہنی کے حالات:

ا۔''اصابۂ بن حجر (۱/۲۹۰)

خاندان جہینہ کا نسب:

ا۔''جمہرۂ انساب''ابن حزم (۴۴۴۔۴۴۵)

حارث بن مرہ عبدی کی داستان اور صفین کی جنگ میں اس کی شرکت:

ا۔کتاب''صفین''نصر مزاحم (۲۰۵)

۲۔''اخبار الطّوال''دینوری (۱۷۱)

۳۔''تاریخ''خلیفہ بن خیاّط (۱/۱۳۱) کہ اس کے ہندوستان کی جنگ میں شرکت کرنے کی بات کہی گئی ہے۔

۴۔''معجم البلدان''حموی لفظ ''قیقان'' (۵۳۱)

۵۔''فتوح البلدان'' بلاذری (۲۰۷)

حارث بن مرۂ فقعسی کی داستان:

ا۔''اخبار الطّوال'' دینوری (۲۰۷)

چوتھا حصہ:

رسول خداؐ کے ہم عصر ہونے کے سبب اصحاب

اس گروہ میں سیف کے خیالی کردار حسب ذیل ہیں:

- ۷۰۔ قرقرہ یا قرفتہ بن زاہر تیمی وائلی
- ۷۱۔ نائل بن جعشم، ابونباتہ تیمی اعرجی
- ۷۲۔ سعد بن عمیلہ فزاری
- ۷۳۔ قریب بن ظفر عبدی
- ۷۴۔ عامر بن عبدالاسد، یا عبدالاسود

ستروان جعلی صحابی

قرقرہ یا قرفتہ بن زاہر

اصحاب کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالنے والی کتابوں میں ہمیں ایسے چہرے بھی ملتے ہیں، جنھیں مصنف نے صرف اس سبب سے رسول خداؐ کے صحابیوں میں شامل کیا ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے ہمعصر تھے۔ان کے بارے میں "لہ اِدراکٌ" کی قید لگا کر ان کے حالات لکھے گئے ہیں!

کتاب کے اس حصہ میں ہم سیف کے اس قسم کے جعلی اصحاب کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور نمونہ کے طور پر ایسے چند اصحاب کا تعارف کرتے ہیں.

مذکورہ صحابی کے حالات کی تشریح میں ابن حجر نے اپنی کتاب "اصابہ" میں یوں لکھا ہے:

وہ ان اشخاص میں سے ہے جس نے رسول خداؐ کا زمانہ درک کیا ہے۔

سیف بن عمر اور طبری نے اسے من جملہ ان افراد میں شمار کیا ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے اسے "رستم فرخ زاد" کی خواہش کے مطابق اس سے مذاکرہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

ابن فتحون نے اس صحابی کو ابن عبد البر کی کتاب "استیعاب" سے درک کیا ہے۔(ز)

(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کو ''تیمی پہنچوایا ہے، جبکہ سیف کی روایت کے مطابق ''تاریخ طبری'' میں ''تیمی وائلی'' اور طبری کے بعض نسخوں میں ''وابلی'' لکھا گیا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ عرب قبائل میں بہت سے ایسے خاندان اور گروہ پائے جاتے ہیں جنھیں ''تیمی'' اور ''وائلی'' شہرت حاصل ہے، البتہ ہم نہ سمجھ سکے کہ سیف نے اپنے اس صحابی کو ان میں سے کس قبیلہ سے خلق کیا ہے۔

اگر سیف نے ''قرقرہ'' کو قبیلہ ''وابلی'' سے بھی خلق کیا ہوگا تو وہ بھی ''بنی اسد کے والبہ بن حارث'' کی اولاد ہیں۔ اس صورت میں یہ احتمال ممکن ہے کہ لفظ تیمی اس کی کتاب کے نسخہ برداروں کے ذریعہ غلطی سے لکھ دیا گیا ہے۔

سعد وقاص کی مجلس مشاورت:

طبری نے قادسیہ کی جنگ کے وقائع اور اتفاقات کے ضمن میں لکھا ہے:

سعد وقاص نے مندرجہ ذیل افراد کو جو سب زیرک اور دانا عرب تھے کو سپہ سالار اعظم کے خیمہ میں جمع ہونے کا حکم دیا:

۱۔ مغیرۃ بن شعبہ

۲۔ بسر ابن ابی رُھم

۳۔ عرفجۃ بن ہرثمہ

۴۔حذیفتہ بن محصن

۵۔ربعی بن عامر

۶۔قرفتہ بن زاہر تیمی وائلی

۷۔مذعور بن عدی عجلی

۸۔مضارب بن یزید عجلی

۹۔معبد بن مرّہ عجلی۔

جب سب لوگ کمانڈر انچیف کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سعد نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم لوگوں کو ان ۔ایرانیوں ۔کے پاس بھیجوں۔تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟

سب نے جواب دیا:

ہم صرف آپ کے حکم کی اطاعت کریں گے اور اس سے آگے نہیں بڑھیں گے۔اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس میں آپ کا واضح حکم موجود نہ ہو تو اس صورت میں جس چیز کو شائستہ ترین تشخیص دیں گے،اسی پر عمل کریں گے۔سیف کہتا ہے اس دوران ربعی نے اپنا نقطۂ نظر یوں بیان کیا:

اگر ہم اجتماعی طور پر ان کے پاس جائیں گے تو وہ خیال کریں گے کہ ہم نے انھیں قابل قدر اور معزز جانا ہے۔لہذا یہ ہے کہ ہر بار ہم میں صرف ایک شخص ان کے پاس جائے اور کوئی دوسرا اس کے ساتھ نہ ہو۔

سعد نے اس نظریہ کو قبول کیا اور ربعی کو پہلے قاصد کے عنوان سے منتخب کیا۔

سپہ سالار اعظم کے حکم کی تعمیل، میں سعد کے پہلے سفیر کے عنوان سے ربعی نے ''رستم فرخ زاد'' کے خیمہ کا رخ کیا اور.... (یہاں تک کہ وہ کہتا ہے:)

جب رستم کمانڈر انچیف کے خیمہ میں داخل ہوا اور اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ گیا، تو ربعی نے سوار حالت میں اپنے گھوڑے کو کمانڈر انچیف کے خیمہ میں بچھے ہوئے قالینوں پر دوڑایا اور کچھ چلنے کے بعد دو پشتی کو اٹھا کر گھوڑے کی لگام کو مضبوطی کے ساتھ ان سے باندھا۔

اس کے بعد نیزے کو ہاتھ سے دباتے ہوئے اور اس کی نوک کو فرش اور تکیوں چبھوتے ہوئے اور ان میں سوراخ کرتے ہوئے آگے بڑھتا گیا۔

اس طرح چلتے ہوئے کوئی قالین یا تکیہ ربعی کے نیز کی نوک کی ضرب سے نہ بچ سکا جو کچھ راستے میں آتا اسے پھاڑتے اور سوراخ کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہوا ایرانیوں کے کمانڈر انچیف رستم کے تخت کے نزدیک پہنچا۔ وہاں پر محافظوں نے مزاحمت کی تو وہ بھی وہیں پر زمین پر بیٹھ گیا اور نیزہ کو زور سے فرش پر مار کے نصب کیا اور...... (یہاں تک کہ وہ کہتا ہے:)

دوسرے دن ایرانیوں نے سعد کو پیغام بھیجا کہ اسی کل والے شخص کو ان کے پاس بھیجے۔ لیکن سعد نے اس بار حزیفہ بن محصن کو بھیجا۔ حذیفہ کے خیمہ میں جاتے وقت مو بمو ربعی کی رفتار کی تکرار کی۔ تیسرے دن ایرانیوں نے سعد سے کہا کہ کسی اور کو بھیجے۔ اس بار سعد نے ''مغیرۃ بن شعبہ'' کو بھیجا۔۔۔ (داستان کے آخر تک)!

بے شک طبری نے بڑی تکلیف اٹھا کر سیف کے حق میں انتہائی عقیدت دکھائی ہے اور سیف کی دو روایتوں میں ذکر ہوئی اس سراپا مضحکہ اور مذاق پر مبنی داستان کو اپنی کتاب۔ تاریخ کبیر کے آٹھ صفحوں پر درج کیا ہے! جبکہ اس افسانہ سے پہلے اسی موضوع کی ایک دوسری نقل کر کے اپنی کتاب کے دو صفحوں کو زینت بخشی ہے!!

سفیروں کی داستان کے راویوں کی پڑتال:

سیف نے اپنی داستان کے راویوں کے طور پر مندرذیل ناموں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ نضر نے رفیل سے یعنی سیف کے ایک جعلی راوی نے سیف کے ہی دوسرے جعلی راوی سے!

۲۔ محمد، یا محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ۔

۳۔ زیاد یا زیاد بن سرجس احمری۔ اس سے پہلے ہم نے بارہا کہا ہے کہ یہ سیف کی خیالی راوی ہیں

۴۔ چند دوسرے نامعلوم اور بے نام افراد

سفیروں کی حقیقی داستان:

ابن اسحاق اور طبری نے بھی اپنی تاریخ میں سعد وقاص کے رستم فرخ زاد کے پاس سفیر بھیجنے کی روایت کو یوں بیان کیا ہے:

جب رستم نے اپنے سپاہیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے مقابلے میں پہنچ کر خیمے لگادئے'

تو سعد وقاص کو ایک پیغام بھیجا اور اس سے تقاضا کیا کہ کسی تجربہ کار اور دانا شخص کو اس کے پاس بھیجے تا کہ وہ اس سے گفتگو کرے۔ رستم کے درخواست کے جواب میں ''مغیرۃ بن شعبہ'' کا انتخاب کیا گیا اور اسے رستم سے ملاقات کرنے پر مأمور کیا گیا....

داستان کے آخر تک جو مفصل ہے، اس میں کہیں اس بیہودہ رفتار کا ذکر نہیں ہے۔

یہ داستان تقریباً اسی مضمون میں بلاذری کی ''فتوح البلدان'' اور دینوری کی ''اخبار الطّوال'' میں بھی درج ہوئی ہے۔

بحث کا نتیجہ:

سیف تنہا شخص ہے جس نے نو ہوشیار اور عقلمند عربوں کے ساتھ سعد وقاص کے مشاورتی جلسہ جن میں اس نے اپنے قرقرۃ یا قرفۂ کو بھی شامل کیا تھا، کی روایت نقل کی ہے۔

وہ تنہا شخص ہے جس نے ان مشیروں میں سے تین اشخاص کی رستم سے گفتگو کا ذکر کیا ہے، جن میں سے ایک کو ''مغیرۃ بن شعبہ'' شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ سعد کے سفیروں پر بیہودہ اور غیر عاقلانہ رفتار کی تہمت لگاتا ہے! سیف تنہا شخص ہے جس نے اس داستان کو آب و تاب کے ساتھ بیان کر کے ایسے راویوں کے ذریعہ اسکی تشریح کی ہے جن کا حقیقت میں کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اور سرانجام طبری جیسے تاریخ لکھنے والے علماء نے اسے من وعن اپنی معتبر وگراں قدر تاریخ کی کتاب میں سیف سے نقل کر کے درج کیا ہے۔

جب ابن حجر کی باری آتی ہے تو وہ بھی سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے اس کے'' قرقرہ''

کو رسول خداؐ کے صحابیوں کی فہرست میں قرار دیتا ہے۔

اور عبارت "لہ ادراک" کی قید لگا کر اس کا صحابی ہونا ثابت کرتا ہے اور اپنے کلام کے آخر میں حرف "ز" درج کر کے اعلان کرتا ہے کہ اس صحابی کے حالات کی تشریح کر کے اس نے دوسرے تذکرہ نگاروں پر اضافہ کیا ہے۔

دوسری طرف سے یعقوبی[۱] ابن کثیر اور ابن خلدون جیسے علماء نے بھی اس داستان کو طبری سے نقل کر کے خلاصہ کے طور پر اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

۱۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یعقوبی نے اس داستان کا خلاصہ بلا واسطہ سیف بن عمر کی کتاب "فتوح" سے نقل کیا ہو۔

مصادر و مآخذ

قرقرہ بن زاہر کے حالات:

۱۔''اصابہ''ابن حجر (۳/ ۲۵۷) نمبر: ۷۲۸۴

''والبی'' کانسب:

۱۔جمہرہ ''انساب'' ابن حزم (۱۹۴)

۲۔''نہایۃ الارب''قلقشندی (۴۰۳)

سعد وقاص کے سفیروں کے بارے میں سیف کی روایت:

۱۔''تاریخ طبری'' (۱/ ۲۲۶۹۔۲۲۷۷)

۲۔''تاریخ ابن اثیر''(۲/ ۳۵۷۔۳۶۰)

۳۔''تاریخ ابن کثیر'' (۷/ ۳۹۔۴۰)

۴۔''تاریخ ابن خلدون'' (۲/ ۳۲۱۔۳۲۲)

۵۔''تاریخ یعقوبی'' (۲/ ۱۴۴)

حقیقی داستان اور''مغیرۃ بن شعبہ'' کا سعد کے سفیر کی حیثیت سے جانا:

۱۔''تاریخ طبری'' (۱/ ۲۳۵۱)

۲۔''فتوح البلدان'' بلاذری (۳۵۱)

۳۔''اخبار الطوال'' دینوری (۱۲۰)

۱۷واں جعلی صحابی

ابوُ نبُاتہ نائل

یہ صحابی ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' کے اس حصہ میں درج میں کیا گیا ہے جو''مخضر مین'' سے مخصوص ہے۔

مخضر مین'' ان اصحاب کو کہا جاتا ہے جنہوں نے اپنی زندگی کا آدھا حصہ عصر جاہلیت میں دوسرا آدھا حصہ عصرِ رسول اللہؐ اور اسلام کے دامن میں گزارا ہو۔

ابن حجر نے اس صحابی کو یوں پہچنوایا ہے:

ابونباتہ نائل اعرجی:

کتاب ''فتوح'' میں سیف کے کہنے کے مطابق اس صحابی نے عصرِ رسول خداؐ کو درک کیا ہے اور عراق کی جنگ میں براہ راست شرکت کی ہے۔

نائل نے ایرانی پہلوان شہر یار کے ساتھ دست بدست لڑائی میں اس پر غلبہ پایا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کا قیمتی لباس اور دست بند غنیمت کے طور پر لے لئے۔

نائل پہلا عربی شہسوار ہے جس نے ہاتھ میں دست بند پہنا ہے!

(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس تشریح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیف بن عمر نے اپنے اس صحابی کو ''اعرجی'' خلق کیا ہے۔

کہ یہ ''اعرج، حارث بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم'' سے نسبت ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ یہ دلیر سوار، شہر یار کو مارنے والا عرب، ایرانی دلاوروں کے لباس اور قیمتی دست بند کو غنیمت میں لینے والا سردار اور شجاع تمیمی اور سیف کا ہم قبیلہ ہے!

ابونباتہ کی شہر یار سے زور آزمائی کی داستان:

طبری نے ۱۱ھ کی روداد کے ضمن میں ''بابل، کوثی'' کی جنگ کی حسب ذیل داستان کو سیف بن عمر سے نقل کر کے یوں بیان کیا ہے:

''زہرۃ بن حویہ'' جو سپاہ اسلام کے ہراول دستہ کا سپہ سالار تھا، وہ کوثی، کے اطراف میں شہر یار نامی ''باب'' کے ایک زمیندار ــــــ جس کی حکومت کا مرکز کوثی تھا ــــ اور اس کی کثیر فوج سے روبرو ہوا۔

دونوں فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے نبرد آزمائی کے لئے آمادہ ہوئیں۔ شہر یار نے میدان کارزار میں قدم رکھ کر رجز خوانی کر مبارزہ طلبی کی اور پکار کر کہا:

کیا تم میں ایسا کوئی مرد، سوار اور جنگجوں نہیں ہے جو میرے مقابلہ میں آئے تا کہ میں اسے دوسروں کے لئے عبرت کا نمونہ بنا دوں!!

زہرہ نے اس کے جواب میں فریاد بلند کرتے ہوئے کہا:

میں خود چاہتا تھا کہ تیرے مقابلے میں آؤں، لیکن جب تیری باتوں کو سنا تو تیرے ساتھ

جنگ کو حقیر سمجھ کر کسی دوسرے کو تیرے مقابلے میں بھیجتا ہوں۔

اگر تو نے اس کیساتھ مقابلہ کی جرأت پیدا کی تو خدا کی مرضی سے تیرے کفر و گمراہی کی وجہ سے وہ تجھے نابود کر کے رکھدے گا اور اگر اس کے چنگل سے فرار کرنے میں کامیاب ہوا تو اپنے ایک معمولی اور سادہ شخص کے مقابل سیبھا گا ہے، یہ کہنے کے بعد حکم دیا تا کہ ''ابو نباتہ، نائل بن جعشم اعرجی''۔ جو بنی تمیم کا ایک دلاور تھا۔ شہر یار سے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔

دونوں پہلوان اپنے ہاتھوں میں نیزے لے کر ایک دوسرے ثابت قدمی کے ساتھ نبرد آزمائی کرنے لگے۔

جوں ہی شہر یار نے اپنے حریف کی طاقت کا اندازہ کیا، نیزہ پھینک کر اپنے آپ کو اس کے ساتھ زور آزمائی کے لئے آمادہ کیا۔ نائل نے بھی اپنے نیزہ کو دور پھینک دیا اور شہر یار سے دست و گریبان ہونے کیلئے تیار ہو گیا۔ اس کے بعد دونوں نے نیام سے تلواریں کھینچ لیں اور باری باری ایک دوسرے پر وار کرنے لگے۔ لیکن سے کوئی نتیجہ نہ نکلا تو مجبور ہو کر تلواریں پھینک کر تیزی سے ایک دوسرے کے گریبان کو پکڑ لیا اور زورے ایک دوسرے کو کھینچ لیا دونوں گھوڑوں سے گر پڑے۔ ایک کشمکش کے بعد شہر یار نے اپنے حریف کو زمین سے بلند کیا اور ایسے زمین پر دے مارا جیسے اس کے سر پر ایک عمارت گر گئی ہو۔ اس کے بعد اسے مضبوطی سے اپنے دو پیروں کے درمیان کس کر کمر سے خنجر کو نکال کر اس کے سینے پر مارنیوالا ہی تھا کہ اتفاقاً اس کا انگوٹھا نائل کے منہ میں چلا گیا۔ اس نے بلا فاصلہ اسے اپنے دانتوں کے درمیان زور سے پکڑ کر کاٹ لیا۔ اس طرح شہر یار کے انگوٹھے کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ درد کے مارے بے ہوش جو گیا۔ نائل نے فرصت غنیمت سمجھ کر فوراً سے اپنے سینے سے

گرا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا اور اسی خنجر کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور اس کے بدن سے زرہ کو ہٹا کر اس کے سینہ اور پہلو پر پے در پے ضرب لگائی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا!

نائل فاتحانہ طور پر اپنے مقتول کے سینہ سے بلند ہوا۔ اس کے خون میں لت پت لباس اور اس کا دست بند بھی کھینچ کر نکال لیا۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑ کر اپنے کیمپ کی طرف چلا۔!

شہریار کے سپاہیوں نے جب اپنے سپہسالار اور سردار کو قتل ہوئے دیکھا تو مقابلہ کی طاقت نہ لا کر مختلف شہروں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

''زہرہ'' کسی مزاحمت کے بغیر اپنے سپاہیوں کے ہمراہ ''کوثی'' [۱] میں داخل ہوا اور وہاں پر تب تک ٹھہرا رہا جب تک سعد وقاص پہنچ گیا۔

''کوثی'' میں داخل ہونے کے بعد سعد نے نائل سے ملاقات کی اور جب، ماجرا سے مطلع ہوا تو اس کہا:

نائل! میں تم سے چاہتا ہوں کہ شہریار کا دست بند اور لباس زیب تن کر کے اس کے گھوڑے پر سوار ہو، یہ سب چیزیں تم کو مبارک ہو!

نائل اٹھا۔ سپہ سالار اعظم کا حکم بجالانے کے لئے باہر چلا گیا۔ اس کے بعد جو سعد نے حکم دیا تھا اس پر عمل کیا۔ پھر دوبارہ سعد کی خدمت میں حاضر ہوا۔

سعد نے دیکھنے کے بعد حکم دیا کہ دست بند اتار لے اور اس سے صرف جنگ کے دوران استفادہ کرے۔

۱۔ ''کوثی'' عراق میں ''بابل'' کی سرزمینوں کا ایک حصہ ہے۔

نائل پہلا عراقی مسلمان مرد ہے جس نے دست بند پہنا ہے۔ (طبری کی بات کا خاتمہ)

افسانۂ نائل کے راوی:

سیف نے نائل کے افسانہ اور شہر یار سے اس کی نبرد آزمائی کے بارے میں دو اشخاص کو راوی کے عنوان سے پیش کیا ہے کہ دونوں اس کے ذہن کی مخلوق اور جعلی ہیں۔ یہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ نضر بن سری

۲۔ ابن رفیل[۱]

حقیقی داستان:

دینوری نے اپنی کتاب ''اخبار الطوال'' میں قادسیہ کی جنگ میں ایرانیوں کی شکست کے بعد لکھا ہے:

> شکست کے نتیجہ میں ایرانیوں نے ''دیر کعب'' تک عقب نشینی کی اور وہاں پر پڑاوڈالا۔ ساسانیوں کے آخری پادشاہ یزدگرد کے حکم سے ''نخار جان'' ان کی مدد کے لئے آیا تھا، دیر کعب میں ان سے ملا۔ اس نے فراریوں کو روک کر پھر سے انھیں منظم کیا۔ ''نخار جان'' نے فوج کی تشکیل نو کر کے ان کو مختلف گروہوں اور

۱۔ ہم نے ''رفیل'' نام کو بلاذری کی کتاب ''فتوح البلدان'' میں دیکھا ہے۔ لیکن اس کا سراغ پیدا نہ کر سکے کہ کسی نے ابن رفیل نامی اس کے بیٹے کا بھی ذکر کیا ہو۔ جیسا کہ سیف نے کہا ہے۔

دستوں میں تقسیم کردیا، اور موقع و محل کو مشخص کر کے دوبارہ مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے آمادہ کیا۔ اسی اثناء میں مسلمان سپاہی بھی آپہنچے اور دونوں فوجیں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئیں۔

''نخار جان'' ایرانی فوج میں سے پہلا پہلوان تھا جس نے میدان کازار میں قدم رکھ کر فریاد بلند کی:

مردا! مردا!

اس طرح مسلمان فوج سے اپنے لئے ہم پلہ جواں طلب کیا۔

''نخار جان'' کے جواب میں ''مخنف بن سلیم ازدی، کے بھائی'' زہیر بن سلیم'' نے میدان کارزار کی طرف رخ کیا اور اس کے مقابلہ میں آکھڑا ہوا۔

نخار جان ایک ہٹا کٹا تنومند پہلوان تھا اور ''زہیر'' اس کے برخلاف دبلا پتلا لیکن قومی اندام تھا۔

جوں ہی ''نخار جان'' کی نظر اپنے حریف پر پڑی اور اس کا اپنے سے موازنہ کیا تو اچانک اپنے گھوڑے سے اچھل کر اپنے آپ کو زہیر پر گرادیا۔ دونوں زمین پر گر گئے اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے زور آزمائی کرنے لگے۔ لیکن سرانجام نخار جان زہیر پر غلبہ کر کے اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔

وہ خنجر کو ہاتھ میں لئے اس کے سر کو تن سے جدا کرنا چاہتا تھا کہ

اسی کشمکش میں ''نخار جان'' کا انگوٹھا زہیر کے منہ میں چلا گیا۔ زہیر نے بھی

اسے زور سے کاٹ لیا۔نخارجان درد سے ناتواں ہو کر طاقت کھو بیٹھا۔زہیر نے اس فرصت سے استفادہ کرتے ہوئے اس کو پٹک دیا اور اس کے سینے پر سوار ہوا اور زرہ کو ہٹا کر اس کا پیٹ چاک کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

'نخارجان'' کا گھوڑا جو تربیت یافتہ تھا دور سے اس ماجرا کا مشاہدہ کر رہا تھا۔زہیر نے اپنے مقتول کا لباس تیمی زرہ اور دست بند کو لے کر اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر سعد وقاص کی خدمت میں پہنچا۔سعد نے ان تمام غنائم کو اسے بخش دیا اور حکم دیا کہ اسے زیب تن کرے۔زہیر حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نخارجان کی زرہ کو زیب تن کر کے،اس کی رزمی ٹوپی کو سر پر رکھ کر،اس کی قبا کو دوش پر رکھ کر اور اس کے دست بند کو ہاتھ میں پہن سعد وقاص کی خدمت میں حاضر ہوا۔

زہیر پہلا عرب مرد ہے جس نے ہاتھ میں دست بند پہنا ہے۔

بحث و تحقیق کا نتیجہ:

سیف نے اصل روایت کو تحریف کر کے جنگجوؤں کے نام بھی حسب ذیل بدل دیئے ہیں:

۱۔''باب'' کے بڑے زمیندار شہر یار کو''کوثی'' میں ایرانی سردار نخارجان کی جگہ پر بٹھا دیا ہے۔

۲۔حریف کے قاتل اور مقتول کے اموال لینے والے کو اپنے جعلی صحابی بنی تمیم کے ایک دلاور ''ابو نباتہ'' کے طور پر پہنچوایا ہے اور اسے حقیقی جنگجو زہیر بن سلیم ازدی ـــــ جو سبائی اور شیعیان علیؑ سے

تھا۔ کی جگہ پر بٹھا دیا ہے۔

سیف نے ابو نباتہ کو عدنانی خاص کر اپنے قبیلہ تمیم سے خلق کیا ہے۔ تا کہ حریف ایرانی جنگجو کے جنگی غنائم کو اپنے خاندان کے لئے مخصوص کرے جس طرح قعقاع تمیمی کو خلق کیا تھا کہ بادشاہوں کے جنگی ساز وسامان کو اپنے لئے مخصوص کرے[1]۔

سیف نے ابو نباتہ کو پہلا عرب سوار ظاہر کیا ہے جس نے عراق میں دستہ وست بند پہنا ہے۔ جس طرح اپنے حرملہ اور سلمائے تمیمی کو پہلے جنگ جوؤں کے طور پر تعارف کرایا ہے کہ جنہوں نے سب سے پہلے ایران کی سرزمین پر قدم رکھا ہے۔[2] اور ہم نے اس سے پہلے دیکھا ہے کہ سیف نے کتنے اس قسم کے پہلے مقام خلق کر کے انھیں اپنے خاندان تمیم کے جعلی افراد سے مخصوص کیا ہے۔

سیف نے اپنے باطنی اور قبیلگی تعصّبات کی بنا پر جنگوں میں فتحیابیوں اور غنائم جنگی حاصل کرنے کے افتخارات کو یمانی قحطانی افراد سے سلب کر کے انھیں عدنانی مضری افراد کے نام درج کیا ہے۔ جیسے اس نے اس قسم کی رفتار ''عمار یاسر[3] اور ابو موسیٰ اشعری'' یمانی قحطانی سے روا رکھی تھی[4]۔

سیف ابو نباتہ کے افسانہ کو اپنے خیالی ومخلوق راویوں سے روایت کرتا ہے۔ اس کے بعد طبری بھی اس سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کرتا ہے۔

۱۔ اس کتاب کی پہلی جلد (۱/۲۰۰۔۲۰۲) ملاحظہ ہو۔

۲۔ .... دوسری جلد (۲/۲۳۸۔۲۴۰) ملاحظہ ہو

۳۔ ''فتوح البلدان'' بلاذری میں جو فتوح عمار یاسر کے بارے میں آیا ہے اور اس قسم کے فتوحات جو سیف کی روایتوں کے مطابق تاریخ طبری میں آئے ہیں، ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

۴۔ ''حرملہ بن مربطہ اور زر بن عبد اللہ'' کے حالات اس کتاب کی ج ۲ میں ملاحظہ ہو۔

سرانجام اسی افسانہ کو ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخوں میں خلاصہ کے طور پر درج کرتے ہیں۔

جب سیف ''زہیر'' کے مبارزہ کی داستان میں سپائیوں و قحطانیوں کے بارے میں منقبت دیکھتا ہے تو آرام سے نہیں بیٹھتا اور بہر صورت اسے اس سے چھین کر بڑی مہارت کے ساتھ قبیلہ تمیم سے جعل کئے گئے اپنے پہلوان کے نام درج کرتا ہے۔

اس دوران ''ابن حجر'' جیسا علامہ اس قسم کے فخر و مباہات کے سزاوار تنہا اصحاب رسول کو جانتا ہے اور اس کے پیش نظر سیف کی مخلوق ابو نباتہ تمیمی سیف کی روایت کے مطابق جو سپہ سالار نہ تھا تاکہ صحابی کے خاص قاعدہ کے تحت اسے بھی صحابی بناتا، لہذا اسے اس عبارت ''لــــہ ادارک'' کی قید سے یعنی اس نے عصر رسول خدا کو درک کیا ہے، رسول خدا کے صحابیوں کی فہرست میں قرار دیتا ہے اور اس کیلئے الگ سے شرح حال لکھتا ہے۔ وہ اپنی کتاب کے ایک حصہ میں ''تیسرا حصہ، مخضر مین'' کے عنوان سے یعنی وہ اصحاب جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کو درک کیا ہے کو صحابی شمار کرتا ہے اس قاعدہ کے تحت وہ سیف کے جعل کردہ ''ابو نباتہ نائل'' کو صحابی شمار کرتا ہے اور اس پر شرح حال لکھتا ہے ،تاکہ اس طرح رسول خدا کی اصحاب کے تعداد کو بڑھا سکے۔

مصادر و مآخذ

ابونباتہ نائل تمیمی کے حالات:

۱۔''اصابہ''ابن حجر (۳/۵۵۰) نمبر:۸۸۴۶

حارث کا نسب، لفظ''اعرج'' کے تحت:

۱۔''جمہرۂ انساب''ابن حزم(۲۱۶)

۲۔''معجم قبائل عرب''(۱/۳۴)

شہریار کے ساتھ نائل کے لڑنے کی داستان:

۱۔''تاریخ طبری'' (۱/۲۴۲۲۔۲۴۲۴)

۲۔''تاریخ ابن اثیر'' (۲/۳۹۴)

۳۔''تاریخ ابن کثیر'' (۷/۶۰)

۴۔''تاریخ ابن خلدون'' (۲/۳۲۹)

زہیر بن سلیم اور نخارجان کی لڑائی سے متعلق روایات

۱۔''اخبار الطّوال''دینوری (۱۲۳)

۲۔''فتوح البلدان''بلاذری(۳۶۶)

۲۷واں جعلی صحابی

سعد بن عمیلہ

ابن حجر کی ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف ہوا ہے:

سعد بن عملیہ فزاری:

اس نے عصر رسول خداؐ کو درک کیا ہے۔ سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے کہ سعد وقاص نے سعد بن عمیلہ کو اپنے نمائندہ کے طور پر خلیفہ عمرؓ کے پاس بھیجا تھا تا کہ قادسیہ کی فتح کی نوید کو ان خدمت میں پہنچا دے (ز)

(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

سیف نے جو نسب اپنے اس جعلی صحابی کے لئے منتخب کیا ہے وہ ''فزاری'' ہے جو حقیقت میں ''فزارۃ بن ذبیان بن بغیص بن ....قیس عیلان عدنانی'' کی طرف نسبت ہے۔

ابن حجر نے اس کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے سیف کی کتاب ''فتوح'' کی قید لگاتے ہوئے سعد بن عملیہ کے سعد وقاص کی طرف سے نمائندہ کے طور پر عمرؓ کی خدمت میں پہنچنے کے بارے میں خبر دی ہے۔ اس مطلب کو طبری نے سیف بن عمر سے نقل کر کے، لیکن مزید تفصیل کے ساتھ اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

جب قادسیہ کی جنگ ختم ہوئی تو سعد وقاص نے اس عظیم فتح کی نوید خلیفہ عمرؓ کو لکھی

ساتھ ہی مقتولین اور مجروحین کے نام بھی اپنے علم کی حد تک اس میں لکھ دئے۔ خط کو سعد بن عملیہ فرازی کے ہاتھ دیکر خلیفہ کی خدمت میں مدینہ بھیجدیا۔

سعد کی روایت کے راویوں پر تحقیق:

سیف نے ''سعد عمیلہ'' کی داستان کو مندرجہ ذیل تین راویوں سے مستحکم کیا ہے تا کہ قارئین یہ تصور کریں سعد کی خبر تین روایتوں میں آئی ہے:

۱۔ نضر بن سری نے رفیل بن میسور سے.

۲۔ محمد، یا محمد بن عبداللہ بن سواد.

۳۔ مہلب یا مہلب بن عقبہ اسدی۔

۴۔ چند دیگر بے نام افراد۔

ہم اپنی گزشتہ بحثوں میں بارہا ان ناموں سے روبرو ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ یہ سیف کے جعل کردہ تھے اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے ہیں، اس صورت میں بے نام افراد کا حال معلوم ہی ہے کیا ہوگا!!

داستان کا نتیجہ:

سیف، اس عدنانی مضری صحابی کو خلق کر کے خوشخبری کا پیغام لے کر مضری خلیفۂ وقت عمرؓ کی خدمت میں بھیجتا ہے تا کہ مسلمانوں کی عظیم اور فیصلہ کن جنگ میں سعد وقاص مضری کی سپہ سالاری میں حاصل کی گئی فتح و کامیابی کی نوید ان کو پہنچادے اور یہ افتخارات صرف مضری قبیلہ کے افراد کے درمیان

رد بدل ہو جائیں۔

اس دروان ابن حجر جیسا علامہ آگے بڑھتا ہے تا کہ رسول خداؐ کے اس صحابی کو اس عظیم نعمت کے کسب کرنے سے محروم نہ رکھے بلکہ قادسیہ کی جنگ کی فتح وکامیابی کی بشارت دینے والے کی حیثیت بھی اس میں بڑھا دے۔لیکن جو شرائط اور قواعد انہوں نے ابن ابیشیبہ کی روایت کی بنیاد پر (کہ جس کے راوی بھی نامعلوم و مجہول ہیں اور ان کی اس کو کوئی پروانہیں ہے) وضع کئے ہیں، اس صحابی پر صادق نہیں آتے ،اور سیف نے بھی نہیں کہا ہے یہ سعد عمیلہ کسی سپہ سالاری کے عہدہ پر فائز تھا، تا کہ اس کی بنیاد پر اسے رسول خداؐ کے صحابیوں میں شامل کیا جاتا!

اس بنا پر ابن حجر اس مسئلہ کا علاج تلاش کرنے کی فکر میں لگتا ہے تا کہ اسے رسول خداؐ کا صحابی بنائے۔لہذا سیف کی اس روایت اور ''لـہ ادراک'' کی قید کا سہارا لے کر مسئلہ کو حل کرتا ہے اور سعد عمیلہ رسول اللہؐ کے ان صحابیوں میں قرار پاتا ہے جس نے آنحضرتؐ کا زمانہ درک کیا ہے۔

ابن حجر اس صحابی کی تشریح کے آخر میں حرف (ز) لکھ کر یہ کہنا چاہتا ہے کہ اس صحابی کو اس نے پہچانوایا ہے اور اس کے حالات دیگر تذکرہ نویسوں کو معلوم نہیں ہیں۔

مصادر و مآخذ

سعد بن عمیلہ فزاری کے حالات:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۲/۱۱۰) حصہ سوم نمبر ۳۶۷۳

سعد بن عمیلہ کے بارے میں سیف کی روایت:

ا۔ ''تاریخ'' طبری'' (۱/۲۳۳۹۔۲۳۴۰)، (۲۳۶۶)

''فزارہ'' کا نسب:

''جمہرہ انساب'' ابن حزم (۲۵۵۔۲۵۹)

۴۷واں جعلی صحابی

قریب بن ظفر عبدی

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

قریب بن ظفر:

وہ من جملہ ان افراد میں سے ہے جس نے رسولؐ خدا کا زمانہ درک کیا ہے اس نے ''نہاوند'' کی جنگ میں سعد وقاص کا پیغام خلیفہ عمرؓ کو پہنچایا تھا۔

جب ''قریب'' خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا تعارف کیا تو خلیفہ نے اس کے اور اس کے باپ کے نام کو فالِ نیک شمار کیا اور کہا:

ظفرٌ قریبٌ= فتح نزدیک ہے۔

اس کے بعد ''نعمان بن مقرن'' کی سپہ سالاری کا حکم جاری کیا۔

یہ داستان ۲۱ھ میں واقع ہوئی ہے...(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں ابن حجر نے اس تشریح میں نہ ''قریب'' کے نسب کا ذکر کیا ہے اور نہ اس روایت کے راویوں کا نام لیا ہے۔لیکن طبری نے اپنی تاریخ میں سیف کی دو روایتوں کے مطابق

نہاوند کے واقعہ اور ۲۱ ھ کے حوادث کے ضمن میں ان دونوں موضوعات کو واضح کیا ہے[1]۔ وہ پہلی روایت میں لکھتا ہے:

جس وقت سعد وقاص کوفہ میں گورنر کے عہدہ پر فائزہ تھا، ایران کی تازہ دم فوج ''نہاوند'' میں عربوں سے نبرد آزمائی کے لئے جمع ہو رہی تھی۔ سعد نے اس موضوع کو ایک خط کے ذریعہ خلیفہ کی خدمت میں پہنچادیا اور اس کے ضمن میں ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں کوفیوں کی شرکت کی درخواست بھی خلیفہ تک پہنچادی۔

اس خط کے روانہ کرنے کے بعد، چونکہ کوفیوں نے خلیفہ کی خدمت میں سعد وقاص کی شکایت کی تھی، اس لئے سعد مجبور ہو کر عبداللہ بن عتبان کو کوفہ میں اپنا جانشین مقرر کر کے خلیفہ کے دیدار کے لئے راہی مدینہ ہوا۔

سعد نے ایرانیوں کے ''نہاوند'' میں اجتماع کی رپورٹ پہلے ہی ''قریب بن ظفر عبدی'' کے ہاتھ خلیفہ کی خدمت میں بھیج دی تھی۔

جب ''قریب'' خلیفہ عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عمرؓ نے اس پوچھا:

تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے جواب دیا:

قریب۔

۱۔ طبری نے ۲۱ ھ کے وقائع اور روداد کو اپنی کتاب میں ثبت کرتے وقت سیف کی مذکورہ دو روایتوں کو، جو وقائع نہاوند کی حکایت کرتی ہیں، درج کیا ہے، ایسا نہیں ہے کہ سیف نے تاریخ وقوع کو ۲۱ ھ جانا ہے بلکہ سیف نے اپنی روایتوں میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ نہاوند کی جنگ ۱۸ ھ میں واقع ہوئی ہے۔

تمہارے باپ کا کیا نام ہے؟'' قریب نے جواب دیا:

ظفر، عمر نے اس کے اور اس کے باپ کے نام کو فال نیک قرار دیکر کہا:

انشاءاللہ (ظفرٌ قریبٌ) فتح وکامیابی نزدیک ہے.

طبری دوسری روایت میں خلیفہ کی طرف سے ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں ''نعمان مقرن'' کے سپہ سالار مقرر کئے جانے کے حکم کی بات کرنے کے بعد سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے:

''قریب'' نعمان مقرن کی خدمت میں پہنچا اور خلیفہ کا اس مضمون کا ایک خط اس کے ہاتھ میں دیا:

عرب فوج اور عصر جاہلیت کے نامور شخ دلیر تیرے اختیار میں ہیں۔ ان سے ان لوگوں سے کمتر استفادہ کرو جو جنگ اور اس کے فنون کے بارہ زیادہ معلومات نہیں رکھتے' اور نہ تیمیوں کے جنگ میں ان کی رائے اور عقل سے فائدہ اٹھاؤ۔

''طلیحہ بن خویلد'' اور عمرو بن معدی کرب'' سے جو چاہو پوچھ لو لیکن ہرگز انہیں کوئی کام نہ سونپنا!

سیف کہتا ہے کہ نہاوند کی فتح، کوفہ پر ''عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان'' کی حکومت کے زمانہ میں واقع ہوئی ہے۔

افسانۂ قریب کے اسناد کی پڑتال:

سیف نے اپنے ''قریب بن ظفر'' کے افسانہ کو ایسے راویوں کی زبانی نقل کیا ہے جو حقیقت

میں وجود نہیں رکھتے تھے، ہم نے ان کے جعلی ہونے کی بار ہا تاکید کی ہے۔ یہ راوی حسب ذیل ہیں:

ا۔ محمد، یا محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ۔

۲۔ مہلب، یا مہلب بن عقبہ اسلامی۔

۳۔ حمزہ، یا حمزہ بن علی بن مختفز۔

۴۔ چند دوسرے مجہول افراد، جیسے ''عمرو'' معلوم نہیں ہے سیف نے اس سے کون سا شخص خیال کیا ہے۔ کیا اسے ''ریّان'' کا بیٹا جعل کیا ہے یا فرزند ''تمام'' یہ دونوں بھی اس کے جعلی راوی ہیں اور اس کے دیگر راویوں کی طرح وجود نہیں رکھتے ہیں؟!

واقعہ نہاوند کی حقیقی داستان

واقعہ ''نہاوند'' کو دیگر مؤرخین نے' دوسری صورت میں درج کیا ہے، کہ اس میں ''قریب بن ظفر'' ''عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان'' کی جانشینی اور سیف کے دوسرے جھوٹ کا کہیں نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ یہ لوگ، من جملہ بلاذری اپنی کتاب ''فتوح البلدان'' اور دینوری اپنی کتاب ''اخبار الطّوال'' میں لکھتے ہیں:

> ''عمار یاسر'' نے جو اس زمانہ میں کوفہ کے حاکم تھے، نہاوند میں ایرانیوں کے اجتماع کی خبر خلیفہ' عمرؓ کی خدمت میں پہنچائی...(آخر داستان تک)

اسی طرح ''خلیفہ بن خیاط''، بلاذری'' اور دینوری'' نے لکھا ہے کہ ''نعمان بن مقرن'' کی سپہ سالاری کا حکم خلیفہ نے ''سائب بن اقرع'' کے ذریعہ اس تک پہنچایا ہے۔

اس بناء پر ان علماء کی باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہاوند کی فتح کوفہ پر ''عمار یاسر'' کی حکومت کے زمانہ میں، کوفیوں کی شکایت پر سعد وقاص کی معزولی کے بعد واقع ہوئی ہے، نہ کہ عتبان کے نواسہ عبداللہ کے زمانہ میں۔

خلیفہ عمرؓ کے فرمان کا حامل بھی ''سائب بن اقرع'' تھا نہ کہ ''قریب بن ظفر''

بحث و تحقیق کا نتیجہ

''تاریخ طبری'' میں درج ہوئی سیف بن عمر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیف نے اپنے اس جعلی صحابی کو ''عبدی'' نام سے یاد کیا ہے، کہ یہ ''قبائل عدنان بنی ربیعہ بن نزار سے عبدالقیس بن افصی'' سے نسبت ہے۔

سیف نے نہاوند کی جنگ واقع ہونے کی تاریخ میں تحریف کر کے اسے ۱۸ھ میں واقع ہونا لکھا ہے جبکہ ابن اسحاق اور دوسروں کی راویت کے مطابق یہ جنگ ۲۱ھ میں واقع ہوئی ہے!

سیف نے نہاوند کی جنگ کے دوران کوفہ کے حاکم بالترتیب سعد وقاص اور عتبان کے پوتہ عبداللہ بتلایا ہے اور اور انھیں عمار یاسر سبائی قحطان کی جگہ پر بٹھا دیا ہے۔

''سائب بن اقرع'' خلیفہ کی طرف سے ''نعمان بن مقرن'' کی سپہ سالاری کا فرمان لانے والا قاصد اور مامور تھا، لیکن سیف نے اپنی پسند کے مطابق اس کی جگہ پر اپنے ایک خیالی شخص ''قریب بن ظفر'' کو رکھا ہے۔ تاریخ میں اس وسیع دخل و تصرف کے بعد سیف ان سب واقعات کی ایسے راویوں سے روایت کرتا ہے جو حقیقت میں وجود نہیں رکھتے تھے!!

اور ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ ''طبری'' جیسا عالم اور نامور مورخ سیف کے ان تمام جھوٹ اور افسانوں کو اس سے نقل کر کے اس کے نام کے ذکر سے اپنی تاریخ کبیر میں درج کرتا ہے!

سرانجام طبری کے بعد دوسرے علماء جیسے، ابن اثیر، ابن کثیر اور میر خواند طبری کے نقش قدم پر چل کر طبری کے مطالب کو اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کرتے ہیں البتہ اس فرق کے ساتھ کہ ابن اثیر نے خلیفہ کے ایلچی کا نام ذکر نہیں کیا ہے، اور میر خواند وابن اثیر نے اس افسانہ کو نقل کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے اور جب ابن حجر کی باری آتی ہے تو گویا یہ عالم یہ چاہتا ہے کہ خلیفۂ مسلمین کے قاصد ہونے کا امتیاز بھی رسول خداؐ کے صحابی کے لئے محفوظ رکھے۔ اس لحاظ سے ''قریب بن ظفر'' کو اصحاب کی فہرست میں قرار دیتا ہے۔ اور احتیاط کے طور پر کہ اس سلسلے میں جھوٹ نہ کہا ہو، اس کے حالات کی تشریح میں اپنی کتاب کے تیسرے حصہ میں ''لہ ادراک'' کا عنوان ثبت کرتا ہے اور اس طرح اس کے صحابی ہونے کی دلیل پیش کرتا ہے۔

مصادر و مآخذ

قریب بن ظفر کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۳/۲۵۷) نمبر: ۷۲۸۶

۲۔ ''تاریخ ابن کثیر'' (۷/۱۰۷)

۳۔ ''تاریخ ابن اثیر'' ۳/۵۔۱۰) طبع یورپ

۴۔ ''روضۃ الصفا'' میر خواند (۲/۶۹۳)

کوفہ پر عمار یاسر کی حکومت اور نہاوند کی جنگ:

۱۔ ''فتوح البلدان'' بلاذری (۳۷۱)

۲۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط (۱/۱۲۰)

۳۔ ''اخبار الطّوال'' دینوری (۱۳۴۔۱۳۵)

عبدی کا نسب:

۱۔ ''جمہرہ انساب'' ابن حزم (۲۹۵)

۲۔ ''لباب الانساب'' (۲/۱۱۳)

جنگ نہاوند کی حقیقی تاریخ:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۲۵۹۶)

۲۔تاریخ ابن کثیر (۱۰۵/۷) کہ اس میں تاکید کی گئی ہے کہ سیف نے نہاوند کی جنگ کی تاریخ وقوع ۱۷ھ بتائی ہے، جبکہ ایسا لگتا ہے کہ ابن کثیر یہاں پر غلطی کا شکار ہوا ہے۔

۴۷واں جعلی صحابی

عامر بن عبدالاسد

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کے حالات کی یوں تشریح کی ہے:

عامر بن عبدالاسد:

اس نے رسول خداؐ کا زمانہ درک کیا ہے.

طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ''علاء حضرمی'' نے ایک خط کے ذریعہ اسے حکم دیا کہ مرتدوں کو کچلنے، ان سے جنگ کرنے اور ان کے بارے میں اطلاعات کسب کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔ انہی مطالب کو ابن فتحون نے ذکر کیا ہے۔ لیکن اس صحابی کے نسب کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا ہے

لیکن میری نظر میں اگر یہ عامر ''ام مسلمہ'' کے پہلے شوہر ''ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی'' کا بھائی ہوگا، تو وہ رسول خداؐ کے صحابیوں میں سے ہے۔ (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

عامر بن عبدالاسد کا نام سیف کی دو روایتوں کے تحت ''تاریخ طبری'' میں آیا ہے۔ پہلی روایت میں طبری کہتا ہے:

۱۱ھ میں ''بحرین'' میں ارتداد کی جنگوں کے ضمن میں ''حطم'' اور اس ساتھیوں کے ارتداد کے

بارے میں کچھ سیف کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ...

اور علاء حضرمی کی ان کے ساتھ نبرد آزمائی اور ان پر غلبہ پانے کے بعد کے حالات کے بارے میں تشریح کرتے ہوئے یوں بیان کرتا ہے:

اکثر فراری ''دارین'' کی طرف بھاگ گئے اور کشتیوں میں سوار ہو کر اپنی جان بچائی اور باقی لوگ بھی اپنے شہروں کی طرف چلے گئے۔ علاء نے بھی ایک خط کے ذریعہ'' بکر بن وائل'' جیسے ثابت قسم مسلمانوں کو اور ایک پیغام کے ذریعہ ''عتیبہ بن نہاس اور عامر بن عبد الاسود'' کو حکم دیا کہ مرتدوں پر ہر طرف سے راستہ بند کر دیں اور اپنے فرایض پر عمل کریں...

اس کے بعد طبری سیف کی روایت کو یوں جاری رکھتا ہے:

انہوں نے بھی راہیں بند کیں اور ان کی ہر قسم کی سرگرمیوں کے لئے رکاوٹ بنے۔ نتیجہ کے طور پر ان میں سے بعض لوگوں نے معافی مانگی اور اپنی گزشتہ کارکردگیوں پر پشیمانی کا اظہار کیا، ان کی معافی قبول کی گئی اور وہ امن سے رہنے لگے۔ بعض لوگوں نے ان کی تجویز کو رد کر کے توبہ کرنے سے اجتناب کیا اور ''دارین'' کی طرف بھاگ گئے۔ (داستان کے آخر تک)

ابن حجر نے ''عامر بن عبد الاسد'' کے حالات پر روشنی ڈالتے وقت سیف کی اس روایت کو مدنظر رکھا ہے۔ کہ لکھتا ہے۔

علاء حضرمی نے ایک خط کے ذریعہ اسے حکم دیا۔۔۔ (سیف کی روایت کے آخر

تک)

سیف کی دوسری روایت جس میں ''عامر'' کا نام لیا گیا ہے، تاریخ طبری میں ۱۷ھ کے وقائع کے ضمن میں ''تستر'' میں ''ھرمزان'' کی جنگ کے موضوع کے تحت وہ ہے کہ کہتا ہے:

سیف نے لکھا ہے کہ ''بصرۂ'' کے دلاوروں اور پہلوانوں کے ایک گروہ نے ایرانیوں کے ساتھ دست بدست لڑائی میں ہر ایک نے ایرانی سپاہیوں کے سو افراد کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔

اس کے بعد سیف کہتا ہے:

کوفیوں میں بھی بعض دلاور و پہلوان موجود تھے جنہوں نے نمایاں کارنامے انجام دئے ہیں، جیسے ''حبیب بن قرۃ''، ''ربعی بن عامر'' اور عامر بن عبدالاسد[1]'' کہ یہ رئیسوں اور سرداروں اور فرماں رواکے ہم پلہ تھا۔۔۔۔(تا آخر روایت)

سیف نے ''عامر'' کے بارے میں اپنی روایت میں درج ذیل ناموں کو راوی اور مآخذ کے طور پر پہنچوایا ہے:

۱۔ ''صعب بن عطیہ بن بلال'' یہ تینوں یعنی باپ بیٹا اور پوتہ سیف کی مخلوق اور جعلی ہیں۔

۲۔ محمد و ملھب یا محمد بن عبداللہ بن سواد اور مہلب بن عقبہ اسلامی، کہ یہ دونوں بھی اس کے جعلی راویوں میں سے ہیں۔

۱۔ تاریخ طبری کے بعض نسخوں میں ''عبدالاسوذ'' آیا ہے۔

سیف نے عامر کے باپ کا کیا نام رکھا ہے؟

ہم نے دیکھا ہے کہ ایک جگہ پر عامر کے باپ کا نام ''عبدالاسد'' آیا ہے اور دوسری جگہ پر عبدالاسود۔ قابل ذکر ہے کہ عامر کے باپ کا نام سیف کی دوسری روایت میں ''تاریخ طبری'' کے بعض نسخوں میں ''عبدالاسود آیا ہے اور دیگر جگہوں پر عبدالاسد ثبت ہوا ہے اور بعید نہیں ہے کہ یہ نام پہلی روایت میں بھی۔ ابن حجر وابن فتحون کے پاس موجود تاریخ طبری کے نسخوں میں ''عبدالاسد'' ہوگا کہ ابن حجر نے اسے ''عامر بن عبدالاسد'' پہچوایا ہے۔

ام سلمہ کا دیور:

اور، یہ کہ ابن حجر عامر کے حالات کے آخر پر لکھتا ہے:

اگر یہ شخص ام سلمہ کے پہلے شوہر ابوسلمۃ بن عبدالاسد مخزومی'' کا بھائی ہوگا تو وہ صحابی تھا۔

نسب شناسوں نے ''ابوسلمہ'' کے لئے ''عامر'' نام کا کوئی بھائی پیش نہیں کیا ہے۔ انہوں نے عبدالاسد کے لئے درج ذیل تین بیٹوں کا نام لیا ہے:

عبدالاسد کے بیٹوں میں سے ایک ''ابوسلمہ'' ہے کہ اس کا نام عبداللہ تھا اور وہ رسول خداؐ سے پہلے ''ام المؤمنین ام سلمہ'' کا شوہر تھا۔

دوسرا ''اسود بن عبدالاسد'' ہے، یہ مسخرہ کرنے والوں میں سے تھا اور رسول خداؐ اور آپ کے دین کا مذاق اڑاتا تھا اور جنگ بدر میں کفر کی حالت میں قتل ہوا ہے۔

اور تیسرے کا نام ''سفیان بن عبدالاسد تھا''

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ''عبدالاسد'' کے بیٹوں میں ''عامر'' نام کا کوئی بیٹا نہیں تھا کہ ابن حجر اسے صحابی بنائے۔

دوسری جانب ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ ابن حجر ''عامر'' کا تعارف کراتے ہوئے ''لہ ادراک'' کی عبارت سے استفادہ کرتے ہیں، اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ اس شخص نے رسول خداؐ کا زمانہ درک کیا ہے۔ اور اس طرح اسے تیسرے درجہ کے صحابیوں میں قرار دیکر اس کے حالات پر اپنی کتاب کے اس حصہ میں روشنی ڈالی ہے۔

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ دوسری روایت کے مطابق سیف نے اپنی مخلوق ''عامر'' کو ''عراق کی جنگوں اور تستر میں ''ھرمزان'' کی جنگ میں سعد وقاص کے ہمراہ شرکت کرتے دکھایا ہے۔ حق یہ تھا کہ ہم بھی اسے (عراق کی جنگجوں میں سپہ سالار کے عنوان سے) سیف کے جعلی صحابیوں کی فہرست میں قرار دیتے۔

لیکن ایسا نہ کرنے میں ہمارا مقصد یہ تھا کہ مکتب خلفاء کے علماء کے ''لـــــہ ادراکٌ'' کی عبارت سے ان کے مقصد کو مکمل طور پر مشخص کردیں۔

مصادر و مآخذ

عامر بن عبد الاسد کے حالات:

ا۔''اصابہ'' ابن حجر (۸۶/۳) حصہ سوم نمبر: ۶۲۸۷

عامر کے بارے میں سیف کی روایتیں:

ا۔''تاریخ طبری'' (۱۹۷۱/۱) ، (۲۵۵۴/۱)

عبد الاسد مخزوری کا نسب:

انساب'' ابن حزم (۱۴۴)

پانچواں حصہ:

ارتداد کی جنگوں کے افسر اور سپہ سالار

☐ ۷۵۔ عبدالرحمان بن ابی العاص ثقفی

☐ ۷۶۔ عبیدة بن سعد

☐ ۷۷۔ خصفہ تیمی

☐ ۷۸۔ یزید بن قینان، نبی مالک بن سعد تمیمی سے

☐ ۷۹۔ صیحان بن صوحان

☐ ۸۰۔ عباد ناجی

☐ ۸۱۔ شخریت

۷۵ واں جعلی صحابی

عبدالرحمان ابی العاص

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

عبدالرحمان بن ابی العاص ثقفی:

عبدالرحمان بن ابی العاص ثقفی ،عثمان بن ابی العاص ثقفی کا بھائی ہے عثمان بن ابی العاص پیغمبر خداؐ کی طرف سے ''طائف'' کا حاکم رہا ہے۔

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' اور ارتداد کی جنگوں میں اس کا نام لیا ہے، اور سیف نے ''طلحہ بن اعلم'' سے، اس نے ''عکرمہ'' سے روایت کر کے لکھا ہے کہ خلیفہ ابو بکرؓ نے ایک خط کے ذریعہ مکہ کے حاکم ''عتّاب بن اسید'' کو حکم دیا کہ وہاں کے باشندوں کے ایک گروہ کو مرتدوں سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ کرے۔

ابو بکرؓ نے اس سے پہلے ''طائف'' کے حاکم عثمان بن ابی العاص کو ایسا ہی ایک فرمان جاری کیا تھا۔

خلیفہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ''عتاب'' نے اپنے بھائی خالد کی سر پرستی میں مکہ کے پانچ سو جنگجو آمادہ کیئے۔ اور عثمان نے بھی طائف کے باشندوں کے ایک گروہ کا انتخاب کر کے اپنے بھائی عبدالرحمان کی سر پرستی میں آمادہ کیا۔

طبری نے بھی اپنے منبع سے سیف بن عمر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ جب ''مہاجر بن ابی امیہ'' ''یمن'' کے باشندوں پر مشتمل اپنے سپاہیوں کے ہمراہ خلیفہ ابو بکرؓ کی طرف سے مرتدوں سے جنگ کرنے کے لئے مکہ سے گزر رہا تھا تو ''خالد بن اسید ابن ابی العاص'' اپنے افراد سمیت اس سے ملحق ہوا اور طائف سے عبور کرتے وقت'' عبدالرحمان بن ابی العاص'' بھی اپنے سپاہیوں کے ساتھ اس کے ساتھ ملحق ہو گیا۔

ابن فتحون نے بھی اس صحابی کو ابن عبدالبر کی کتاب'' استعیاب'' سے دریافت کیا ہے۔

اور ہم نے بارہا کہا ہے کہ قدما کی یہ رسم تھی کہ وہ جنگوں میں صحابی کے علاوہ ''قریش یا ثقیف'' کے ان لوگوں کے علاوہ جنھوں نے رسول خداؐ کے ساتھ حجتہ الوداع میں شرکت کی تھی اور اس کے بعد مکہ یا طائف میں ساکن ہوئے تھے، کسی کو سپہ سالار کے عہدہ پر منتخب نہیں کرتے تھے۔ (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

علامہ ابن حجر نے اس تشریح میں سیف کی دو روایتوں پر اعتماد کیا ہے۔ ایک کو بلا واسطہ سیف سے نقل کیا ہے اور دوسری کو تاریخ طبری سے نقل کیا ہے۔ جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی بنا پر طبری نے بھی اس روایت کو سیف سے نقل کر کے ۱۱ھ کے حوارث کے ضمن میں ''طاہر ابو ہالہ'' کی روایت میں لکھا

ہے اور ابن خلدون نے بھی اس کو خلاصہ کے طور پر طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

افسانہ عبدالرحمان اور سیف کے راوی:

عبدالرحمان ابی العاص کے بارے میں سیف کے راوی جو'' تاریخ طبری'' میں درج ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں:

مستنیر بن یزید نے عروہ بن عزیہ سے نقل کیا ہے۔

یہ دونوں سیف کے جعلی راوی ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔

افسانہ کی پڑتال:

سیف نے اس روایت میں عثمان ابی العاص ثقفی کے لئے ایک بھائی خلق کر کے اس کا نام ''عبدالرحمان ابی العاص'' رکھا ہے، جس طرح' کعب بن مالک انصاری'' کے لئے سہل[2] بن مالک نامی ایک بھائی'' حذیفہ فزاری'' کے لئے'' ام قرفہ''[3] نامی ایک بیٹی اور ام المومنین خدیجہؓ کے لئے ''طاہر ابو ہالہ''[1] نامی بیٹا خلق کیا ہے۔ اور اپنے جعلی صحابیوں کے لئے اس طرح کی تخلیقات سیف بن عمر کی خصوصیات میں سے ہے۔

اس کے علاوہ ابن حزم نے اپنی کتاب ''جمہرہ'' میں ابوالعاص ثقفی کے چھ بیٹے بتائے اور ان سب کا نام لیا ہے۔ لیکن نام کا میں عبدالرحمان نام کا کوئی بیٹا نظر نہیں آتا۔

۱۔'' طاہر ابو ہالہ''۔ اسی کتاب (۲/۲۵۳۔۲۶۵) میں ملاحظہ ہو

۲)۔ سہل بن مالک انصاری کے حالات اس کتاب کی تیسری جلد (۲۷۷۔۲۸۷)

۳۔ ۱۵۰ جعلی اصحاب (۲/۲۹۴۔۳۰۷)

اس کے باوجود سیف بن عمر نے عبدالرحمان کو خلق کیا ہے اور اسے ایک ایسے خاندان میں قرار دیا ہے کہ اس کی اپنی روایت کے مطابق اس کے بھائی عثمان ابوالعاص نے اسے سپہ سالار کے عہدہ پر منتخب کیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اسی عبدالرحمان کو رسول خداؐ کے صحابیوں کے پہلے گروہ میں قرار دیا ہے اور اس کے صحابی ہونے کی دلیل کے طور پر ''ہم نے بارہا کہا ہے کہ قدما کی رسم یہ تھی....'' کی تکرار کر کے ثابت کرتا ہے۔ ہم نے بھی بارہا کہا ہے کہ اس کا یہ دعویٰ بے بنیاد اور باطل ہے اور ہم اسے ثابت بھی کر چکے ہیں۔

اور یہ جو ابن حجر کہتا ہے:

''اور یا وہ جو قریش یا ثقیف ـــ مکہ اور طائف میں رہ گئے ـــ'' (تا آخر) انشاء اللہ ہم آیندہ اس پر بحث کریں گے۔

مصادر و مآخذ

عبدالرحمان ابوالعاص کے حالات:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۲/۳۹۷) پہلا حصہ۔ نمبر: ۵۱۴۷

۲۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۱۹۹۸)

عثمان ابوالعاص کا نسب:

ا۔ ''جمہرۂ انساب'' ابن حزم (۲۴۵)

طاہر ابو ہالہ کے حالات:

ا۔ ''ایک سو پچاس جعلی صحابی'' (۲/۲۵۳۔۲۶۶)

سہل بن مالک کے حالات:

ا۔ ایک سو پچاس جعلی صحابی (۳/۲۷۷۔۲۸۷)

ام قرفہ کے حالات:

ایک سو پچاس جعلی صحابی (۳/۲۹۴۔۳۰۷)

۷۶ واں جعلی صحابی

عبیدہ بن سعد

اس صحابی کے بارے میں ابن حجر کی ''اصابہ'' میں یوں آیا ہے:

عبیدہ بن سعد:

طبری نے کہا ہے کہ ابوبکرؓ صدیق نے حکم دیا تھا کہ ''عبید بن سعد'' مرتدوں کی جنگ میں مہاجر بن ابی امیہ کی مدد کرے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے اسے ''کندہ'' اور ''سکاسک'' کا حاکم منصوب کیا۔ (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

عبیدہ بن سعد کی خبر کو طبری نے سیف کی دو روایتوں سے نقل کر کے ۱۱ھ کے حوادث کے ضمن میں اپنی تاریخ میں درج کیا۔ پہلی روایت میں لکھتا ہے:

ابوبکرؓ نے ایک خط کے ذریعہ مہاجر بن ابی امیہ۔ جو صنعا میں تھا۔ کو حکم دیا کہ ''حضرموت'' کی طرف روانہ ہو جائے اور یہ بھی حکم دیا کہ ''عبیدہ بن سعد'' بھی اس کی اس مہم میں مدد کرے۔ طبری نے دوسری روایت میں لکھا ہے:

ان دنوں ''حضرموت'' پر دو شخص حاکم تھے، ان میں سے ایک ''عبیدہ بن سعد'' تھا جو ''سکاسک'' اور ''سکون'' پر حکمرانی کرتا تھا............ (تا آخر روایت)

سکاسک اور سکون کا نسب اور ان کی رہائش گاہ:

''سکاسک'' اور ''سکون'' دو قبیلہ ہیں۔ ان کا نسب، نبی کہلان بن سبأ سے اشرس بن کندہ کے بیٹوں ''سکاسک'' اور ''سکون'' تک پہنچتا ہے۔ قبیلہ سکاسک ''یمن'' کے آخری کنارے پر سکونت اختیار کی۔ ان کی سکونت کا علاقہ بھی اسی نام سے مشہور تھا۔

قبیلہ ''سکون'' دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا۔ ان میں سے ایک حصہ ''حضر موت'' میں اور دوسرا حصہ ''دومتہ الجند ل'' شام کی راہ پر سکونت کرتا تھا۔

افسانۂ عبیدہ کے راوی کی پڑتال:

سیف نے اپنی روایتوں میں سے ایک کے راوی کے طور پر سہل بن یوسف'' کا نام لیا ہے اور اسے ''سہل انصاری'' کا پوتہ بتایا ہے، اور یہ اس کے جعلی راویوں میں سے ایک ہے۔

تاریخی حقائق:

خلیفہ بن خیاط نے خلیفہ ابوبکرؓ کے تمام گماشتوں اور کارگزاروں کو اپنی کتاب ''تاریخ کے ایک خاص حصہ میں ''ابوبکر کے کارگزار'' کے عنوان سے حسب ذیل درج کیا ہے:

ابوبکرؓ کی وفات تک بحرین پر ''علاء حضرمی'' حکومت کرتا تھا۔ ابوبکرؓ نے ''عکرمۂ ابوجہل'' کو ماموریت دی کہ ''عمان'' کے مرتد لوگوں کو سرکوب کرے۔ ان پر فتح پانے کے بعد وہ خلیفہ کی طرف سے ''یمن'' کا حکم مقرر ہوا.

''عمان'' کی حکومت ''حذیفہ قلعانی'' کو سونپی کہ وہ ابوبکر کی زندگی کے آخری دنوں تک اس عہدہ پر باقی تھا۔

''مہاجر بن ابی امیہ مخزوی'' اور ''زیاد بن لبید انصاری'' کو ''یمن'' کی مأموریت دی۔ اس ترتیب سے کہ زیاد اور نجیل کے باشندوں کے درمیان مشکلات پیدا ہونے کے بعد ''صنعا'' کی حکومت مہاجر کو سونپی، اور زیاد کو ساحل اور بنادر کا حاکم مقرر کیا.

رسول خداؐ کی رحلت کے بعد ''عتاب بن اسید'' کو مکہ پر اور عثمان بن ابی العاص کو طائف پر حاکم منصوب کیا۔ عتاب اور ابوبکرؓ نے ایک ہی دن رحلت کی ہے۔

اس کے بعد ابن خیاط لکھتا ہے:

ہم نے اس سے پہلے شام کے بارے میں، عراق میں خالد کی داستان، حکام کے نام، جنگوں میں ابوبکرؓ کی طرف سے منصوب سپہ سالاروں اور فوجی معاہدوں کے بارے میں ذکر کیا ہے۔

ابوبکرؓ نے ۱۲ھ میں فریضہ حج ادا کیا ہوا اور اپنی جگہ پر ''قتادہ بن نعمان ظفری'' انصاری کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ اس کے علاوہ کہا جاتا ہے کہ ان کا جانشین ''ابن امّ مکتوم'' تھا۔

خلیفہ بن خیاط نے ایک فصل میں اس سے پہلے لکھا ہے:

جب ابوبکرؓ نے مرتدوں سے جنگ کرنے کے لئے ''ذی القصہ'' کی طرف عزیمت کی تو اپنی جگہ پر مدینہ میں ''سنان ضمری'' کو جانشین مقرر کیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے ''اُسامہ بن زید'' کو مدینہ کی گزرگاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی تھی۔

بحث کا نتیجہ:

ہم نے دیکھا کہ خلیفہ بن خیاط نے خلیفہ اول ابوبکرؓ کی خلافت کے دوران خلیفہ کے تمام کارگزاروں اور گماشتوں کا فرداً فرداً نام لیا ہے اوران کی ماموریت کی جگہ اور، تاریخ مأموریت کے بارے میں مفصل لکھا ہے لیکن ان میں ''عبیدہ بن سعد'' نام کا کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا ہے!

لیکن، سیف نے اس خیالی چہرہ کو اپنی گڑھی ہوئی دوروایتوں سے ذکر کیا ہے اور اسے اپنی کتاب ''فتوح'' میں درج کیا ہے اور طبری نے اسے ایک قطعی مصدر جان کر اپنی معتبر تاریخ میں درج کیا ہے۔

ابن حجر نے بھی سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے ''عبیدہ'' کو اپنی کتاب ''اصابہ'' کے حصہ اول میں رسول اللہ کے ان اصحاب کی فہرست میں قرار دیا ہے جو سپہ سالار ہونے کی وجہ سے صحابی شمار کئے گئے ہیں۔اوراس کے حالات بھی لکھے ہیں۔

مصادر و مآخذ

عبیدہ بن سعد حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۴۴۲/۲) حصہ اول نمبر: ۵۳۸۱

عبیدہ کے بارے میں سیف کی روایتیں:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۲۰۰۱/۱) و (۲۰۱۳/۱)

ابوبکر کے گماشتوں اور کارگزاروں کے نام:

۱۔ ''تاریخ خلیفہ بن خیاط'' (۱۹۱/۱)

سکاسک اور سکون کا نسب:

۱۔ ''جمہرہ انساب'' ابن حزم (۳۲۹۔۳۳۲)

۲۔ ''اشتقاق'' ابن درید لفظ ''سکاسک'' اور سکون''

۳۔ ''تاج العروس'' لفظ ''سکاسک''

۴۔ ''معجم البلدان'' حموی لفظ ''سکاسک'' و ''دومۃ الجندل''

۷۷واں جعلی صحابی

خصفہ تیمی

یہ صحابی ابن حجر کی ''اصابہ'' میں یوں پہنچوایا گیا ہے:

خصفہ تیمی:

طبری نے روایت کی ہے کہ خصفہ تیمی کو علاء حضرمی نے ارتداد کی جنگوں میں اپنی فوج کے ایک حصہ کا کمانڈر مقرر کیا ہے۔

ہم نے بھی بارہا کہا ہے کہ قدما کی رسم یہ تھی کہ جنگوں میں صحابیوں کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالاری کے عہدہ پر فائز نہیں کرتے تھے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ابن حجر نے اسی استدلال کی بناء پر ''خصفہ'' کو بعنوان صحابی قبول کیا ہے، بجائے اس کے کہ اصل خبر پر کوئی تحقیق کرے۔

لیکن اس خبر کی اصلیت کے بارے میں ہم نے گزشتہ صفحات میں ''عامر بن عبد الاسد'' کے حالات کے ضمن میں سیف کی روایت میں پڑھا ہے کہ علاء حضرمی نے عامر اور دوسرے لوگوں کو ایک پیغام کے ذریعہ حکم دیا تھا کی مرتدوں کی نقل وحرکت میں رکاوٹ بنیں۔

طبری سیف سے نقل کر کے اس داستان کے ضمن میں لکھتا ہے:

علاء نے ''خصفۂ تیمی'' اور ''مثنی بن حارث شیبانی'' کے نام ایک جیسے پیغام بھیجے۔ وہ بھی مرتدو ں کے راستے میں گھات لگا کر بیٹھے اور ان کی ہر قسم کی فعالیت کو معطل کر کے رکھدیا۔

داستان کا سرچشمہ:

ہم نے اس سے پہلے کہا ہے کہ سیف بن عمر نے اس داستان کو اول سے آخر تک خود جعل کیا ہے۔ اور اسے ''سہل بن یوسف بن سہل'' جیسے راویوں کی زبانی جاری کیا ہے کہ دونوں باپ بیٹے سیف کے جعلی اصحاب میں سے ہیں۔ ہم نے بارہا ان کے جعلی وخیالی ہونے کا تذکر دیا ہے۔

لیکن درج ذیل علماء نے ''خصفہ'' کے افسانہ کونقل کرنے کا براہ راست اقدام کیا ہے:

۱۔ طبری نے اسے بلا واسطہ سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۲۔ ابن اثیر نے اسے طبری سے نقل کیا ہے.

۳۔ ابن حجر نے سیف کی روایت پر اعتماد کر کے اس کے اسی ایک مختصر جملہ میں، جس میں خصفہ کا نام آیا ہے، سے استفادہ کرتے ہوئے اسے رسول خداؐ کے پہلے درجے کے صحابیوں میں قرار دیا ہے۔ اور اس کے حالات پر حرف ''خ'' کے تحت شرح لکھی ہے اور آخر میں اپنے مشہور قاعدہ کی بھی قید لگادی ہے۔

ایک اور جعلی صحابی:

ابن حجر نے ''خصفۂ تیمی'' کے حالات پر روشنی ڈالنے سے پہلے ایک مجہول راوی سے ایک

دوسری روایت پر استناد کر کے خصفہ یا ابن خصفہ یا خصیفہ نام کے ایک دوسرے شخص کو رسول خداؐ کے صحابی کے عنوان سے درج کیا ہے۔

ابن اثیر نے بھی ایسا ہی کرتے ہوئے اسی مجہول راوی پر اعتماد کر کے ان ناموں کو رسول اللہؐ کے صحابیوں کے زمرہ میں قرار دیا ہے!

ان دو علماء نے ایک بار ایک مجہول راوی کے کہنے پر اعتماد کر کے ''خصفہ'' یا ''ابن خصفہ'' یا خصیفہ نام کے صحابیوں کو پہنچوایا ہے اور دوسری بار جھوٹے ور زندیقی سیف کی روایت سے استناد کر کے خصفہ تیمی کو صحابی جان کر اس کے حالات لکھے ہیں!

جی ہاں! یہی وجہ ہے کہ مکتب خلفاء کے پیروؤں کے درمیان جعلی اصحاب کی تعداد فرواں پائی جاتی ہے۔

مصادر و مآخذ

خصفہ تمیمی کے حالات:

ا۔"اصابہ" ابن حجر (۱/ ۴۲۸) حصہ اول نمبر: ۲۶۶۹

خصفہ تمیمی کے بارے میں سیف کی روایت:

ا: تاریخ طبری (۱/ ۱۹۷)

خصفہ یا ابن خصفہ کے حالات:

ا۔"اسد الغابہ" ابن اثیر (۲/ ۱۹۷)

۲۔"تجرید" ذہبی (۱/ ۱۷۱)

۳۔"اصابہ ابن حجر (۱/ ۴۲۷۔۴۲۸) نمبر: ۲۲۶۸

۸۷واں جعلی صحابی

یزید بن قینان

اس صحابی کے حالات ہم ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں یوں پڑھتے ہیں:

یزید بن قینان: بنی مالک بن سعد سے۔

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' اور طبری نے اپنی تاریخ میں اس کا نام لیا ہے اور لکھا ہے کہ ''عکرمہ بن ابی جہل'' نے اسے چند ساتھیوں کے ہمراہ ارتداد کی جنگوں میں شریک کیا ہے اور قبائل ''کندہ'' کے مرتدوں کی سرکوبی کے لئے مأموریت دی ہے

اس صحابی کو ابن فتحون نے ابن عبدالبر کی کتاب ''استعیاب'' سے دریافت کیا ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

نسب:

سیف کے اس جعلی صحابی کے باپ کا نام ''تاریخ طبری'' میں ایک جگہ پر ''قنان'' اور ایک دوسرے نسخہ میں ''فتیان'' درج ہوا ہے۔

لیکن سعد کا نام جو اس کے سلسلۂ نسب میں نظر آتا ہے اور بنی مالک اس سے پیدا ہوئے

ہیں وہ ''ابن زید مناۃ بن تمیم'' تھا۔

یزید قینان کی داستان تاریخ طبری میں:

طبری ۱۱ھ کے حوادث کے ضمن میں ''اخبار ارتداد حضر موت'' اور ''جنگ نجیر'' والے حصہ میں سیف بن عمر سے نقل کر کے لکھتا ہے:

عکرمہ نے اپنے جنگجو سواروں کو ''قبائل کندہ'' میں منتشر کیا اور انھیں حکم دیا کہ انھیں کچل کے رکھدیں۔ اس مہم میں ماموریت پانے والے سرداروں میں بنی مالک بن سعد سے ''یزید بن قنان'' بھی تھا.

عکرمہ کے سواروں کے اس حملہ کے نتیجہ میں ''بقری'' اور بنی ھند'' سے ''برہوت'' تک کے تمام باشندے قتل عام ہوئے۔ (طبری کی بات کا خاتمہ)

سیف کی روایت میں ''نجیر'' کی جنگ کی بات کہی گئی ہے اور یہ حضر موت کے نزدیک ایک قلعہ تھا، جہاں پر اشعث بن قیس کی سرپرستی میں کندی افراد ابوبکرؓ کے سپاہیوں کے محاصرہ میں آ گئے تھے۔

جب محاصرہ روز بروز سخت ہوتا گیا تو اشعث نے بڑی بے غیرتی سے اپنے رشتہ داروں میں سے ستر افراد کے لئے امان حاصل کی، اس کے بعد اپنے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں کسی قسم کی پروا کئے بغیر حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے خلیفہ کے سپاہیوں کے لئے کھول دیں!

ابوبکرؓ کے سپاہیوں نے قلعہ کے اندر یورش کی اور اشعث اور امان یافتہ اشخاص کے علاوہ اس

کے باقی تمام باوفا ساتھیوں۔جن کی تعداد سات سو امراء اور کند کے عوامی سپاہیوں پر مشتمل تھی۔قتل عام کیے گئے!ان کی لاشوں کو بے گور و کفن زمین پر پڑا رکھا گیا،ان کی عورتوں کو اسیر بنایا گیا اور ان کے مال و منال کو لوٹ لیا گیا!!

سیف کی اس روایت میں جن مقامات کا نام آیا ہے،وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔برہوت،یہ یمن میں ایک بیابان کا نام ہے۔

۲۔بقران،یمن کے اطراف میں ایک علاقہ کو کہا جاتا ہے لیکن ہم نے ''بقری'' نام کی کوئی جگہ جغرافیہ کی کتابوں میں کہیں نہیں پائی۔خدا بہتر جانتا ہے کہ ''بقری'' کو خلق کرنے میں سیف کا مقصد کیا تھا؟!

یزید قینان کی روایت کی پڑتال:

سیف تنہا شخص ہے جس نے یزید قینان کی داستان کو ''سہل'' اور اس کے باپ ''یوسف'' کی زبانی نقل کیا ہے۔اس جھوٹے نے روایت کو اپنے جعلی راویوں کی زبان پر جاری کیا ہے۔

بحث کا نتیجہ:

سیف تنہا شخص ہے جس نے عکرمہ بن ابی جہل کی طرف سے ''یزید بن قینان'' کو سیف کے بقول مرتد لوگوں کی سرکوبی اور انھیں قتل کرنے کے حکم کی روایت کی ہے.

سیف تنہا شخص ہے جس نے اس لشکر کشی میں ''بقری بنی ھند تا برہوت'' کے باشندوں کے قتل عام کی بات کہی ہے۔واضح ہے کہ اس قسم کے جھوٹ کو کہنے میں اس کا مقصد خاندان تمیم کی

شجاعتوں اور دلاوریوں کو چار چاند لگا کر ان کی شہرت کرنا ہے۔

دوسری جانب سیف ارتداد کی جنگوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے اور ان جنگوں کے بارے میں سنسنی خیز اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی خبروں کو گڑھ کے پیش کرنے میں یہ مقصد رکھتا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے یہ ثابت کرے کہ اسلام نے عرب قبائل کے دلوں میں کوئی خاص نفوذ نہیں کیا تھا ۔اس لئے جوں ہی پیغمبر اسلامؐ نے رحلت فرمائی، وہ آسانی کے ساتھ آپؐ کی دین سے منہ موڑ کر پھر سے جاہلیت اور بت پرستی کی طرف پلٹ گئے ۔اور یہ خلیفہ ابوبکرؓ تھے جنہوں نے تلوار کے ذریعہ اسلام کو دوبارہ استحکام بخشا ہے!

تاریخ اسلام پر سیف کے روا رکھے گئے ان خوفناک جرائم کے بعد طبری جیسے بزرگ عالم کی باری میں آتی ہے اور وہ اس عیار جس پر جھوٹ بولنے اور زندیقی ہونے کا الزام بھی ہے، کے افسانوں کو اپنی گراں قدر اور معتبر کتاب میں درج کرتا ہے۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد ایک اور عالم ابن فتحون آ کر سیف کی روایتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ''یزید بن قینان'' کو ابن عبد البر کی کتاب ''استعیاب'' سے دریافت کرتا ہے!

اور سرانجام ابن حجر سیف کے خیالات کی مخلوق ''یزید بن قینان'' کو رسول خداؐ کے اصحاب کی فہرست میں قرار دیتا ہے اور اس کے حالات لکھ کر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں درج کرتا ہے۔

مصادر و مآخذ

یزید بن قینان کے حالات:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۳/ ۶۳۵) تیسرا حصہ نمبر: ۹۴۱۲

یزید بن قینان کی داستان کے بارے میں سیف کی روایت:

ا۔ ''تاریخ طبری'' (ا/ ۲۰۰۱۔ ۲۰۰۷)

اشعث بن قیس کی داستان اور ''کندہ'' کا ارتداد:

ا۔ ''فتوح'' ابن اعثم (ا/ ۵۶۔ ۸۷)

۲۔ ''فتوح البلدان'' بلاذری (۱۲۰۔ ۱۲۴)

۳۔ ''عبداللہ بن سباء'' (۲/ ۲۸۷۔ ۳۰۴)

۴۔ ''معجم البلدان'' حموی لفظ ''نجیر'' (۴/ ۷۶۲۔ ۷۶۴) اور لفظ ''حضر موت'' (۲/ ۲۸۴۔ ۲۸۷)

سیف کے اجعل کردہ مقامات کی تشریح:

ا۔ ''معجم البلدان'' حموی لفظ ''بقرہ'' (ا/ ۶۹۹)

لفظ ''برہوت'' (ا/ ۵۹۸)

۷۹ واں جعلی صحابی

صیحان بن صوحان

اس صحابی کے تعارف میں ابن حجر یوں لکھتا ہے:

صیحان بن صوحان عبدی:

سیف بن عمر نے اس کا نام لیا ہے اور اس کے ارتداد کی جنگوں میں شرکت کی خبر دی ہے۔ ماجرا کی تفصیل حسب ذیل ہے:

اسی وقت جبکہ عمان میں ''لقیط بن مالک ازدی'' پیغمبری کا دعویٰ کر رہا تھا، ابوبکرؓ کے حکم سے ''عکرمہ بن ابوجہل'' عرفجہ، جبیر اور عبید'' اس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوئے، لیکن مشرکین کی فوج کی کثرت کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہوئے کہ قریب تھا ''لقیط'' خلیفہ کے سپاہیوں پر غلبہ پا جائے اور انہیں نابود کر کے رکھدے۔ اسی اثناء میں ''حارث بن راشد'' اور ''صیحان بن صوحان عبدی'' کی سرکردگی میں قبائل بنی ناجیہ ابوعبدالقیس کے سپاہی ان کی مدد کے لئے آپہنچے۔ ان کے آنے سے مسلمان فوج بڑھ گئی اور لقیط کے ساتھی شکست کھا گئے۔ بالآخر لقیط اپنے دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ اس جنگ میں مارا گیا (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس صحابی کا نسب:

سیف نے اپنے اس جعلی صحابی کو ''عبدی'' کہا ہے۔اور یہ قبائل عدنان سے ''عبدالقیس بن افصیٰ'' کی طرف نسبت ہے لیکن طبری نے اپنی تاریخ میں سیف بن عمر سے نقل کر کے اس نسب کو ''سیحان بن صوحان'' (حرف سین) کے لئے درج کیا ہے!

ابن ماکولا کی کتاب ''اکمال'' میں بھی سیف بن عمر سے نقل کر کے لقیط سے جنگ میں بجائے ''حارث بن راشد'' اور ''صیحان بن صوحان'' بالترتیب'' خریت بن راشد'' اور'' سیحان بن صوحان'' درج کیا گیا ہے.ابن ماکولا لکھتا ہے:

اور ''خریت بن راشد'' اور ''سیحان بن صوحان'' لقیط بن مالک ازدی کے خلاف جنگ میں بنی ناجیہ اور عبدالقیس کے سپاہیوں کے سپہ سالار تھے۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں حرف ''سین'' کے تحت ''سیحان بن صوحان'' کے حالات پر الگ سے روشنی ڈالی ہے۔گمان کیا جاتا ہے کہ ابن حجر کے پاس کتاب سیف یا تاریخ طبری کے موجود نسخوں نے اسے غلطی سے دوچار کیا ہے تاکہ اپنی کتاب ''اصابہ'' میں ایک دوسرے صحابی کو ''سیحان بن صوحان'' کے نام سے درج کرے۔

جبکہ نسب شناسوں ، جیسے ابن درید نے اپنی کتاب ''اشتقاق'' میں ، ابن خیاط نے طبقات'' میں اثیر نے کتاب ''اللباب'' میں صوحان کے تین بیٹے بنام ''زید'' صعصعہ اور سیحان صراحت سے درج کئے ہیں۔ چوتھا بیٹا بنام صیحان بن صوحان خلق کیا گیا ہے اور ابن حجر نے اسے بھی صوحان سے منسوب کر دیا ہے۔ احتمال یہ ہے کہ مغالطہ'' تاریخ طبری کے اس نسخہ کی کتابت کی غلطی کی

وجہ سے انجام پایا ہے جو ابن حجر کے پاس موجود تھا نتیجہ میں اس عالم نے رسول خداؐ کے جعلی صحابیوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا ہے۔

۸۰واں جعلی صحابی

عباد ناجی

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

عباد ناجی:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب میں اس کا نام ذکر کیا ہے.

عباد ان افراد میں سے ہے جس نے رسولؐ خدا کا زمانہ درک کیا ہے. اور ابو بکرؓ کے زمانہ کی بعض فتوحات میں شرکت کی ہے۔ز

نسب:

ایسا لگتا ہے کہ سیف نے لفظ ''ناجی'' سے قبائل عدنان کے ''بنی سامۃ بن لوی'' کے منسوبین مراد لئے ہیں یہ وہ خاندان ہے جسے سیف نے اپنے افسانہ میں ''خرّیت بن راشد'' کے ہمراہ ''دبا'' کی جنگ میں شریک کیا ہے!

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہالینڈ کا مشہور دانشمند و مستشرق ''ایم۔ جے۔ ڈی گویجی''[1]

[1]) M.J.Degoeje مشہور ہالینڈی مستشرق ۔ اس کے جملہ آثار میں سے ''تاریخ طبری'' اور اس کی فہرست ہے کہ ''مکتبۃ الجغرافیین فی العرب'' کی طرف سے ۱۸۹۰ء لیڈن میں طبع ہوئی ہے اور ہم نے اپنے مباحث کے دوران اس کی طرف رجوع کیا ہے۔

سیف کے ''عباد ناجی'' کا تعارف کرانے میں مغالطہ سے دوچار ہوا ہے، جہاں وہ ''تاریخ طبری'' کی اپنی فہرست میں لکھتا ہے:

گویا یہ شخص ''عباد بن منصور'' ہے، کیونکہ عباد بن منصور ناجی ایک محدث تھا، جو ۱۲۹ھ سے ۱۴۵ھ تک بصرہ کے قاضی کے عہدہ پر فائز تھا اور ۱۵۲ھ میں فوت ہوا ہے۔

''ڈی گویجی'' کی یہ بات سیف کی روایت سے مغایرت رکھتی ہے، کیونکہ اس ''عباد ناجی'' کو سیف نے ۱۱ھ میں ''خریت بن راشد'' کے ہمراہ ''دبا'' کی جنگ اور قتل عام میں شرکت کرتے دکھایا ہے، اور اسی سبب سے ابن حجر نے اسے رسول خداؐ کے صحابیوں کی فہرست میں قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ۱۱ھ سے ۱۵۲ھ تک ایک لمبا زمانی فاصلہ ہے

ابن حجر نے ''عباد ناجی'' کو اس اعتقاد پر کہ اس نے بقول سیف جنگ ''دبا'' میں شرکت کی ہے، ''له ادراک'' کی عبارت سے استفادہ کر کے اس کا بعنوان صحابی تعارف کرایا ہے، اگر چہ سیف نے اس جنگ میں اس کو کوئی عہدہ نہیں سونپا ہے بلکہ صرف اُن اشعار پر اکتفا کی ہے، جو اس نے اس کی زبان پر جاری کئے ہیں[1]

---

[1] یہ اشعار ان تین صحابیوں کے بارے میں ایک جامع بحث میں بیان کئے جائیں گے۔

۸۱واں جعلی صحابی

شحریب

اس صحابی کے بارہ میں ابن حجر نے یوں لکھا ہے:

شحریب، بنی نجرات سے ایک شخص:

وہ من جملہ ان افراد میں سے ہے جس نے رسول خداؐ کا زمانہ درک کیا ہے۔

سیف بن عمر نے سہل بن یوسف سے اس نے ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے "شحریب" نے "عکرمہ بن ابی جہل" کے ہمراہ یمن کے مرتدوں کے خلاف جنگ میں شرکت کی ہے۔ عکرمہ نے اس فتح کی نوید اور غنائم کا پانچواں حصہ شجریب کے ہمراہ ابوبکرؓ کی خدمت میں مدینہ بھیجا ہے۔ (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس صحابی کا نسب:

ابن حجر کی "اصابہ" میں شحریب کو "بنی بخرات" کے ایک شخص کے طور پر درج کیا گیا ہے، جبکہ طبری نے سیف کی روایت کے مطابق اپنی تاریخ میں "شحریت" "بنی شحرات" سے ایک شخص کے طور پر ذکر کیا ہے! ہمارے خیال میں یہ مغالطہ "تاریخ طبری" کی نسخہ برداری کرتے وقت

کتابت کی غلطی سے وجود میں آیا ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر بقول سیف ''تاریخ طبری''، ''شریب'' سپہ سالاری کے عہدہ پر فائز تھا[1] لیکن چونکہ لشکر اسلام سے ملحق ہونے سے پہلے اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہو گیا تھا، لہذا اسے ابن حجر نے خصوصی حکم ''له ادراک'' جاری کر کے اسے رسول خداؐ کے صحابی کے زمرہ میں قرار دیا ہے۔

ا۔ اس کی داستان ''ان تین اصحاب کے بارے میں ایک جامع بحث'' میں آئے گی۔

ان تین اصحاب کے بارے میں

ایک جامع بحث

صیحان، عباد ناجی اور شحریب

طبری نے ''عمان، مہرہ اور یمن'' کے باشندوں کے ارتداد کے بارے میں سیف سے نقل کر کے ایک مفصل شرح لکھی ہے۔ ہم اس کا خلاصہ ذیل میں قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

لقیط بن مالک عمان میں مرتد ہوا۔ دوسرے جھوٹے پیغمبری کا دعویٰ کرنے والوں کی طرح اس نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور ''دبا'' کی طرف چلا گیا۔ وہاں پر تبلیغ کرنے لگا اور چند پیرو بھی بنا لئے۔

ابوبکرؓ نے اس کے فتنہ کو کچلنے کے لئے عکرمہ ابوجہل'' کو عرفجہ اور حذیفہ کے ہمراہ ایک سپاہ کی معیت میں ''دبا'' کی طرف روانہ کیا۔ اسلام کے سپاہیوں اور لقیط کے حامیوں کے درمیان ایک شدید جنگ چھڑ گئی، اور نزدیک تھا کہ لقیط اور اس کے سپاہی کامیاب ہو جائیں کہ ''خریت بن راشد'' کی کمانڈ میں ''بنی ناجیہ'' اور سیحان بن صوحان، کی کمانڈ میں ''عبدالقیس'' کے قبیلہ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے مدد پہنچی اور عکرمہ اور اس کے ساتھیوں کی ہمت افزائی ہوئی، نتیجہ کے طور پر لقیط اور اسکی سپاہ شکست کھا کر نابود ہو گئی۔

اس جنگ میں مشرکین کے دس ہزار افراد قتل ہو گئے۔ اسلام کے سپاہیوں نے فراریوں کا پیچھا کیا اور سب موت کے گھاٹ اتار دیا ان کی عورتوں اور بچوں کو اسیر بنالیا اور ان کے مال و منال کو غنیمت کے طور پر اپنے قبضے میں لے لیا!

اس فتح و کامیابی میں غلاموں کا پانچواں حصہ جو ابو بکرؓ کی خدمت میں مدینہ بھیجا گیا ان کی تعداد آٹھ سو افراد تھی! عباد ناجی نے اس فتح پر درج ذیل اشعار کہے ہیں:

اپنی جان کی قسم ''لقیط بن مالک'' کا چہرہ ایسا برا اور بدصورت ہو چکا تھا کہ اس نے لومڑی کے چہرہ کو بھی سیاہ کر رکھا تھا۔

وہ خود کو اور اپنے ساتھیوں کو ابو بکرؓ کے برابر جانتا تھا لہٰذا خلیج میں مہلک اور خطرناک امواج سے ٹکرایا۔

جس راہ کو لقیط نے انتخاب کیا تھا نہ اس کی عقل نے اسے اس سے پیچھے ہٹایا اور نہ اپنے حریف کو شکست دے سکا۔

سرانجام ہمارے سواروں نے ان کے اونٹ بار سمیت کھینچ لائے۔ نئی سطر سے اس کے بعد طبری کہتا ہے:

عکرمہ وہاں سے ''مہرہ'' کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں کے مشرکین دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے ہر گروہ کا سردار اپنے کو مطلق سردار جانتا تھا۔ بنی شخرات کے شخریت نامی ایک شخص کے گرد لوگوں کی ایک جماعت جمع ہوئی تھی۔ دوسرا کہ ''مہرہ'' کے تمام باشندے جس کے زیر فرمان تھے بنی محارب سے ''مصبح'' نامی ایک شخص تھا۔

عکرمہ نے جب دو سرداروں کے حاکمیت کے مسلئہ پر آپسی اختلاف کا مشاہدہ کیا اور شخریت کے ساتھیوں کی تعداد کم دیکھی تو۔ اسے پھر سے اسلام کی طرف پلٹنے کی دعوت دی اور اس دلجوئی کی۔ شخریت نے یہ دعوت قبول کی اور اسلام لے آیا۔ سیف کہتا ہے کہ مشرکین کے سپاہیوں نے ''جبروت'' 'ونصد ون'] کے درمیان صحرا۔ جومہرہ کے بیامان ہیں کو پر کر رکھا تھا۔

عکرمہ جب شخریت کی طرف سے بےفکر ہوا تو اس نے ''مصبح'' کو بھی پیغام بھیجا اور اسے بھی پھر سے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ لیکن مصبح اپنے حامیوں کی کثرت کی وجہ سے مغرور ہو کر تسلیم نہیں ہوا بلکہ شخریت کے جدا ہونے پر بھی سخت برہم ہوا۔

جب عکرمہ مصبح کی طرف سے مایوس ہوا، تو اس نے شخریت کے ہمراہ اس کی طرف قدم بڑھایا۔ کچھ تعاقب وفرار کے بعد نجد کے مقام پر دونوں سپاہ ایک دوسرے سے روبرو ہوئے اور ''دبا'' سے بھی سخت جنگ چھڑ گئی.

سرانجام خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح وکامیابی عطا کی اور مشرکین کو بری شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مصبح مارا گیا اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور انھیں تہ تیغ کر کے انہیں قتل و مجروح کیا اور ان کے مال ومنال کو غنیمت میں لے لیا۔

غنائم جنگی میں اور چیزوں کے علاوہ ان کی دو ہزار بخیب اور آزاد عورتوں کو بھی اسیر کیا!!

عکرمہ نے جنگی غنائم کے پانچویں حصہ کو مشخص کر کے ''شخریت'' کے ہاتھ ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجدیا۔ اس کے بعد اس علاقہ کے مسلئہ کو خاتمہ دینے کے لئے حکم دیا کہ ''نجد، ریاضہ الروضہ 'ساحل، جزائر، مرّ، لبّان، جیروت، ظہور، صبرات، ینعب اور ذات الخیم'' کے باشندوے ایک جگہ

جمع ہو جائیں۔ جب وہ لوگ جمع ہوئے تو انہوں نے ایک بار پھر اسلام قبول کر کے عکرمہ کے ساتھ عہد و پیمان باندھا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔

علجوم محاربی نے مندرجہ ذیل اشعار میں اس شکست کے بارے میں یوں کہا ہے:

خدائے تعالیٰ نے شحریت اور "ھیثم وقرضم" کے قبائل۔ جو ہمارے خلاف اٹھے تھے۔ کو سزا دیدی۔

ظالموں اور بدکاروں کی پاداش، کیونکہ انہوں نے پیمان کو توڑا ہمارے ساتھ تعلقات کو اپنے لئے خوار سمجھا۔

اے عکرمہ! اگر میرے خاندان کے کارنامے اور ان کی مدد تیرے ہمراہ نہ ہوتی تو تجھ پر فرار کا راستہ زمین و آسمان میں بند ہو جاتا۔

ہم اس جنگ میں ایسے تھے جیسے ایک ہاتھ نے دوسرے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہو! اس لئے ہمیں رنج و محنت کا سامنا کرنا پڑا۔

اس داستان میں سیف کے راویوں کی پڑتال:

اس داستان میں سیف کے راوی حسب ذیل ہیں:

۱۔ سہل بن یوسف انصاری سلمی:

۲: غصن بن قاسم

ہم نے مذکورہ دو راویوں کے بارے میں بارہا کہا ہے کہ وہ حقیقت میں وجود نہیں رکھتے بلکہ

جعلی راوی ہیں

حقیقت ماجرا:

بلاذری نے اپنی کتاب ''فتوح البلدان'' میں لکھا ہے:

رسول خداؐ کی رحلت کے بعد قبیلۂ ''ازد'' نے اسلام سے منہ موڑا اور مرتد ہو گیا۔ اس کی رہبری ''لقیط بن مالک ذوالتاج'' کے ہاتھ میں تھی۔ یہ لوگ ''دبا'' کیطرف بڑھے۔ ابوبکرؓ نے قبیلۂ ازد سے ''حذیفہ بن محصن بارقی'' اور ''عکرمہ بن ابی جہل مخزومی'' کو ایک گروہ کے ہمراہ ان کی سرکوبی کے لئے ماموکیا۔

حذیفہ اور اس کے ساتھیوں نے ''دبا'' میں لقیط اور اس ساتھیوں سے جنگ کی، لقیط مارا گیا اور ''دبا'' کے باشندوں کا ایک گروہ اسیر ہوا، انھیں ابوبکرؓ کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا گیا، اس طرح یہ ماجرا ختم ہوا اور قبیلۂ ''ازد'' دوبارہ اسلام لے آیا۔

بلاذری اضافہ کرکے لکھتا ہے:

''مہرہ بن حیدان بن عمرو قضاعہ'' کے کچھ گھرانے آپس میں جمع ہوئے، عکرمہ ان کی طرف بڑھا لیکن ان سے جنگ نہیں کی، کیونکہ انہوں نے اپنے مال کی زکات خلیفہ کو ادا کردی اور جان بچالی۔

ابن عثم نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے:

عکرمہ نے اس جنگ میں ''دبا'' کے ایک سو افراد کو قتل کرڈالا تب وہ ہتھیار ڈال کر

تسلیم ہوئے۔اس کے بعدان کے سرداروں کے سرتن سے جدا کیئے اور باقی بچے تین
سو جنگی اور چار سو عورتوں اور بچوں کو اسیر بنا کر ابوبکرؓ کے پاس مدینہ بھیج دیا۔

ابوبکرؓ نے حکم دیا کہ مردوں کے سرتن سے جدا کئے جائیں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو فروخت کیا جائے۔لیکن عمرؓ نے شفاعت کی اور کہا یہ مسلمان ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے کبھی اسلام منہ نہیں موڑا تھا۔ یہاں پر ابوبکرؓ نے اپنا فیصلہ بدل دیا کہ ان کے مال و منال پر قبضہ کر کے انہیں زندان بھیجد یا جائے۔ یہ ابوبکر کے زمانے میں قیدی بنے رہے۔عمر نے خلافت ہاتھ میں لینے کے بعد انہیں آزاد کیا۔

جانچ پڑتال کا نتیجہ:

سیف کہتا ہے کہ مسلمانوں نے ''دبا'' کی جنگ میں مشرکین کے دس ہزار افراد قتل کر دئے اور اسراء کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ صرف ان کا پانچوں حصہ آٹھ سو افراد پر مشتمل ابوبکرؓ کی خدمت میں مدینہ بھیجا گیا!!

جب کہ دوسروں نے مقتولین واسراحتیٰ ان کے سردار جن کے سرتن فتح کے بعد سے جدا کر کے قتل کیا گیا سب کی تعداد کل ملا کر آٹھ سو افراد بتائی ہے۔

سیف کہتا ہے کہ ''مہرہ'' کی جنگ میں مشرکین دو گروہوں میں تقسیم ہو کر ریاست کے مسئلہ پر ایک دوسرے سے جھگڑ پڑے تھے۔ان میں سے ایک بنام شخریت مسلمانوں سے جاملا اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرکین کی بیخ کنی کی اور ''دبا'' سے شدید تر جنگ ان کے ساتھ ہوئی۔عکرمہ نے ان

کے سردار کو قتل کیا اور باقی لوگوں کو خاک وخون میں غلطان کیا اور دل خواہ حد تک ان کو قتل و مجروح کر کے رکھدیا۔ نیز دو ہزار نجیب اور آزاد عورتوں کو جنگی غنائم کے ساتھ ابوبکرؓ کی خدمت میں مدینہ بھیجدیا ۔اس فتح کے بعد اس علاقہ کے لوگوں نے اسلام کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور دوبارہ اسلام کے دائرہ میں آئے جبکہ دوسروں نے کہا ہے کہ:

جون ہی عکرمہ اور اس کے ساتھی ''مھرہ'' کے نزدیک پہنچے وہاں کے باشندوں نے زکات و مالیات دینے کا عہد کیا اور جنگ کی مصیبت سے اپنے آپ کو نجات دیدی۔

جھوٹا اور زندیقی سیف تن تنہا ان افسانوں کو جعل کرتا ہے تا کہ خون کے دریا بہا کر، جانی تلفات کو حد سے زیادہ دکھا کر، انسانوں کی بے احترامی کر کے صدر اسلام کے مسلمانوں کو بے رحم اور قسی القلب دکھائے اور اسلام اور مسلمانوں کو اس طرح پیش کرتا ہے جس کی وہ تمنا اور آرزو رکھتا ہے۔

افسوس اس بات پر ہے کہ طبری جیسا عالم سیف کے ان تمام جھوٹ کے پلندوں کو اس کی اصلیت وحقیقیت کو جانتے ہوئے بھی اپنی تاریخ میں نقل کرتا ہے!!

اور جب ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون جیسے علماء کی باری آتی ہے تو وہ بھی ان مطالب کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ کی کتابوں میں منعکس کرتے ہیں۔

یاقوت حموی نے بھی سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے اس کے خیالی مقامات جیسے، جیروت، ریاضۃ الروضہ، ذات الخیم، صبرات' ظہور، لبان، المر، ینصب اور ان جیسی دیگر جگہوں کو اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں درج کر کے ان پر شرحیں لکھی ہیں۔

سرانجام علامہ ابن حجر سیف کے افسانوں کے اداکاروں کو رسول خداؐ کے صحابیوں کی

فہرست میں قرار دیتا ہے۔اور"له ادراک" کا حکم جاری کر کےان کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالتا ہے۔اوراپنی بات کے خاتمہ پرحرف "ز" لکھ کر اعلان کرتا ہے کہ اس نے اس صحابی کا انکشاف کیاہےاوراس کے حالات پرشرح لکھکر دوسرے تذکرہ نویسوں پراضافہ کیا ہے۔

مصادر و مآخذ

صیحان بن صوحان کے بارے میں:

ا۔ ''اصابہ ابن حجر (۲/۱۹۳) دوسرا حصہ نمبر:۴۴۳۱

عباد ناجی کے بارے میں:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۳/۸۷) تیسرا حصہ نمبر: ۶۲۹۸)

شحریب کے بارے میں:

''اصابہ'' ابن حجر (۲/۱۶۰) نمبر: ۳۹۶۲

خریت بن راشد کے بارے میں:

ا۔ ''اکمال'' ابن ماکولا (۲/۴۳۲)

سیحان بن صوحان کے بارے میں:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۲/۱۰۲) نمبر:۳۶۳۰

تین صحابیوں کے بارے میں سیف کی روایتیں:

ا۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۱۹۷۹)

جنگ ''دبا'' کے حقائق:

ا۔ ''تاریخ اعثم'' (۱/۷۴)

۲۔ ''فتوح البلدان'' بلاذری (۹۲۔۹۳) عمان کی خبر میں

عباد بن منصور ناجی کے بارے میں:

ا۔ ''فہرست تاریخ طبری'' (۳۰۹)

۲۔ ''تاریخ طبری'' (۱۹۸۴/۲)و(۲۰۱۷/۲)و(۱۱/۳و۵۷و۸۱و۸۴و۹۱و۳۱۹)

کہ جہاں بصرہ میں اس کے منصب قضاوت کے بارے میں گفتگو آئی ہے۔

۳۔ خلاصہ تذھیب الکمال'' (۱۵۸)اس کی تاریخ وفات بھی ذکر کی گئی ہے۔

۴۔ ''جرح وتعدیل''(۸۶/۱) تیسرا حصہ

صوحان کے بیٹوں کے نام:

ا۔ ''جمہرۂ انساب'' ابن حزم (۲۹۷) لفظ ''بنی عجل''

۲۔ ''اللباب'' ابن اثیر (۶۲/۲)

۳۔ ''تاریخ خلیفہ بن خیاط'' (۱۷۲/۱)

۴۔ ''طبقات'' ابن خیاط (۳۲۷/۱)سیف کی روایتوں میں ذکر ہوئے

سیف کی روایتوں میں مذکور اس داستان کے مقامات کی تفصیلات:

ا۔ ''معجم البلدان'' حموی لفظ:

خیم (۵۱۰/۲)

ریاضۃ الروضۃ (۸۸۱/۲)

جیروت (۱۷۵/۲)

صبرات (۳/۳٦٦)

ظہور (۳/۵۸۲)

اللبّان (۴/۳۴۵)

المر (۴/۴۹۵)

ینعب (۴/۱۰۴۱)

چھٹا حصّہ :

ابوبکرؓ کی مصاحبت کے سبب بننے والے اصحاب

یہ لوگ اس لئے اصحاب ہیں کہ:

- ۸۲۔ شریک فزاری: نمائندہ کے طور پر ابوبکرؓ کی خدمت پہنچا ہے۔
- ۸۳۔ مسور بن عمرو: ابوبکرؓ کے خط میں گواہ رہا ہے۔
- ۸۴۔ معاویہ عذری: ابوبکرؓ نے اس کے نام خط لکھا ہے۔
- ۸۵۔ ذو یناق، وشہر ذو یناق: ابوبکرؓ نے اس کو خط لکھا ہے۔
- ۸۶۔ معاویۂ ثقفی: ابوبکرؓ کی سپاہ کا ایک افسر رہا ہے۔

۸۲واں جعلی صحابی

شریک فزاری

ابن حجر کی ''اصابہ'' میں یہ صحابی یوں پہنچوایا گیا ہے:

شریک فزاری:

سیف بن عمر نے اس کا نام لیا ہے اور کہا ہے، جب خالد بن ولید طلیحہ کی جنگ سے فارغ ہوا، تو اسی زمانہ میں شریک فزاری نمائندہ کی حیثیت سے ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچا ہے۔ہم نے اس کی اس ملاقات کی داستان ''خارجہ بن حصن'' کے حالات میں بیان کی ہے۔(ز)(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس صحابی کے لئے سیف کا خلق کیا ہوا نسب:

سیف نے شریف کو ''فزاری'' سے نسبت دی ہے اور یہ ''فزارۃ بن ذبیان بن بغیض بن ---نزار بن معد بن عدنان'' سے نسبت ہے.

فزاریوں کا شجرۂ نسب ابن حزم کی کتاب ''جمہرۂ انساب'' میں بطور کامل آیا ہے لیکن اس میں شریک ''نام کا کوئی شخص کہیں پر دکھائی نہیں دیتا۔

شریک کی داستان:

ابن حجر نے شریک کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے، اس کے اشارہ کے پیش نظر نہ اس کی کتاب میں کسی اور جگہ اس کا ذکر ہے اور نہ کسی اور کتاب میں یہ روایت ملتی ہے اور یہ عالم ''خارجہ بن حصن'' کے حالات میں لکھتا ہے کہ جب خالد بن ولید ''بنی اسد'' کی جنگ سے فارغ ہوا، تو ''خارجہ'' ایک دوسرے گروہ کے ہمراہ نمایندگی کی حیثیت سے ابو بکرؓ کی خدمت میں پہنچا۔ اس خبر میں شریک کا کہیں نام ونشان نہیں آیا ہے!

اسی طرح طبری نے بھی ''شریک'' کے بارے میں سیف کی روایت کو درج نہیں کیا ہے۔ یہ صرف ابن حجر ہے جس نے سیف کی روایت پر اعتماد کر کے اس کے ''شریک فزاری'' کو اپنی کتاب کے تیسرے حصہ میں رسول خداؐ کے صحابی کی حیثیت سے تعارف کرایا ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس عالم نے اپنی کتاب کی جلد اول میں کسی اور ''شریک'' کا ''شریک غیر منسوب'' کے نام سے ذکر کیا ہے اور اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

اس طرح علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں ''شریک'' کے نام سے دو ہم نام صحابیوں کے حالات پر روشنی ڈالی ہے، کہ ان میں سے ایک سیف کا خیالی اور جعلی صحابی ہے جس کا کہیں وجود نہیں ہے۔!!

مصادر و مآخذ

شریک فزاری کے حالات:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۱۶۲/۲) تیسرا حصہ نمبر: ۳۹۷۷

شریک غیر منسوب کے حالات:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۱۴۹/۲)

۲۔ تاریخ بخاری (۲۳۸/۲) دوسرا حصہ

خارجہ بن حصن کے حالات:

ا۔ ''اصابہ'' بن حجر (۳۹۹/۱)

فزارہ کا نسب:

''جمہرۃ انساب'' ابن حزم (۲۵۵۔۲۵۹)

۸۳واں جعلی صحابی

مسور بن عمرو

ابن حجر نے اس صحابی کا تعارف یوں کرایا ہے:

مسور بن عمرو:

سیف بن عمر نے طلحہ بن اعلم سے اور اس نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد جو عہد نامہ ابو بکر صدیقؓ نے ''نجران'' کے باشندوں کے ساتھ طے کیا ،اس پر یہ صحابی بطور گواہ تھا۔

ابن فتحون نے اس صحابی کو ابن عبدالبر کی کتاب ''استیصاب'' سے دریافت کیا ہے۔(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

مذکورہ روایت کو طبری نے سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں ''اخابثِ عک'' کی داستان میں تفصیل کے ساتھ یوں درج کیا ہے:

جب رسول خداؐ کی رحلت کی خبر ''نجران'' کے باشندوں کو ملی ،تو انہوں نے ایک وفد منتخب کر کے نمائندہ کے طور پر ابو بکرؓ کے پاس بھیجا تا کہ خلیفہ کے ساتھ تجدید عہد کریں۔''نجران'' کے باشندوں میں ''بنی افعی'' کے چالیس ہزار جنگجو تھے وہ ''بنی حارث'' سے پہلے وہاں ساکن ہوئے تھے۔

اس گروہ کے افراد ابو بکرؓ کی خدمت میں پہنچے ،اور اپنے مطالبات بیان کئے۔ابو بکرؓ نے ان

کے مطالبات منظور کئے اور یوں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ پیمان بندۂ خدا ابو بکرؓ، رسول خداؐ کے جانشین کی طرف سے نجران کے باشندوں کے لئے ہے۔ وہ نجران کے باشندوں کو اپنی اور اپنے لشکر کی پناہ میں قرار دیتا ہے اور جس چیز کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں اپنے ذمہ لیا تھا، سب کی تائید کرتا ہے، مگر وہ چیز جس کے بارے میں خود حضرت محمدؐ نے خدائے عزوجل کے حکم سے ان کی سرزمینوں میں اور دوسری عرب سرزمینوں میں اس سے عدول کیا ہو کیونکہ ایک علاقہ میں دو قوانین رائج نہ ہو سکتے۔

اس بنا پر نجران کے باشندے اپنی جان، قومیت، تمام اموال و متعلقات، جنگجوؤں، حاضر و غائب، پادریوں، وراہبوں، خرید و فروش جس صورت میں انجام پائے، اور جو کچھ کم و زیاد جو اختیار میں رکھتے ہیں سب کو اپنی پناہ میں لیتا ہے اور امان میں ہونے اعلان کرتا ہے۔ انہوں نے جو کچھ اپنے ذمہ لیا ہے اس کے وہ خود ذمہ دار ہیں، کہ اگر اسے ادا کیا، تو ان سے، مواخذہ بھی نہیں ہوگا اور نہ ان سے ان کے مال کا دسواں حصہ ضبط کیا جائے گا اور نہ پادری تبدیل ہوگا اور نہ کوئی راہب۔ ابو بکرؓ ان تمام چیزوں کو نجران کے باشندوں کے لئے قبول کرتا ہے جنھیں رسول خداؐ نے ان کے لئے رسماً قبول فرمایا ہے، اور جو اس پیمان نامہ میں ذکر ہوا ہے اور محمد رسول اللہؐ اور دوسرے مسلمانوں نے قبول کیا ہے ان تمام چیزوں کو قبول کرتا ہے۔ ضروری راہنمائیوں اور نظم و انتظام چلانے میں ان کے حق کو اور ان دیگر حقوق کو قبول کرتا ہے۔

مندجہ بالا مطالب مواد تائید ہیں۔ دستخط مسور بن عمرو و عمرو غلام ابو بکر نئی سطر سے جیسا کہ

ہم نے کہا، طبری نے اس پیمان نامہ کو درج کیا ہے لیکن اس کی سند کا ذکر نہیں کیا ہے۔اس کے برعکس ابن حجر نے ابوبکرؓ کے پیمان نامہ کی سند کا ذکر کیا ہے لیکن اصل خط کو ثبت نہیں کیا ہے۔

ابن فتحون نے بھی سیف کی اس روایت پر اعتماد کر کے ابن عبدالبر کی کتاب ''استیعاب '' کے ضمیمہ میں ''مسور'' کے وجود پر باور کر کے اس کے حالات لکھے ہیں.

جیسا کہ گزرا، ابن حجر نے بھی سیف کی اسی روایت پر اعتماد کر کے ''مسور'' کو رسول خداؐ کے صحابیوں کے زمرہ میں قرار دیا ہے اور اس کی دلیل یہ تھی کہ سیف کے کہنے کے مطابق ''مسور'' نے ابوبکرؓ کے نجران کے باشندوں کے ساتھ کئے گئے عہد نامہ پر گواہی اور تایئد کی ہے۔

ابن حجر نے اس صحابی کو اپنی کتاب کے پہلے حصہ میں درج کیا ہے، چونکہ سیف نے اپنے جعل کئے گئے اس صحابی کا نسب مشخص نہیں کیا ہے، اسلئے ابن حجر نے بھی اس حد سے نہ گزر کر اس کے لئے کوئی نسب درج نہیں کیا ہے۔

قابل ذکر ہے کہ ۱۲۶ھ میں سیف کا ہم عصر، ''مسور بن عمر بن عباد'' نامی ایک شخص بصرہ میں زندگی بسر کرتا تھا اور اس قدر مشہور و معروف شخص تھا کہ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں اسے درج کیا ہے۔اس شخص کا دادا یعنی ''عباد بن حصین حبطی'' اپنے زمانہ کا ایک ناموار شہسوار تھا۔ وہ بصرہ میں ''عبداللہ زبیر'' کی حکومت کے دوران پلیس کا افسر تھا۔ایران کا '' آبادان'' اسی کے نام پر رکھا گیا ہے۔

اب یہ معلوم نہیں ہے کہ سیف نے اسی ''مسور بن عمرو بن عباد'' کا نام اپنے جعلی صحابی کے لئے منتخب کیا ہے اور اسے عاریت لیا ہے تا کہ ابوبکر کے عہد نامہ میں اسے شاہد قرار دے یا یوں ہی ایک نام اس کے ذہن میں آیا ہے اور اس نے اپنی خیالی مخلوق پر وہ نام رکھ لیا ہے!!

مصادر و مآخذ

مسور بن عمرو کے حالات:

۱۔''اصابہ'' ابن حجر (۳/۳۹۹) حصہ اول نمبر: ۷۹۹۴

۲۔تاریخ طبری (۱/۱۹۸۸) کہ سیف کی روایت اور ابوبکر کا خط درج کیا ہے۔

مسور بن عمرو بن عباد کے حالات:

۱۔''تاریخ ابن اثیر'' (۵/۲۴۳)

عباد بن حصین کے حالات:

۱۔''معارف'' ابن قتیبہ (۱۸۲)

۲۔''محبر'' (۲۲۲،۴۴۴)

۳۔''عیون الاخبار'' ابن قتیبہ (۱۲۸)

۴۔''معجم البلدان'' حموی لفظ ''عبادان''

۵۔''فتوح البلدان'' بلاذری (۴۵۳)

مسور بن عمرو عباد کا نسب:

''جمہرۂ انساب'' ابن حزم (۲۰۷)

۸۴واں جعلی صحابی

معاویہ عذری

ابن حجر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

معاویہ عذری:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ نے ایک خط میں اسے حکم دیا ہے کہ دین سے منحرف لوگوں اور مرتدوں سے لڑنے میں کسی قسم کی کسر باقی نہ رکھے۔ اور ہم نے بارہا کہا ہے کہ قدما صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالاری کے عہدہ پر منتخب نہیں کرتے تھے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس صحابی کے لئے سیف نے کیا نسب لکھا:

تاریخ طبری اور ''اصابہ'' میں سیف کی روایت کے مطابق اس صحابی کا نسب ''عذری'' ہے۔ شہرت کی بنا پر یہ نسبت ''قضاعہ'' کے ایک قبیلہ ''عذرۃ بن سعد ھذیم'' تک پہنچتا ہے اور سیف کی مراد بھی یہی نسب تھا کیونکہ وہ سعد بن حذیم کے ارتداد کی بات کرتا ہے۔

لیکن تاریخ ابن عساکر میں یہ نسب ''عدوی'' ذکر ہوا ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ یہ غلط ہے۔

معاویہ عذری کی داستان:

جس روایت کو ابن حجر نے معاویہ عُذری' کے تعارف میں درج کیا ہے اور ابن عساکر اور طبری نے اسی کو اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے، ہم نے اس کو ''پینتالیسویں جعلی صحابی'' ''عمرو بن حکم قضاعی''[۱] کے حالات میں بیان کیا ہے۔

سیف کی اس روایت میں آیا تھا:

قبیلہ سعد ھذیم معاویہ اور اس کے ہم فکروں کا ایک گروہ مرتد ہو گیا۔ ان کے ارتداد کے نتیجہ میں ابوبکرؓ نے ایک خط کے ذریعہ امام حسینؑ کی بیٹی سکینہ کے جد ماوری ،''امرالقیس بن فلان'' اور ''عمرو بن حکم'' کو حکم دیا کہ ''زمیل'' سے نبرد آزما ہونے کے لئے آمادہ ہو جائیں اور اسی قسم کا ایک دوسرا خط مغاویہ عذری'' کے نام بھیجا۔

اور جب ''اسامہ بن زید' واپس لوٹ کر'' قبائل قضاعہ'' میں پہنچا تو ابوبکر کے حکم کے مطابق ۔۔۔(داستان کے آخر تک)

ابن حجر نے سیف کے اس مختصر جملہ یعنی: معاویہ عذری کو بھی ایسا ہی ایک خط لکھا ہے، پر تکیہ کر کے اس پر لباسِ وجود زیب تن کیا ہے اور طرح اسے رسول خداؐ کے صحابیوں کے پہلے دستہ میں شامل کرنے بعد اس کے حالات لکھے ہیں!!

یہ عالم اس تنہا نام کو رسول خداؐ کے صحابی کے عنوان سے پہچنوانے کے سلسلے میں یوں

---

۱) ۱۵۰ صحابی ساختگی (۳/۱۹۵۔۱۹۸)

استدلال کرتا ہے کہ ''ہم نے بارہا کہا ہے کہ قدمانے۔۔۔۔تا آخر)

جبکہ ہم نے اس روایت کے صحیح نہ ہونے کے سلسلہ میں حقائق اور تاریخی روداوں سے اس کا موازنہ کر کے اسی کتاب کی ابتداء میں مفصل بحث کی ہے اور اب اس کی تکرار ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔

مصادر و مآخذ

معاویہ عذری کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۴۱۷/۳) حصہ اول نمبر: ۸۰۸۷

سعد ھذیم کے ارتداد کے بارے میں سیف کی روایت:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱۸۷۲/۱)

۲۔ ''تاریخ ابن عساکر'' (۴۳۲/۱)

بنی عذرہ کا نسب

۱۔ ''اللباب'' (۱۲۹/۲)

۸۵واں جعلی صحابی

ایک جعلی صحابی کے دو چہرے

شہر ذو یناف (ذو یناق)

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں لفظ ''ذو یناق'' کے تحت لکھا ہے:

اس صحابی کے حالات کی تشریح لفظ ''شہر'' کے تحت کی جائے گی (ز)

اس کے بعد لفظ ''شہر'' کے تحت لکھتا ہے:

''شہر ذو یناق'' یمن کا ایک علاقائی فرماں روا تھا۔ طبری نے اس کا نام ایک روایت کے تحت اپنی کتاب میں یوں درج کیا ہے:

ابوبکرؓ نے ''عمیر ذو مران، سعید ذی رود اور شہر ذی یناق'' کو ایک خط کے ضمن میں حکم دیا کہ ''فیروز'' کی اطاعت کریں اور مرتدوں کے ایک ساتھ جنگ میں اس کے احکام پر عمل کریں۔ (ز) ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ طبری کی روایت کی داستان کیا تھی۔

طبری نے اپنی تاریخ میں ''یمانیوں کا دوسرا ارتداد'' کے عنوان سے اور ۱۱ھ کی روداد کے تحت سیف بن عمر سے نقل کر کے لکھا ہے:

جب رسول خداؐ کی وفات کی خبر یمن کے لوگوں کو پہنچی تو ''قیس بن عبد یغوث مکشوح'' نے

سرکشی کر کے ''فیروز، داذ ویہ اور جشیش'' کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

ابو بکر نے ''عمر ذی مران، سعید ذی زود، سمیفع ذی کلاع، حوشب ذی ظلیم اور شہر ذی یناف'' کے نام لکھے گئے ایک خط میں انھیں اسلام سے متمسک ہونے، خدا کی اطاعت کرنے اور لوگوں کی خدمت کرنے کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ ان کی مدد کیلئے ایک سپاہ کو بھی بھیجیں گے۔

اس خط کا متن یوں ہے:

ابو بکرؓ، جانشین رسول خداؐ کی طرف سے ''عمیر بن افلح ذی مران، سعید بن عاقب ذی زود، سمیفع ناکور ذی کلاع، حوشب ذی ظلیم اور شہری ذی یناف'' کے نام۔

امابعد، ایرانیوں کی مدد کے لئے جلدی کرو اور ان کے دشمنوں سے لڑو اور انھیں اپنی پناہ میں لے لو، ''فیروز'' کی اطاعت کرو اس کی خدمت کرنے کی کوشش کرو وہ میری طرف سے اس علاقہ کا حکمراں ہے۔

ابو بکرؓ نے اس خط کو ان سرداروں کے نام اس حالت میں لکھا کہ اس زمانہ میں وہ علاقہ ''فیروز، داذویہ، جشیش اور قیس'' کی باہمی حکمرانی میں تھا۔ اس کے باوجود ابو بکرؓ نے اس خط کے ذریعہ یمن کی حکومت کا حاکم فیروز کو منصوب کیا اور اس کے اس نئے عہدہ کا یمن کے سرداروں کو اعلان کیا۔

جب یہ خبر ''قیس کو پہنچی تو سخت برہم ہوا اور انتقام پر اتر آیا۔ لہذا اس نے ذی کلاع کے نام ایک خط میں لکھا کہ ایرانی خانہ بدوش اور آوارہ لوگ ہیں اور آپ کی سرزمیوں میں سردار بن بیٹھے ہیں اور اگر انھیں فرصت دی جائے تو ہمیشہ آپ لوگوں پر سرداری کرتے رہیں گے۔ میرے خیال میں

عقلمندی یہی ہے کہ ہم ان کے سرداروں کو قتل کرڈالیں اور باقی لوگوں کو اپنے وطن سے نکال باہر کریں

ذی کلاع اور دیگر سرداروں نے اگر چہ قیس کے خط پر کوئی اعتنا نہ کیا لیکن فیروز اور دوسرے ایرانیوں کو بھی اپنے حال پر چھوڑ دیا اور ان کی کوئی مدد نہیں کی.

قیس نے اکیلے ہی ایرانی سرداروں کو قتل کر کے باقی سب لوگوں کو یمن کی سرزمین سے بھگانے پر کمر کس لی. سرانجام اس مقصد کو پانے کے لئے فرصت کی تلاش میں تھا. بالاخر اس نے پیغمبری کے مدعی ''اسود عنسی'' جو کچھ مدت پہلے قتل کیا گیا تھا اور اس کے حامی یمن کے شہروں میں پراکندہ ہو گئے تھے' ان کو اپنے مقصد کے لئے مناسب جانا۔ لہذا اس نے مخفی طور سے ان کے ساتھ رابطہ قائم کیا اور انھیں اپنے گرد جمع کیا. وہ بھی ایک پناہ کی تلاش میں تھے، قیس کی دعوت قبول کر کے اس کی مدد کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اس مخفیانہ رابطہ سے کوئی آگاہ نہ ہوا۔

زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ یمن کے شہر صنعا میں یہ افواہ پھیلی کہ اسود عنسی کے حامی شہر پر قبضہ کرنے کے لئے آرہے ہیں. اس موقع پر قیس ریاکارنہ طور پر فوراً فیروز اور داذویہ'' کے پاس پہنچا اور خوف و وحشت کے عالم میں موجودہ حالات پر ان سے صلاح و مشورہ کرنے لگا تا کہ وہ شک نہ کریں کہ اس قضیہ میں اس کا اپنا ہاتھ ہے۔ اس قدر ریاکاری اور مکاری سے پیش آیا کہ انہوں نے اس کی باتوں پر یقین کر لیا اور اس کی رانمہایوں سے مطمئن ہو گئے۔

حکومت کا تختہ الٹنے میں قیس کی فریب کاریاں:

دوسرے دن قیس نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور ''فیروز'' داذویہ اور جشیش کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی۔

داذویہ نے اپنے دو دوستوں سے پہلے قیس کے گھر میں قدم رکھا اور قیس نے بھی فرصت کو غنیمت سمجھ کر بے رحمی کے ساتھ اس کو

فوراً قتل کر ڈالا اور اس طرح اپنی راہ میں موجود رکاوٹوں میں سے ایک کو ہٹانے میں کامیاب ہوا.

زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ ''فیروز'' بھی آپہنچا۔ جوں ہی قیس کے گھر کے قریب پہنچا اس نے دو عورتوں کو جن کے مکانوں کی چھتیں ایک دوسرے کے روبرو تھیں یہ کہتے ہوئے سنا:

بیچارہ فیروز! وہ بھی اپنے دوست ''داذویہ'' کے مانند قتل کیا جائے گا!

فیروز یہ باتیں سنکر ہل کے رہ گیا اور فوراً پر وہاں سے ہٹ گیا۔

اسی حالت میں جشیش بھی آپہنچا اور روداد سے مطلع ہوا اور دونوں جلدی سے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

قیس کے محافظوں اور حامیوں کو فیرز اور اس کے ساتھی کے فرار کے بارے میں ذرا دیر سے خبر ملی۔ انہوں نے ان کا پیچھا کیا

لیکن فیروز اور جشیش بڑی تیزی کے ساتھ ان سے دور ہو کر ''خولاں'' کے پہاڑ کی طرف بھاگ گئے تھے، جہاں پر فیروز کے ماموں اور اس کے رشتہ دار رہتے تھے، انہوں نے ان کے ہاں پناہ لے لی۔ قیس کے سپاہی بھی مجبور ہو کر واپس لوٹے اور ماجرا قیس سے بیان کیا۔

قیس نے کسی مزاحمت کے بغیر صنعا پر حملہ کیا اور اسے بڑی آسانی کے ساتھ فتح کیا اور اس کے اطراف کے علاقوں پر بھی

قبضہ جمالیا۔اسی اثناء میں ''اسودعنسی'' کے سوار بھی مشہر صنعا میں داخل ہو گئے اور قیس کی ہمت افزائی کی.

اس دوران یمن کے لوگوں کی ایک جماعت فیروز کے گرد جمع ہوگئی ۔اوراس نے بھی ان حالات کے بارہ میں خلیفہ ابوبکرؓ کو رپورٹ بھیجی۔ عام لوگ بھی جن کے سرداروں کے نام ابوبکرؓ نے ''فیروز'' کی اطاعت کے سلسلے میں خط لکھا تھا، قیس کے گرد جمع ہو گئے، لیکن ان کے سرداروں نے اس ماجرا کے سلسلے میں گوشہ نشینی اختیار کی۔

قیس نے ایرانیوں کی نابودی کا بگل بجادیا اورانھیں تین حصوں میں تقسیم کردیا۔ایک وہ گروہ تھا جنہوں نے تسلیم ہوکراس کی اطاعت اختیار کرلی تھی ،انھیں قیس نے ان کے رشتہ داروں کے ہمراہ پناہ دیدی۔اور فیروز کی وفاداری پر باقی رہنے والے لوگوں کو دو گروہوں میں

تقسیم کردیا۔ان میں سے ایک گروہ کو عدن بھیجدیا تاکہ وہاں سے سمندری راستہ سے ایران چلے جائیں۔دوسرے گروہ کو براہ راست خشکی کے راستے ایران بھیجدیا اوران سے کہا کہ اپنے وطن واپس چلے جاؤ۔دونوں گروہوں کے ساتھ اپنے مامور بھی رکھے۔(فیروز) کے بیوی بچوں کو اس گروہ کے ہمراہ بھیجا جنھیں زمینی راستہ سے ایران بھیجدیا گیا تھا اور داذویہ کے رشتہ دار سمندری راستے سے بھیجدیئے گئے تھے۔

فیروز کی قیس سے جنگ:

جب فیروز، قیس کے اس کام سے آگاہ ہوا تو اس نے قیس سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا

اور اس منصوبہ پر عمل کرنے کی غرض سے"

''بنی عقیل بن ربیعہ بن عامر صعصعہ'' کے پاس ایک قاصد بھیجا اور اس سے مدد طلب کی، انہوں نے اس کی درخواست منظور کی اور اس کی مدد کے لئے آگئے۔

ایک اور قاصد کو ''عک'' بھیجا اور عکیوں سے بھی مدد طلب کی۔ بنی عقیل کے سپاہی جو فیروز کی مدد کے لئے آئے تھے، ''معاویہ'' نامی حلفاء کا ایک شخص ان کا سپہ سالار تھا۔ راستے میں اس گروہ کی اس قافلے سے مڈبھیڑ ہوئی جسے قیس کے کچھ سوار اسیروں کے طور پر ایران لے جارہے تھے۔ ایک شدید جنگ میں قیس کے تمام سوار مارے گئے اور اسیروں کے خاندان آزاد کرا لئے گئے۔

عکیوں کے سپاہیوں کی بھی راستے میں دوسرے گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی اور ان کے درمیان بھی ایک گھمسان کی جنگ کے بعد تمام سپاہی مارے گئے اور ایرانی اسراء آزاد کرا لئے گئے۔

اس فتح و کامرانی کے بعد عقیلی اور عکی جنگجو فیروز کی مدد کے لئے آگے بڑھے۔ فیروز بھی ان کی اور دوسرے یمنیوں کی مدد سے جو اس سے ملحق ہوئے تھے، قیس سے جنگ کرنے کے لئے باہر نکلا اور شہر صنعا کے باہر قیس کے سپاہیوں سے نبرد آزما ہوا۔ ان دو فوجیوں کے درمیان ایک گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ یہ جنگ سرانجام قیس اور اس کے ساتھیوں کی بُری شکست پر تمام ہوئی۔ اس جنگ میں قیس اور اس کے چند رشتہ دار بڑی مشکل سے زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

عمرو بن معدی کرب نے ''قیس'' کی سرزنش میں یہ اشعار کہے ہیں:

تم نے صحیح وفاداری نہیں کی بلکہ اس کے برعکس مکر و فریب سے کام لیا۔ اس دوران ایک تجربہ کار اور سختیاں برداشت کئے ہوئے شخص کے علاوہ کوئی یہ مشکلات برداشت نہیں کرسکتا۔

اس حملے سے قیس کیسے افتخار کا تاج اپنے سر پر رکھ سکتا ہے جبکہ اس کا وہی حقدار ہے جو اس کا سزاوار ہو۔

قیس نے عمرو کے طنز اور سرزنش کے جواب میں اشعار کہے:

میں نے اپنی قوم کے ساتھ بے وفائی اور ظلم نہیں کیا ہے۔

میں نے ان ظالموں کے خلاف ایک جرأتمند فوج تشکیل دی جنہوں نے قبائل ''عمرو ومرثد'' پر حملہ کیا تھا۔

میں ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں ایک دلیر اور شجاع اور باعزت پہلوان تھا۔

داذویہ تمہارے لئے فخر ومباہات کا سبب نہیں ہے، وہ ایسا ہے جس نے اس کے ہاں پناہ لی اس کو دشمن کے حوالے کیا ہے۔

اور فیروز تو اس نے کل تم پر ظلم کیا ہے اور تمہارے مال ومنال کو لوٹ چکا ہے اور تمہارے خاندان کو نابود کر چکا ہے، لیکن آج

اس نے ناتواں اور ذلیل وخوار ہو کر تمہارے ہاں پناہ لے لی ہے!!

طبری اس داستان کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے:

ابوبکرؓ نے قیس کی گوشمالی اور اسود عنسی کے فراری سپاہیوں کا پیچھا کرنے کے لئے ''مہاجر بن ابی امیہ'' کا انتخاب کیا۔ مہاجر بن ابی امیہ ان سب کو قتل عام کر کے فاتحانہ طور پر صنعا میں داخل ہوا اور قیس کو قیدی بنا کر ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجدیا۔ ابوبکرؓ کی نگاہ جب قیس

پر پڑی، تو انہوں نے پوچھا:

قیس! کیا تم نے خدا کے بندں سے جنگ کی ہے اور انھیں قتل کیا ہے؟

اور مومنوں و مسلمانوں کے بجائے دین سے منحرف مرتدوں و کافروں سے دوستی کر کے مدد طلب کی ہے؟

ابوبکرؓ نے فیصلہ کیا کہ اگر داذویہ کے قتل میں قیس کی شرکت ثابت ہو جائے تو اسے قصاص کے طور پر سزائے موت دے گا

لیکن قیس نے پوری طاقت کے ساتھ اس قسم کے بے رحمانہ قتل کے الزام سے انکار کر دیا۔ سرانجام کافی دلائل وثبوت مہیا نہ ہونے کی وجہ سے ابوبکرؓ نے قیس کو معاف کر دیا اور نتیجہ کے طور پر وہ بھی صحیح وسالم اپنے گھر اور خاندان میں واپس چلا گیا۔ (طبری کی بات کا خاتمہ)

اس افسانہ کے راویوں کی تحقیق:

سیف نے اس روایت میں درج ذیل نام بعنوان راوی ذکر کئے ہیں:

۱۔ مستنیر بن یزید

۲۔ عروۃ بن غزیہ دثینی۔ ان دو کا نام سند کے طور پر روایت میں دو بار ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ سہل بن یوسف۔ روایت میں اس کا ایک بار نام آیا ہے۔ ہم نے اس سے پہلے بارہا کہا ہے کہ سیف کے یہ تینوں راوی جعلی ہیں اور ان کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہے۔

اصل حقیقت:

قیس کی داستان اور اس پر داذویہ کے قتل کے الزام کے بارے میں بلاذری کی کتاب فتوح البلدان۔ جس میں سیف ابن عمر سے روایت نقل نہیں کی گئی ہے، میں یوں لکھا ہے:

قیس کو ''داذویہ'' کو قتل کرنے کا ملزم ٹھہرایا گیا۔ یہ خبر اور یہ کہ وہ ایرانیوں کو صنعا سے نکال باہر کرنا چاہتا ہے اس کی خبر بھی، ابوبکرؓ کو پہنچی۔ ابوبکرؓ اس خبر کو سن کر سخت برہم ہوئے، اور صنعا میں مامور اپنے کارگزار ''مہاجر بن ابی امیہ'' کو لکھا کہ قیس کو فوراً گرفتار کر کے مدینہ بھیجدے۔

قیس کے مدینہ میں خلیفہ کی خدمت میں پہنچنے کے بعد ابوبکرؓ نے منبر رسول خداؐ کے پاس اسے پچاس بار قسم دی کہ ''اس نے داذویہ کو قتل نہیں کیا ہے۔''

قیس نے خلیفہ کے حکم مطابق قسم کھائی، ابوبکرؓ نے بھی اسے چھوڑ دیا اور اس کو دیگر سپاہیوں کے ہمراہ رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے شام کے محاذ کی طرف روانہ کر دیا۔

تاریخی حقائق اور سیف کا افسانہ:

داستان کی حقیقت یہ تھی کہ قیس پر ''داوذیہ'' کو قتل کرنے اور ایرانیوں کو صنعا سے نکال باہر کرنے کی تدبیر کا الزام تھا۔ اس لئے ابوبکرؓ نے اپنے کارگزار کو حکم دیا تھا کہ صنعا میں داخل ہونے کے بعد قیس کو گرفتار کر کے اس کے پاس مدینہ بھیجدے۔ قیس نے بھی مدینہ پہنچ کر خلیفہ کے پاس قسم کھائی کہ داذویہ کے قتل میں اس کا دخل نہیں تھا۔ اور خلیفہ نے اسے جنگ کے لئے شام بھیجدیا۔ قیس کی پوری روایت یہی تھی اور بس!

لیکن، سیف اپنی تخلیق توانائی سے استفادہ کرتے ہوئے اس مختصر اور جھوٹی داستان کے شاخ و برگ نکال کر اسے ایک طویل افسانہ میں تبدیل کر دیتا ہے. اور اسے ارتداد کے دوسرے افسانوں کے ساتھ بڑی آب و تاب کے ساتھ ''یمنیوں کے دوسرے ارتداد'' کے عنوان سے اپنی کتاب میں درج کرتا ہے۔

وہ اپنے افسانہ میں سب سے پہلے قیس کو ابوبکرؓ کے فیروز کو یمن پر حاکم منصوب کرنے کے حکم کے نتیجہ میں فیروز، جشیش اور داذویہ کے خلاف اکساتا ہے اور اس کے بعد منظر کشی کر کے داذویہ کو قتل کراتا ہے، اس کے بعد اسود عنسی کی تتر بتر ہوئی سپاہ کو اس کے گرد جمع کر کے صنعا اور اس کے اطراف کے تمام علاقوں پر قابض کراتا ہے، اس کے بعد ایرانیوں کے خاندان کو اس کے ذریعہ دو گروہوں میں تقسیم کرا کے ایک حصہ کو آبی راستہ سے اور دوسرے گروہ کو خشکی کے راستہ سے ان کے اپنے وطن ایران روانہ کراتا ہے۔ آخر کار عرب قبائل فیروز کی مدد کے لئے آتے ہیں اور خلیفہ کی طرف سے بھیجے گئے سپاہیوں کی ہمت افزائی اور ''مہاجر بن ابی امیہ'' کے ذریعہ قیس کی حکومت کا شیرازہ بکھیر کے رکھدیتا ہے اور قیس کو گرفتار کر کے دست بستہ خلیفہ ابوبکرؓ کی خدمت میں مدینہ بھیجتا ہے۔

سیف کے اس افسانہ نے امام المورخین طبری کی تاریخ کبیر کے دس صفحوں میں جگہ لی ہے.

سیف نے اس افسانہ میں چھ راوی پیش کئے ہیں اور ہر ایک کو دوسرے پر ناظر و موید قرار دیتا ہے کہ اس میں حقیقی راویوں کے ساتھ ساتھ اس کے جعلی اور خیالی راوی بھی نظر آتے ہیں۔

سیف نے اس افسانہ کا نام ''یمانیوں کا دوسرا ارتداد'' رکھا ہے اور طبری نے بھی اسے اسی عنوان سے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے.

طبری کے بعد اس کے مکتب کے شاگردوں جیسے ابن اکثیر اور ابن خلدون میں سے ہر ایک نے اپنی باری پر اس افسانہ کو اس سے نقل کر کے اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔یہیں سے یہ موضوع ارتداد کی دوسرے روایتوں،اور اسی نام سے دوسری خونیں جنگوں اور بے رحمانہ قتل عاموں نے اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں میں ایک زندہ دلیل دیدی ہے تا کہ وہ اس ذریعہ ادعا کریں کہ اسلام تلوار کی ضرب اور زور زبردستی سے قائم ہوا ہے نہ کہ کسی اور چیز سے! عجیب بات یہ ہے کہ ابن حجر جیسے صحابی شناس علامہ نے سیف کی اس روایت کا پورا پورا فائدہ اٹھا کر،اس سے ''ذوبناق''اور''شہر''نامی دو اصحاب انکشاف کئے ہر ایک کے لئے الگ سے اپنی کتاب''اصابہ''میں شرح لکھی اور ان کے آخر میں حرف(ز) لکھا ہے تا کہ سب جان لیں کہ ان کا صرف ابن حجر نے انکشاف کیا ہے نہ کہ کسی اور نے!

اس عالم نے''ذوبناق''کو اصحاب کے پہلے طبقہ میں رکھا ہے،لیکن اس کی داستان کو''شہر''کی داستان کے حوالہ کیا ہے۔

''شہر''کی داستان اور اس کے حالات کو اپنی کتاب کے تیسرے حصہ میں درج کیا ہے اور اس کی روایت کو طبری سے نقل کیا ہے اور ہم نے دیکھا کہ طبری نے خود اس داستان کو سیف بن عمر سے نقل کیا ہے اور اس کا نام بھی''شہر ذونیاف''رکھا ہے نہ''ذونیاق''۔!

۸۶واں جعلی صحابی

معاویہ ثقفی

ابن حجر نے اس صحابی کے حالات کے سلسلہ میں ''یمانیوں کا دوسرا ارتداد'' نامی سیف کی روایت سے استفادہ کر کے یوں لکھا ہے:

معاویہ ثقفی احلاف سے:

طبری نے لکھا ہے کہ خلافت ابوبکرؓ کی ابتداء میں ''معاویہ ثقفی'' بنی عقیل کے جنگجوؤں کے ایک گروہ کی سرپرستی میں ''فیروز دیلمی'' کی مدد کے لئے گیا تھا اور اس نے یمینوں کے مرتدوں کے چنگل سے اس کے رشتہ داروں کو نجات دلائی ہے۔

سیف بن عمر نے بھی ان ہی مطالب کو درج کر کے اضافہ کیا ہے کہ معاویہ ثقفی'' کی رہبری میں عقیلیوں نے فیروز دیلمی کے رشتہ داروں کو ''اسود عنسی کے مارے جانے سے پہلے ''قیس بن عبدلغیوث'' کی قید سے نجات دلائی ہے۔ اس کے بعد ابن حجر مزید لکھتا ہے:

اس صحابی کا نسب ''عقیلی'' تھا، گویا وہ ''بنی عقیل ثقیف'' سے تھا۔ ہم نے اس سے پہلے بھی یاد دہانی کی ہے کہ۔ قریشوں اور ثقیفیوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے ابوبکرؓ کے زمانے میں یا ان ہی دنوں میں جنگوں میں شرکت کی تھی، چونکہ وہ حجتہ الوداع میں حاضر تھے اس لئے رسول خداؐ کے صحابی شمار ہوتے ہیں! (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ابن حجر نے اپنی کتاب کی اسی جلد میں چند صفحات کے بعد ''معاویہ عقیلی'' نام کے ایک اور صحابی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان ہی مذکورہ مطالب کو حسب ذیل لکھا ہے:

معاویہ عقیلی:

وہ ان افراد میں سے ہے کہ جس نے رسول خداؐ کا زمانہ دیکھا ہے۔ سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں اس کا نام لیا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے ''فیروز دیلمی کے خاندان اور دوسرے ایرانیوں کو قیس کی قید سے نجات دلائی ہے. اس ماجرا کی تفصیل یوں ہے:

جب ''قیس بن مکشوح'' نے صنعا پر قبضہ کیا اور ایرانی عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر یمن سے بالکل باہر کیا تو فیروز نے ان کی نجات کے لئے بنی عقیل سے مدد طلب کی اور اس کے نتیجہ میں عقیلوں نے ''معاویہ'' کی سرپرستی میں اس کی مدد کی اور راستے میں قیس کے سواروں کو پکڑ کر ان سے ایک جنگ لڑنے کے بعد انھیں بھاگنے پر مجبور کیا۔ اس طرح ایرانی عورتوں اور بچوں کو ان سے آزاد کرانے میں کامیاب ہوئے۔ فیروز نے بھی چند اشعار کے ذریعہ ''معاویہ'' اور عقیلیوں کی قدردانی کی ہے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ابن حجر ''معاویہ ثقفی'' اور ''معاویہ عقیلی'' نام کے دو صحابیوں کو تنہا سیف کی روایت سے انکشاف کر کے مغالطہ کا شکار ہوا ہے۔ اس نے ایک بار اس تنہا ''معاویہ کو ثقفی جان کر اس کے حالات پر روشنی ڈالی اور اسے طبقہ اول کے صحابیوں میں شمار کیا ہے اور دوسری دفعہ بھی اسی کو ''عقیلی'' کہکر صحابیوں کے تیسرے طبقہ میں شمار ہے۔

اس کی ایک دوسری فاش غلطی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے:

اس صحابی کا نسب ''عقیلی'' ہے اور گویا ''بنی عقیل ثقیف'' سے ہے!

ابن حجر اس لئے اس کو وہم کا شکار ہوا ہے کہ سیف بن عمر نے کہا ہے کہ:

> فیروز نے ''بنی عقیل بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ'' کو ایک قاصد بھیجا اور اس سے مدد طلب کی۔ عقیلی، حلفاء سے ''معاویہ نام کے ایک شخص کی سرپرستی میں اس کی مدد کے لئے آگئے۔۔۔۔۔۔۔ (تا آخر)

جبکہ ''عقیل بن ربیعہ بن عامر'' کی عقیلی اولاد معاویہ بن بکر بن ھوازن'' کی اولاد میں سے ہیں، کہ انھیں ''عقیل'' کہتے تھے اور وہ بحرین میں زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن ''ثقیف'' ''منبہ بن بکر بن ہوزان'' کی اولاد تھے اور طائف میں رہتے تھے۔

اس لحاظ سے سیف کا معاویہ عقیلی ''ثقفی'' نہیں ہوسکتا ہے تا کہ ابن حجر اور اس کے ہمفکروں کے تصور کی بنیاد پر اس معاویہ کو صحابیوں کی فہرست میں قرار دیا جاسکے۔

اور اس معاویہ ثقفی کو غلطی سے ''معاویہ ثقفی بصری'' خیال نہیں کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ ''معاویہ بصری بن عبدالکریم بن عبدالرحمان''، ثقیف کا اور ابوبکرہ کا آزاد کردہ، ''ضال'' نام سے معروف ہے ۱۸۰ھ میں وفات پائی ہے۔

اور یہ جو ابن حجر کہتا ہے، ''قریش وثقیف'' سے جن لوگوں نے ابوبکرؓ کے زمانہ کی جنگوں میں شرکت کی ہے، وہ اصحاب میں شمار ہوتے ہیں، انشاءاللہ آئندہ اس پر بحث وتحقیق کریں گے،

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس عالم نے، سیف کی اسی روایت کے پیش نظر ''سعید عافر'' کو

رسول خداؐ کے اصحاب میں شمار کرتے ہوئے اس کے بارے میں کہا ہے:

سعید بن عافر:

یہ ان پانچ افراد میں سے ہے جنھیں ابوبکرؓ نے خط لکھ کر ''فیروز دیلمی'' کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔۔۔(تا آخر کلام ابن حجر)

ہم اس سعید بن عافر کو ان افراد میں سے شمار کرتے ہیں کہ سیف نے جن کیلئے صحابیت کو گڑھ لیا ہے۔ انشاء اللہ ہم اس کتاب کے اگلے صفحات میں اس سعید اور اس جیسے دوسرے اشخاص کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

افسانہ ''شہر و معاویہ'' سے سیف کا نتیجہ:

سیف نے ''قیس'' کے صنعا میں ابوبکرؓ کے منصوب حاکم کے خلاف شورش کے افسانہ میں رسول خداؐ کے لئے مندرجہ ذیل دو صحابی جعل کئے ہیں۔

۱۔ شہر ذو یناف، یا (ذو یناق)

۲۔ معاویہ ثقفی

ان کو جعل کرنے کے علاوہ سیف بن عمر نے درج ذیل حقیقی اشخاص:

۳: معاویہ عقیلی۔

۴۔ سعید بن عافر اور ان جیسے دیگر اشخاص کو، جن کے حالات پر ہم بعد میں روشنی ڈالیں گے، رسول خداؐ کے صحابی شمار کیا ہے۔

اس کے علاوہ سیف نے ایسی روایت گڑھ کر اپنے قبیلہ کے دیرینہ دشمنوں یعنی یمانی اور قحطانیوں پر دوبار مرتد ہونے اور دین اسلام سے منحرف ہونے کی تہمت لگا کر ان کی سرزنش اور ملامت کی ہے۔

سیف کے ان ہی جھوٹ کے پلندوں کی وجہ سے، یہ اتہامات اسلام کے معتبر منابع ومصادر میں حقیقی اور تاریخی مآخذ کے طور پر درج کئے گئے ہیں تا کہ یمانی وقحطانیوں کے لئے رسوائی کے علاوہ خود اسلام کے پیکر پر ایک کاری ضرب واقع ہو! کیونکہ سیف نے ارتداد کی جنگوں کے تعجب انگریز افسانوں کو خلق کر کے، لشکر کشیوں اور ہزار ہا بے گناہ انسانوں کا خون بہا کر یہ دکھلایا ہے کہ اسلام زور زبردستی، تلوار کی ضرب، خون کی ہولی کھیل کر اور خوف ودہشت کے ذریعہ پھیلا ہے نہ کہ کسی اور چیز سے۔ افسوس ہے کہ اس کے افسانوں کو اسلام کی معتبر تاریخ کی کتابوں میں جگہ ملنے کی وجہ سے اس کے مقاصد پورے ہوئے ہیں۔!

مصادر وماخذ

ذو یناف کے حالات:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر	(۱/ ۴۷۷)	حصہ اول نمبر: ۲۴۸۳

شہر کے حالات:

ا۔ اصابہ ابن حجر	(۱۶۳/۲)	حصہ سوم نمبر: ۲۹۸۷

معاویہ ثقفی کے حالات:

ا۔ اصابہ ابن حجر	(۴۱۷/۳)	حصہ اول نمبر: ۸۰۸۶

معاویہ عقیلی کے حالات:

''اصابہ'' ابن حجر	(۴۷۳/۳	حصہ سوم نمبر: ۸۴۸۳

افسانہ شہر، معاویہ، اور قیس کے بارے میں سیف کی روایات:

ا۔ ''تاریخ طبری''	(۱۹۸۹/۱۔۱۹۹۹)
۲۔ ''تاریخ ابن اثیر''	(۲۸۷/۲۔۲۸۹)
۳۔ تاریخ ابن کثیر	(۳۳۱/۶)
۴۔ ''تاریخ ابن خلدون''	(۲۷۴/۲۔۲۷۸)

داستان قیس کے بارے میں تاریخی حقائق:

۱۔''فتوح بلدان'' بلاذری (۱۲۷)

معاویہ بن عبدالکریم کے حالات:

۱۔''جرم وتعدیل'' (۳۸۱/۴) حصہ اول نمبر: ۱۷۴۹

۲۔''تاریخ بخاری'' (۳۳۷/۴) حصہ اول نمبر: ۱۴۵۱

۳۔''تذھیب الکمال'' (۳۲۶)

ساتواں حصہ:

حضرت ابوبکرؓ کی جنگوں میں شرکت کرنے کے سبب بننے والا اصحاب

- ۸۷۔ سیف بن نعمان لخمی
- ۸۸۔ ثمامہ بن اوس طائی
- ۸۹۔ مہلہل بن زید طائی
- ۹۰۔ غزال ھمدانی
- ۹۱۔ معاویہ بن آنس سلمی
- ۹۲۔ جراد بن مالک تمیمی
- ۹۳۔ عبد بن غوث حمیری
- حضرت ابوبکرؓ کی سپاہ کو مدد پہنچانے کے سبب بننے والے اصحاب۔

۷۹ واں جعلی صحابی

سیف بن نعمان

اس صحابی کو ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں یوں پہچنوایا ہے:

سیف بن نعمان لخمی:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں لکھا ہے کہ ''سیف بن نعمان'' نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے اوائل میں ''اسامہ بن زید'' کیساتھ ''بنی جذام'' کی جنگ میں شرکت کی ہے اور اس کے کچھ اشعار بھی درج کیئے ہیں (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس صحابی کا نسب:

سیف بن عمر نے اس صحابی کو ''لخمی'' خلق کیا ہے کہ یہ ''بنی زید بن کہلان کے ابن سبأ کے مالک بن عدی'' کے ''لخم'' سے نسبت ہے۔ لخم و جذام دو قبیلے تھے اور یمن میں زندگی بسر کرتے تھے۔

سیف بن نعمان اور بنی جذام کی جنگ:

اسامہ بن زید کی جذام سے جنگ کی خبر ۱۱ھ کے حوارث کے ضمن میں تاریخ طبری میں آئی ہے لیکن اس میں سیف بن عمر کے خلق کیئے گئے اور منظور نظر سیف بن نعمان کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن حجر نے اس صحابی کے حالات کو بلا واسطہ سیف بن عمر کی

کتاب ''فتوح'' سے نقل کیا ہے اور طبری نے اسے نقل نہیں کیا ہے۔

اس کے علاوہ سیف بن نعمان کا نام ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' کے علاوہ اسلامی منابع و مصادر کی کسی اور کتاب میں نہیں پایا جاتا ہے۔ اس لئے قاعدہ کے مطابق ہم نے اس سیف بن نعمان لخمی کو سیف بن عمر کے جعلی اصحاب میں شمار کیا ہے۔ ابن حجر نے سیف بن نعمان لخمی کو اپنی کتاب کے تیسرے حصہ میں قرار دیا ہے کیونکہ سیف بن عمر نے کہا ہے کہ اس نے ابوبکرؓ کی خلافت کے اوائل میں جذامیوں کی جنگ میں شرکت کی ہے!

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سیف کا ''سیف بن نعمان لخمی'' ''سیف بن نعمانی'' سے الگ ہے کہ بخاری نے اپنی تاریخ میں اس کے حالات پر روشنی ڈالی ہے اور جس سیف کا بخاری نے نام لیا ہے وہ ''تابعین'' کے شاگردوں میں سے تھا نہ یہ کہ خود صحابی ہوتا۔

مصادر و مآخذ

سیف بن نعمان لخمی کے حالات:

ا۔''اصابہ''ابن حجر (۲/۱۱۸) تیسرا حصہ نمبر:۳۷۲۶

خاندان لخمی کا نسب:

ا۔''اللباب'' (۳/۶۸)

اسامہ بن زید کی جذامیوں سے جنگ:

ا۔تاریخ طبری (۱/۱۸۷۲)

سیف بن نعمان، شاگرد و پیرو تابعین کے حالات:

ا۔تاریخ بخاری (۲/۱۷۲) دوسرا حصہ نمبر:۲۳۷۰

۸۸واں جعلی صحابی

ثمامہ بن اوس

ابن حجر اس صحابی کے تعارف میں یوں لکھتا ہے:

ثمامہ بن اوس بن ثابت بن لام طائی:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دوران جب ''ضرار بن ازور''طلیحہ'' سے نبرد آزما تھا، ثمامہ بن اوس'' نے اسے یعنی ضرار کو حسب ذیل مضمون کا ایک پیغام بھیجا ہے:

میرے ساتھ ''جلدیلہ'' کے پانچ سو جنگجو ہیں۔۔۔۔۔ (تا آخر داستان)

اس موضوع سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا ہے۔ (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

مذکورہ داستان کہ جس کے بارے میں ابن حجر نے صرف ایک اشارہ کیا ہے، طبری نے ۱۱ ھ کی روداد کے ضمن میں ''طلیحہ سے ملحق ہونے کے بارے میں غطفان کی باقی خبر کو'' کے عنوان سے کہ جب وہ طلیحہ سے ملحقہ ہوئے ہیں ''عمارۃ بن فلان اسدی'' کے ذریعہ سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں حسب ذیل درج کیا ہے:

جب طلیحہ اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہوا، تو رسول خداؐ نے ''ضرار بن ازور'' کو مأمور کیا کہ بنی

اسد'' میں آنحضرتؐ کے کارگزاروں سے رابطہ قائم کر کے انھیں طلیحہ کی بغاوت کو سرکوب کرنے کے لئے آمادہ کرے۔

رسول خداؐ کے اشارہ پر طلیحہ سے جنگ کرنے کے لئے ایک سپاہ آمادہ ہوئی اور مسلمانوں نے ''واردات'' کے مرتدوں اور ''سمیرا'' مشرکوں کو سرکوب کرنے کے لئے مورچے سنبھالے۔ دوسری طرف ذوالخمار بن عوف جذمی' اور اس کے ساتھی بھی ''طلیحہ'' کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔

اسی اثناء میں'' ثمامہ بن اوس بن لام طائی'] نے اس کے لئے پیغام بھیجا کہ:

میرے ساتھ ''جدیلہ'' کے پانچ سو جنگجو ہیں، اگر کوئی مہم پیش آئے اور تمہارے لئے کام مشکل ہو تو ہم ''قر دودہ یا النسر'' کی بلندیوں کے نزدیک مورچے سنبھالے ہوئے ہیں اور ہر لحہ تمہاری مدد کے لئے تیار ہیں۔

ہم اس بحث پر دوبارہ روشنی ڈالیں گے۔

۸۹واں جعلی صحابی

مہلہل بن زید

ابن حجر نے اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

مہلہل بن زید الخیل طائی:

''طی'' کی طرف سے رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچنے والے نمایندوں میں اس صحابی کا نام دکھائی نہیں دیتا ہے،، بہر حال سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں اس کا نام لیا ہے اور لکھا ہے کہ جب ''ضرار بن ازور'' پیغمبری کے مدعی ''طلیحہ'' سے لڑ رہا تھا، ''مہلہل بن زید صائی'' نے اس کے لئے پیغام بھیجا ہے کہ اگر طلیحہ سے جنگ میں مشکل سے دوچار ہوئے تو ہمیں اطلاع دینا ہم، عرب جنگجوؤں کے ہمراہ ''اکناف''، ''قید'' کے کنارے پر مورچے سنبھالے ہوئے ہیں، اور تمہاری مدد کے لئے حاضر ہیں۔

یہ مطلب اس بات کی دلیل ہے کہ اس صحابی' مہلہل بن یزید نے رسول خداؐ کا زمانہ دیکھا ہے، کیونکہ ''طلیحہ'' کی داستان ابوبکرؓ کے زمانہ میں پیش آئی ہے اور اس کا باپ یزید الخیل بھی معروف صحابی ہے۔ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

مہلہل بن زید کا نام سیف کی ایک دوسری روایت میں ۲۲ھ کے حوارث کے ضمن میں ''تاریخ طبری'' میں آیا ہے۔ طبری نے اس روایت میں سیف سے نقل کر کے لکھا ہے:

''نعیم بن مقرن'' نے علاقہ ''دستبی'' کے نظم و انتظام کوفہ کے سرداروں ''عصمۃ ابن عبداللہ ضبّی'' اور ''مہلہل بن زید طائی'' میں تقسیم کیا اور۔۔۔(یہاں تک کہ کہتا ہے:)

یہ لوگ (یعنی عصمۃ ابن عبداللہ اور مہلہل) پہلے حاکم تھے جو علاقہ دستبی سے ''دیلمیوں'' سے جنگ کے لئے اٹھے ہیں۔

یہ بات قابل بیان ہے کہ ''اسد الغابہ'' ''تجرید'' اور اصابہ'' میں ''مسلمہ الضبی'' کی روایت کی بنا پر ایک اور ''مہلہل'' کے حالات کی تشریح ملتی ہے کہ ابن حجر نے اس کی پہچان کے سلسلے میں لکھا ہے:

اس صحابی کو پہچوانے کے سدمہ میں ایک ایسے راوی کا نام ملتا ہے جو سخت مجہول اور نا معلوم ہے!

اس لحاظ سے ابن حجر کی کتاب ''اصابہ'' میں رسول خداؐ کے صحابی کے عنوان سے دو مہلہل دکھائی دیتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ مہلہل طائی، کہ ابن حجر نے اس کے حالات کی تفصیل سیف بن عمر سے نقل کی ہے۔

۲۔ مہلہل مجہول النسب: اس کے حالات کی تشریح ایک مجہول اور نا معلوم راوی سے نقل کی گئی ہے۔

ثمامہ و مہلہل کے بارے میں ایک مجموعی بحث

ہم دوبارہ اصل داستان کی طرف پلٹتے ہیں:

طبری نے ۱۱ھ کے حوادث کے ضمن میں سیف بن عمر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ جب طلیحہ مرتد ہوا اور اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا، تو رسول خداؐ نے ''ضرار بن ازور'' کو حکم دیا کہ

قبائل بنی اسد میں آنحضرتؐ کے کارگزاروں اور گماشتوں سے رابطہ برقرار کرکے انھیں طلیحہ کی بغاوت کو کچلنے کے لئے آمادہ کرے۔

رسول خداؐ کے حکم سے مسلمان آمادہ ہو کر طلیحہ سے لڑنے کے لئے باہر نکلے اور انہوں نے ''واردات'' کے مقام پر اور مشرکوں نے ''سمیرا'' کے مقام پر مورچے سنبھالے۔ ''ذوالخمار بن عوف جذمی'' نے طلیحہ کے مقابلے میں اپنی سپاہ کو لا کھڑا کیا تھا۔

اسی اثناء میں ''ثمامہ بن اوس بن لام طائی'' نے ذوالخمار'' کو پیغام بھیجا کہ میں ''جدیلہ'' کے پانچ سو جنگجوئی کے ہمراہ ''قر دودہ یا انسر'' کی بلندیوں کے پاس مورچے سنبھالے ہوئے ہوں، اگر طلیحہ سے جنگ میں کوئی مشکل پیش آئی تو ہم تمہاری مدد کے لئے آمادہ ہیں

مہلہل بن زید نے بھی ذوالخمار کو پیغام بھیجا کہ میرے ساتھ قبیلۂ طے ''غوثی'' کے جنگجو ہیں اور ہم نے ''فید'' کے اطراف میں مورچے سنبھالے ہیں۔ اگر طلیحہ کے ساتھ تمہیں جنگ میں کوئی مشکل پیش آئی تو ہم مدد کے لئے آمادہ ہیں۔

سیف نے یہاں پر خصوصی تاکید کی ہے کہ طی کے جنگجو ''ذوالخمار بن عوف'' کے گرد جمع ہو کر اس کے حکم کی اطاعت کر رہے تھے۔

''ثمامہ اور مہلہل'' کے اسناد:

اس سے پہلے کہ ہم سیف کی روایت اور اس کی روایت کو سمجھنے میں ابن حجر کے مغالطہ کے بارے میں بحث کریں، مناسب ہے کہ پہلے یہ دیکھیں کہ سیف نے اپنے افسانہ کو کن راویوں کی

زبان سے جاری کیا ہے اور یہ افسانہ کس طرح اسلامی منابع و مصادر میں درج ہوا ہے

سیف نے اپنی روایت کو ''طلحہ بن اعلم اور حبیب بن ربیعہ اسدی سے اور عمارۃ بن فلانی اسلامی'' سے روایت کی ہے کہ ان میں ''حبیب و عمارہ'' اس کے جعلی راوی ہیں۔

معتبر منابع میں سیف کا افسانہ:

سیف کی یہی جعلی روایت مندرجہ ذیل جغرافیا کی کتابوں اور رسول خداؐ کے صحابیوں کے حالات پر مشتمل کتابوں میں نظر آتی ہے۔

عالم اسلام کا عظیم جغرافیہ دان یاقوت حموی اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں لفظ ''اکناف'' کے سلسلے میں لکھتا ہے:

''اکناف'':

جب طلیحہ بن خویلد نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور ''سمیرا'' میں پڑاؤ ڈالا۔ مہلہل بن زید طائی نے اس کے لئے پیغام بھیجا کہ میرے ساتھ ''غوث'' کے دلیر اور جنگجو ہیں، اگر کوئی مسئلہ پیش آیا اور کسی قسم ضرورت محسوس کی، تو ہم نے ''اکناف'' میں ''فید'' کے نزدیک مورچے سنبھالے ہیں۔

حموی نے بھی لفظ ''سمیراء'' کے سلسلہ میں سیف کی اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے اور مہلہل کے طلیحہ کو مدد کرنے کی روایت کی ہے۔

اس کے علاوہ وہ لفظ ''قردودہ'' کے بارے میں لکھتا ہے:

جب طلیحہ بن خولید نے پیغمبری کا ادعا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔(یہاں تک کہتا ہے:)

ثمامہ بن اوس نے پیغام بھیجا کہ میرے ہمراہ جدیلہ کے پانچ سو دلاور جنگجو ہیں اگر تجھ پر کوئی مشکل گزری اور ہماری مدد کی ضرورت کا احساس کیا تو ہم ''قردودہ'' میں مورچے سنبھالے ہوئے ہیں. اس طرح حموی جیسا دانشمند اور محقق اپنی گراں قدر کتاب میں دوجگہ پر لکھتا ہے کہ مہلہل نے طلیحہ کو پیغام بھیجا اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے مدد کرنے کا اعلان کیا ہے.

جبکہ ہم نے دیکھا کہ ابن حجر ثمامہ اور مہلہل کے حالات کی تشریح میں لکھتا ہے کہ ان دو صحابیوں نے ''ضرار بن ازور'' کے لئے پیغام بھیجا ہے اور طلیحہ سے اس کی جنگ میں مدد کرنے کی پیشکش کی ہے، جبکہ ان دونوں عالموں نے مغالطہ کیا ہے، کیونکہ:

تاریخ طبری میں موجود سیف کی روایت میں بالترتیب ''طلیحہ ،ضرار اور ذوالخمار'' کے نام آئے ہیں۔اور عبارت ''وَاَرسَلَ اِلَیہِ'' جہاں پر سیف کہتا ہے: ''واقبل ذوالخمار بن عوف جذمی حتی نذل بازاء طلیحہ وارسل الیہ۔۔'' میں (اس کی) ضمیر داستان کے آخری شخص ذوالخمار کی طرف پلٹتی ہے۔یعنی ثمامہ و مہلہل نے ''ذوالخمار'' کے لئے پیغام بھیجا ہے اور اپنی طرف سے مدد کی پیشکش کی ہے نہ کہ ضرار یا طلیحہ کے لئے اس کے علاوہ سیف نے افراد ''صبی'' کی طرف سے ذوالخمار کو مدد کرنے کی آمادگی کے سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ ''طی'' کے جنگجو ''ذوالخمار'' کے گرد جمع ہو کر اس کے حکم کی اطاعت کرنے پر آمادہ تھے۔

یہ اتفاق اس لحاظ سے پیش آیا تھا کہ جاہلیت کے زمانہ میں قبائل ''بنی اسد، غطفان اور طی'' کے درمیان یکجہی اور ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرنے کا ایک معاہدہ طے پایا تھا۔لیکن رسول خداؐ

کی بعثت سے پہلے ایک زمانہ میں قبائل بنی اسد اور غطفان طی کے خلاف متحد ہوئے اور ''جدیلہ و غوث'' کے قبیلوں کو ان کے وطن و گھر سے نکال باہر کر کے آوارہ کر دیا تھا۔

قبیلہ عوف کے افراد نے اس پیمان شکنی سے چشم پوشی کرتے ہوئے غطفان سے جدا ہو کر ''جدیلہ و غوث'' کے قبیلوں کو چلے جانے سے روکا اور ان کے ساتھ دوبارہ عہد و پیمان باندھا اور عملاً افراد ''طی'' سے اپنی مدد کا مظاہرہ کیا۔ بنی طی نے بھی وہاں سے چلے جانے سے اجتناب کیا اور بدستور اپنی جگہ پر باقی رہے۔۔۔۔(تا آخر)۔

ہم یہاں پر دیکھتے ہیں سیف نے قبائلی تعصب کے پیش نظر ایسا دکھایا ہے کہ ''جدیلہ'' کے افراد ''ثمامہ بن اوس کے ساتھ اور ''غوثی'' کے دلاوروں نے مہلہل بن ''زید کی کمانڈ میں ذوالخمار'' کی مدد کے لئے قبائل طی کو اپنے ساتھ لے کر اپنی آمادگی کا اعلان کیا تھا، نہ کہ ضرار بن ازور کی مدد کرنے کے لئے جس کی ابن حجر نے صراحت کی ہے۔

خلاصہ:

سیف تنہا شخص ہے جس نے یہ روایت بیان کی ہے اور ابن حجر نے اس کے ایک حصہ پر اعتماد کر کے ''ثمامہ اور مہلہل'' کے حالات لکھا کر انھیں رسول خداؐ کے صحابیوں کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

یہ دانشمند ثمامہ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اخذ کرتا ہے کہ اس صحابی نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا ہے۔ اور مہلہل کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس صحابی نے رسول خداؐ کا زمانہ دیکھا

ہے اور اس حکم کو وہاں سے جاری کرتا ہے کہ ''طلیحہ بن خولید کی داستان ابوبکرؓ کے زمانہ میں پیش آئی ہے''

اور مہلہل کے حالات کی تشریح کی ابتداء میں کہتا ہے:

اس کا نام طی کے نمایندوں میں نہیں پایا جاتا ہے۔

ان نمائندوں سے ابن حجر کی مراد قبیلہ طی کے منتخب شدہ وہ پندرہ افراد ہیں جو سنہ ۱۰ھ میں ''زید الخیل اور ''قبیصہ'' کی سرپرستی میں رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچے تھے، اور آنحضرتؐ نے زید کا ''زید الخیر'' نام رکھا تھا جو قبیلہ میں واپس آنے کے بعد فوت ہو گیا۔ ابن حجر نے اسی نسبت سے مہلہل کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

اس کا باپ زید الخیل ایک معروف صحابی ہے۔

زید الخیل طائی کے بیٹے:

ابن حزم نے اپنی کتاب ''انساب'' میں زید کے بیٹوں کا ذکر یوں کیا ہے:

زید الخیر کے بیٹے حسب ذیل تھے:

مکنف، عروہ، حنظلہ اور حریث

ابن کلبی نے بھی زید کے بیٹوں کا ایک ایک کر کے نام لیا ہے۔ لیکن ان دو مصادر۔ انساب ابن حزم و ابن کلبی۔ اور دیگر معتبر مصادر میں ''مہلہل بن زید الخیل طائی'' نام کا کہیں کوئی سراغ نہیں

ملتا اور اسی طرح قبیلہء طی میں ''ثمانہ بن اوس طائی'' نام کا کوئی شخص موجود نہیں ہے

اب رہی، ابوالفرج اصفہانی کی بات جسے وہ اپنی کتاب ''اغانی'' میں درج کر کے کہتا ہے:

زید کے تین بیٹے تھے، یہ سب شاعر تھے، ان کے نام عروہ، حریث اور مہلہل تھے لیکن لوگ زید کے دو فرزندوں ''عروہ اور حریث'' کے علاوہ اس کے کسی اور بیٹے کے بارہ میں یقین نہیں رکھتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفرج نے اس مطلب کو ذکر کرتے وقت سیف کی روایت کو مد نظر رکھا ہے۔

مصادر و مآخذ

تمامہ بن اوس طائی کے حالات:

ا۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۱/۲۰۷) تیسرا حصہ نمبر: ۹۷۸

مہلہل بن زید طائی کے حالات:

ا۔ اصابہ ابن حجر (۳/۴۷۸۔۴۷۹) نمبر: ۸۴۷۳

مہلہل مجہول النسب کے حالات:

ا۔ ''اسد الغابہ'' ابن اثیر (۴/۴۲۵)

۲۔ ''تجرید'' ذہبی (۲/۹۹)

۳۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۳/۴۴۷)

طلیحہ، ثمامہ اور مہلہل کی داستان کے بارے میں سیف کی روایت:

ا۔ ''تاریخ طبری'' (۱/۱۸۹۱۔۱۸۹۳)، (۱/۲۱۴۹۔۲۶۵۰)

زید الخیل کا نسب:

ا۔ ''جمہرہ انساب'' ابن حزم (۴۰۳)

۲۔ ''تلخیص جمہرہ ابن کلبی'' (۲۶۰) نسخہ فوٹو کاپی کتابخانہ آیۃ اللہ نجفی مرعشی قم۔

علیہ السلام طی کے بارے میں ایک تشریح:

۱۔ تلخیص جمہرہ ابن کلبی (۲۶۰)

۲۔ ''اغانی'' ابوالفرج اصفہانی طبع ساسی (۱۶/۴۷)

علیہ السلام طی کے نمایندوں کی داستان:

۱۔ ''تاریخ ابن خلدون'' (۲/۲۵۹)

''اکناف، انسر، سمیرا اور قردودہ'' کی تشریح:

۱۔ ''معجم البلدان'' یاقوت حموی

۹۰واں جعلی صحابی

غزال ہمدانی

ابن حجر نے اس صحابی کو یوں پہچنوایا ہے:

غزال ھمدانی:

سیف بن عمر نے اس سے ایک شعر نقل کیا ہے کہ جس میں غزال نے ''اسود عنسی'' کی ہجو کی ہے اور اس کے قاتل کی ستائش کی ہے۔ حسب ذیل ہے:

افسوس! کہ ہماری اور ہمارے مردوں کی یہ قسمت نہ تھی کہ ہمارے ہاتھوں وہ۔ اسود۔ موت کے گھاٹ اتارا جاتا اور نابود ہوتا! (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

سیف نے اس کے لئے جس نسب کو منتخب کیا ہے وہ ھمدانی ہے کہ یہ ''ھمدان بن مالک'' سے ایک نسبت ہے۔ جو قبائل قحطان سے بنی زید بن کہلون کا پوتا تھا۔

غزال ھمدانی کی داستان روایت:

ابن حجر نے جو روایت سیف سے نقل کر کے غزال ھمدانی کے بارے میں درج کی ہے، اسے طبری نے اپنی تاریخ میں درج نہیں کیا ہے۔ لیکن اس کے بجائے ۱۱ھ کو حوادث کے ضمن میں ایک دوسری روایت سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کی ہے اور اس میں کہتا ہے:

خلیفہ عمر ابن خطابؓ نے اس سال ایرانیوں سے جنگی تیاریوں کے ضمن میں مختلف پرچموں کو معروف جنگی افراد کے نام سے وابستہ کیا اور انھیں ابن ام غزال کے ہاتھ ان کے لئے بھیجدیا۔

اور ۲۱ھ کے حوارث کے ضمن میں ''یزدگرد کے خراسان کی طرف فرار'' کے عنوان سے سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے:

احنف بن قیس جب یزدگرد سوم، آخری ساسانی پادشاہ کا پیچھا کرتے ہوئے مروانشاہ جہاں ''میں داخل ہوا، تو کوفہ کی طرف سے ایک فوج چار نامور عرب افسروں کی سرکردگی میں کہ ان میں سے ایک ''ابن ام غزال ھمدانی'' بھی تھا، اس کی مدد کے لئے پہنچی۔

افسانہ غزال میں سیف کے اسناد:

طبری کے مطابق سیف نے مندرجہ ذیل ناموں کو راوی کے طور پر پیش کیا ہے:

۱۔ محمد، یا محمد بن عبداللہ بن سواد نویرہ۔

۲۔ مہلب یا مہلب بن عقبہ اسدی۔ اور اس سے پہلے ہم نے کہا ہے کہ یہ دونوں راوی سیف کے ذہن کی تخلیق ہیں اور خارج میں وجود نہیں رکھتے۔

بحث کا نتیجہ:

غزال ہمدانی کے بارے میں سیف کی روایتوں پر بحث و تحقیق کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ابن حجر نے سیف بن عمر کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے۔ یہ جو اس نے کہا ہے کہ غزال نے ایک شعر کہا ہے اور

اس میں ''اسود عنسی'' کی ہجو کی ہے اور اس کے قاتل کی ستائش کی ہے، اس سے اس نے یہ تصور کیا ہے کہ سیف کے غزال ہمدانی نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ کی ارتداد کی جنگوں کو دیکھا ہوگا، لہذا یہ صحابی ہے! اس لحاظ سے اس نے اس صحابی کو اپنی کتاب کے تیسرے حصہ میں قرار دیا ہے۔

واضح ہے کہ اگر اس عالم نے سیف کی روایت پر تاریخ طبری'' میں دقت کی ہوتی تو دیکھ لیتا کہ یہی صحابی خلیفہ عمرؓ کی طرف سے سرداری اور سپہ سالاری کے پرچم لے کر جاتا ہے، تو بے شک اسے اپنی کتاب کے پہلے حصے میں جگہ دیتا اور صحابیوں کے سرداروں کے زمرے میں قرار دیتا! اور معروف قاعدہ'' قدماء کی رسم یہ تھی۔۔۔۔'' اس پر لاگو کر کے اس کے حالات مفصل طور پر لکھتا!!

مصادر و مآخذ

عليه السلامغزال ھمدانی کے حالات:

ا۔''اصابہ''ابن حجر (۱۸۹/۳) حصہ سوم نمبر: ۶۹۳۵

عليه السلامغزال ھمدانی کے بارے میں سیف کی روایت

ا۔''تاریخ طبری'' (۲۵۶۹/۱۔۲۶۸۳)

عليه السلامقبائل ھمدان کا نسب

ا۔''جمہرہ انساب'' ابن حزم (۳۹۲۔۳۹۵)

۹۱واں جعلی صحابی

معاویہ بن انس

ابن حجر اس صحابی کے تعارف میں لکھتا ہے:

معاویہ بن انس سلمی:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب "فتوح" میں اس کا نام لیا ہے۔ اور اس نے سہل بن یوسف سے، اس نے قاسم بن محمد سے نقل کر کے لکھا ہے کہ معاویہ بن انس ان افراد میں سے تھا جس نے پیغمبر خداؐ کی حیات میں پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے اسود عنسی سے جنگ کی ہے۔

(ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس صحابی کا نسب:

ابن حجر نے اپنی کتاب میں اسے "سلمی" معرفی کیا ہے، اور یہ نام بعض قبائل "عدنان وقحطان" سے منسوب ہے۔ ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ سیف نے اپنے اس صحابی کو ان میں سے کس قبیلہ سے پیدا کیا ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تاریخ طبری" میں "معاویہ ابن انس" کا نام نسب کے ذکر کے بغیر آیا ہے۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ ابن حجر نے اس نسب کو براہ راست سیف کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

معاویہ انس کی روایت اور داستان:

جو کچھ ابن حجر نے ''معاویہ انس'' کے حالات اس کے تعارف میں سیف کی کتاب فتوح سے نقل کیا ہے، طبری نے اس کو اپنی تاریخ میں درج نہیں کیا ہے، بلکہ اس نے ۱۱ھ کے حوارث کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے ایک روایت میں یمن کے مرتدوں کا ذکر نے اور رسول خداؐ کے'' مکہ، طائف، عک، اشعریین اور صنعاء میں موجود آنحضرتؐ کے گماشتوں اور کارگزاروں جن میں بعض جعلی اصحاب بھی نظر آتے ہیں۔ کا نام لینے کے بعد لکھا ہے:

رسول خداؐ کی حیات کے زمانہ میں اسود صنعا میں داخل ہوا۔ رسول خداؐ نے چند سفیروں کو بھیج کر اور چند سفیروں کو خطوط لکھ کر اسود کا محاصرہ کرایا اور سرانجام اسود قتل کیا گیا اور علاقہ میں امن وامان برقرار ہوا۔

اس کے بعد طبری سیف سے نقل کر کے اس داستان کو یوں لکھتا ہے:

اسود کے قتل ہونے کے بعد اس کے سپاہی ''نجران'' اور ''صنعا'' کے درمیان آشفتہ حال اور دربدر ہوئے، نہ کسی کو پناہ گاہ پاتے تھے اور نہ کوئی انھیں پناہ دیتا تھا اور نہ کوئی ان کی حمایت کرنے پر حاضر تھا۔ تاوقتیکہ رسول خداؐ کی رحلت کی خبر اس علاقہ میں پہنچی تو یمن اور اس کے شہر بغاوتوں اور اضطراب سے دوچار ہوئے۔ اس اثناء میں عمرو بن معدی کرب سرزمین ''قروۃ بن مسیک'' میں اور معاویہ بن انس اسود عنسی کے فراریوں کے درمیان رفت وآمد میں مشغول تھے، ابوبکرؓ نے رسول خداؐ کی پیروی کرتے ہوئے سفراء کو روانہ کرنے اور خطوط لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تا کہ یمن مرتدوں کے

خلاف کاروائی کرے اور یہاں تک کہ اسامہ بن زید واپس لوٹا اور۔۔۔۔۔۔(تا آخر داستان)

افسانۂ معاویہ میں سیف کے اسناد:

''تاریخ طبری'' اور ابن حجر کی ''اصابہ'' میں معاویہ کے حالات کی تشریح میں سیف کی کتاب ''فتوح'' سے ''سہل بن یوسف'' اس داستان کا راوی ہے۔ سیف نے اس کو سلمی اور انصار کہا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بارہا کہا ہے کہ اس قسم کا راوی حقیقت میں وجود نہیں رکھتا ہے اور یہ سیف بن عمر کی خیالی تخلیق ہے۔

افسانۂ معاویہ سے سیف کا مقصد:

سیف نے اسود کے قتل ہونے کے بعد اپنے افسانوں میں یمانیوں پر دوبار مرتد اور اسلام سے منحرف ہونے کی تہمت لگائی ہے۔ سیف کی نظر میں ان کا پہلا ارتداد وہی تھا جس پر بحث ہوئی ان کے دوسرے ارتداد کا ذکر شہر ''ذو یناف'' یا ''ذو ینا ق'' کی روایت کے سلسلہ میں گزرا ہے۔

سیف نے ان دو ارتدادوں کے سلسلہ میں یمانیوں پر جھوٹی تہمت لگائی ہے، اس طرح اس نے، ماہروں، فوجیوں، افسروں کو نصب کرنے، ضروری احتیاط برتنے، بر وقت اقدامات اور نرم رویہ اپنانے، جنگی میدانوں میں حکمت عملی اور سرکوبی وغیرہ جیسے کارنامے بیان کرکے رجز خوانیاں کی ہیں۔ سیف تنہا شخص ہے جس نے یمانیوں کے دوبار مرتد ہونے کی روایت کی ہے، اور اس سلسلہ میں تمام روایتوں اور افسانوں کو گڑھ لیا ہے۔ وہ اسلام اور اس کی تاریخ کے خلاف انجام دئے گئے اپنے

اس ظلم میں اچھی طرح جانتا تھا کہ کہاں پر کس طرح ضرب لگائے!

وہ اس طرح کے حوارث کی تشریح میں واقعی اور جعلی اصحاب دونوں کی ستائش کرتا ہے اور ان کے بارہ میں ایسی باتیں کہنا اور علماء اور مورخوں کو ان کی شجاعت و جواں مردی، دلیری، کارناموں، حکمت عملی اور ان کی دور اندیشی کے مقابلہ میں اس حد تک تعجب میں ڈالتا ہے کہ وہ ان اصحاب کے مناقب و اوصاف سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ لہذا وہ مجبور ہو کر اس کے ان افسانوں کو اپنی کتابوں میں بعض تفصیل سے اور بعض خلاصہ اور اشارہ کے طور پر درج کرتے ہیں۔

اس قسم کے علماء میں امام المؤرخین طبری ہراول دستے کی حیثیت رکھتا ہے سیف کی تمام روایتوں کو نقل کر کے اس نے پورے حوصلہ اور فراغت سے اپنی کتاب میں درج کرتا ہے۔

طبری کے بعد ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون نے بھی جو کچھ طبری نے سیف سے نقل کیا ہے، انہوں نے اس سے نقل کر کے اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے!

اس ترتیب سے ارتداد کی جنگوں سے مربوط روایتیں، خاص کر وہ جنگیں جو اصل' میں وجود میں ہی نہیں آئی ہیں، سیف بن عمر کی زبان سے نقل ہو کر! اسلام کی معتبر اور گرانقدر کتابوں کے متون میں درج ہو کر زبان زد خاص و عام ہوئی ہیں۔ ان علماء کے سیف سے اس قسم کے مخلصانہ تعاون کے نتیجہ میں، سیف اپنی مرضی کے مطابق اسلام کو پہنچوانے کے اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے۔ کیونکہ سیف کی باتوں سے مجموعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام تلوار کی ضرب اور بے گناہوں کے خون کی ہولی کھیلنے سے مستحکم ہو کر پھیلا ہے نہ یہ کہ اس نے اپنے پیروؤں کے دلوں میں اثر کر کے استحکام حاصل کیا ہے!! اور یہ وہ بہترین حربہ ہے جو سیف نے اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ دیا ہے تا کہ وہ اسے دلیل

کے طور پر پیش کریں اور اس سے دین اسلام پر کاری ضرب لگائیں ۔ کیا سیف اس کے علاوہ کوئی اور چیز چاہتا تھا؟

ابن حجر نے بھی ان ہی مطالب سے متاثر ہو کر اور سیف کی اس قسم کی روایتوں کی طرف رجوع کر کے اس کے جعلی اصحاب کے حالات پر اپنی کتاب ''اصابہ'' میں روشنی ڈالی ہے، اس ''طرح معاویہ بن انس'' کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے اپنی کتاب کے پہلے حصہ کے صحابیوں میں درج کیا ہے۔

مصادر و مآخذ

علیہ السلام معاویہ بن انس کے حالات:

۱۔ ''اصابہ'' ابن حجر (۴۱۰/۳) حصہ اول نمبر: ۸۰۶۰

علیہ السلام یمانیوں کے ارتداد کے بارے میں سیف کی روایت:

۱۔ ''تاریخ طبری'' (۱۹۸۲/۱۔۱۹۸۴)

۲۔ ''تاریخ ابن اثیر'' (۲۸۶/۲۔۲۸۷)

۳۔ ''تاریخ ابن کثیر'' (۳۳۱/۶)

۴۔ ''تاریخ ابن خلدون'' (۲۷۴/۲)

علیہ السلام سلمیوں کا نسب:

۱۔ ''اللباب'' (۵۵۳۔۵۵۴)

۹۲واں جعلی صحابی

جراد بن مالک

ابن حجر اس صحابی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے:

جراد بن مالک نویرہ:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''فتوح'' میں اس کا نام لے کر لکھا ہے کہ وہ اپنے باپ مالک نویرہ کے ساتھ قتل ہوا ہے۔ اس کے چچا ''متمم'' نے چند غمناک اشعار میں اس کا سوگ منایا ہے۔ ہم انشاء اللہ جلدی ہی حرف ''م'' کی وضاحت میں اس کے حالات اور مالک نویرہ کے قتل ہونے کی داستان پر روشنی ڈالیں گے۔ (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

سیف کے اس صحابی کا نسب:

سیف نے ''جراد'' کو خلق کر کے اسے ''مالک نویرہ تمیمی'' یربوعی سے جوڑ دیا ہے۔ جیسے اس نے ''ام قرفہ صغریٰ'' کو خلق کر کے اسے ''مالک بن حذیفہ فزاری اسے نسبت دے دی ہے۔ یا جس طرح ''سہل بن مالک انصاری'' کو خلق کر کے اسے'' کعب بن مالک انصاری'' خزرجی سے نسبت دے دی ہے، یا یہ کہ خلید کو خلق کر کے'' منذر بن ساوی عبدی'' تمیمی سے جوڑ دیا ہے یا اسی طرح اس کے دوسرے صحابہ وغیرہ صحابہ وغیرہ۔!!

روایت کے اسناد:

ابن حجر نے جراد بن مالک نویرہ' کے بارے میں سیف کی روایت کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا ہے تا کہ ہم اس پر بحث کرتے۔ لیکن مالک نویرہ کے قتل ہونے کی روایت کو ہم نے کتاب ''عبداللہ ابن سبا'' کی پہلی جلد میں درج کیا ہے اور اسی کتاب کی دوسری جلد میں بھی اس واقعہ کے بارے میں بیشتر مطالب کی طرف اشارہ کر چکے ہیں (۱)

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ جن منابع میں مالک نویرہ کے قتل کئے جانے کی روایت موجود ہے، ان میں اس کے ''جراد'' نامی بیٹے کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے، جس کے بارے میں سیف کہتا ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ مارا گیا ہے۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ طبری اور دوسرے علماء کے درمیان، جنہوں نے اپنی کتابوں میں سیف کی روایتوں کو نقل کرنے میں پہل کی ہے، ان میں سے ابن حجر کے علاوہ کسی عالم نے اس قسم کی روایت کو سیف بن عمر سے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا ہے۔

افسانہ کا نتیجہ:

ابن حجر نے سیف کی اس روایت پر اعتماد کر کے' کہ جراد کو ارتداد کی جنگوں میں اپنے باپ مالک نویرہ کے ساتھ قتل کیا گیا ہے، اس کے لئے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں مخصوص جگہ معین کی ہے اور اسے رسول خداؐ کے صحابی کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔

۱۔ عبداللہ ابن سباء تالیف مؤلف محترم (۱/۱۵۰۔۱۵۳)،و(۲/۳۰۶۔۳۰۷)

جلیل القدر عالم ''سید شرف الدین عاملی'' نے بھی ابن حجر کی روایت پر اعتماد کر کے مغالطہ کا شکار ہو کر'' جراد بن مالک نویرہ'' کو من جملہ اصحاب جانتے ہوئے اسے شیعہ اور پیرو امیر المؤمنین علی بن ابیطالب جانا ہے۔

اس دانشمند نے اس نتیجہ کو اس لئے اخذ کیا ہے کہ ابن حجر نے کہا ہے کہ جراد کو اپنے باپ مالک نویرہ کے ہمراہ قتل کیا گیا ہے۔ چونکہ مالک نویرہ کا قتل خلافت ابوبکرؓ سے مخالفت اور امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی خلافت کی حمایت کی وجہ سے انجام پایا تھا، اس لئے ناگزیر طور پر اس کا بیٹا جراد من جملہ اصحاب وشعۂ امامؑ تھا۔ علامہ سید شرف الوبن کی بات ان کی گراں قدر کتاب ''فصول المھمہ '' کے حصہ دوّم میں حرف ''ج کے تحت بعینہ یوں لکھی ہے:

''جراد بن مالک بن نویرہ تمیمی، جو ''بطاح'' کی جنگ میں اپنے باپ کے ساتھ قتل کیا گیا ہے، اور اس کے چچا ''متمم'' نے اس کا سوگ منایا ہے'' سید شرف الدین نے نہ صرف یہاں پر اپنی روایت کے مصدر کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ انہوں نے کہیں پر بھی اصحاب شیعہ و پیروان امیر المؤمنین کے تعارف میں اپنی روایت کے مصدر و مآخذ کو مشخص نہیں کیا ہے۔ اور اپنی بات کے آغاز میں اس سلسلے میں کہتے ہیں:

جو کچھ نادان اور بیوقوف لوگ شیعوں کے بارے میں لکھتے ہیں یا تصور کرتے ہیں اس کا ربط شیعوں سے کہاں ہے؟ انہوں نے۔ جیسا کہ ''استیصاب'' ''اسد الغابہ'' اور ''اصابہ'' جیسی کتابوں میں آیا ہے' مکتب امیر المومنینؑ کی پیروی کرتے ہوئے ایسے بزرگ اصحاب کی اقتداء کی ہے کہ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اور اپنے مدارک کی تکمیل کے لئے ہم بعض ایسے اصحاب رسول خداؐ کے نام نقل

کرتے ہیں جو امیر المومنینؑ کے شبہ بھی شمار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد شبہ شرف الدین حروف تہجی کی بنیاد پر ایسے اصحاب کے نام ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے جراد کے حالات حرف (ج) میں ذکر کئے ہیں۔

یہ عالم صرف (ط) کے ذیل میں ''طاهر ابوهالہ تمیمی'' کو بھی جو سیف ابن عمر کا جعلی کردہ ہے شیعان علیؑ میں تصور کیا ہے' سیف کے خیالی (جعلی جو شیعان امیر المومنین شمار ہوتے ہیں ان کی تعداد صرف ان دو (جراد و طاہر) پر تمام نہیں ہوتی جنہیں عالم بذرگوار سعید شرف الفین نے کتاب ''فصول المھمہ ''میں آ کر کیا ہے۔

شیخ طوسیٰ علی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب ''رجال'' میں قعقاع بن عمرو تمیمی'' کو بھی امامؑ کے شعبوں میں جانا ہے۔

ان کی پیروی میں علمائے رجال نے ہمارے زمانہ تک سیف کی ان خیالی مخلوقات اسی طرح پہچانا ہے۔ ''مامقانی'' نے بھی سیف کے ''زیاد بن حنظلہ تمیمی'' کو اپنی کتاب ''تنقیح القالی''، میں شیعہ علیؑ کے طور پر درج کیا ہے پس نافع بن اسود تمیمی'' بھی سزاوار تر ہے کہ شیعہ علی شمار کیا جائے، کیونکہ سیف بن عمر نے اسے صفین کی جنگ میں اہم کردار سونپا ہے اور اس کی زبانی ایک زیبا شعر بھی کہا ہے۔

اس قسم کے اصحاب کو جیسا کہ ہم نے اپنی جگہ پر ان کے بارے میں وضاحت کی ہے، خدا نے ابھی تک خلق نہیں کیا ہے کہ پیرو امیر المومنین ہوں یا نہ ہوں بلکہ یہ سب زندیقی سیف بن عمر کے خیالات کی مخلوق ہیں کہ اس نے انھیں اپنے خاندان تمیم سے رسول خداؐ کے صحابی کے طور پر خلق کیا ہے ۔ اور ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے کہ اس نے عالم اسلام کے علماء و دانشمندوں کو اپنے

جعل کئے گئے افسانوں میں مشغول وحیران کر رکھا ہے۔ہم نہیں جانتے کہ یہ حیرت اور پریشانی کب تک جاری رہے گی! کیا علما اور دانشور حضرات اس بات کی اجازت دیں گے کہ ہم سیف کے اس قسم کے جعلی اصحاب کو رسول خداؐ کے اصحاب کی فہرست سے نکال باہر کریں؟ یا پھر وہ اسی بات پر قائم رہنا چاہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اصحاب میں ایسے صحابیوں میں ایسے اصحاب کا اضافہ ہوتا رہے جن کو ابھی خدا نے پیدا ہی نہیں کیا ہے اور یہ تاریخ ورجالی کتابوں میں بدستور درج ہوتے رہیں؟!

مصادر و مآخذ

جراد بن مالک نویرہ کے حالات:

۱۔''اصابہ'' ابن حجر (۱/۲۶۰۰) تیسرا حصہ حرف ''ج''

۲۔''فضول المھمہ'' سید شرف الدین۔ طبع نجف ۱۳۷۵ھ مقصد دوم حصہ دوم (۱۷۷۔۱۷۸)

قعقاع بن عمرو کے حالات:

۱۔''اصابہ ابن حجر'' (۳/۲۳۰) نمبر: ۷۱۲۹

۲۔ تاریخ طبری (۱/۲۱۵۶) و (۱/۳۰۰۹۔۳۰۱۳) و (۳۰۸۸) و (۳۱۴۹) و (۳۱۵۰)

۳۔''تاریخ ابن اثیر'' (۳/۱۷۰۔۱۷۱)

۴۔''تاریخ ابن کثیر'' (۷/۱۶۷)

۵۔''تاریخ ابن خلدون'' (۲/۴۲۵)

۶۔ ۱۵۰ صحابی ساختگی (۱/۱۲۹۔۲۷۰)

طاہر ابو ہالہ کے حالات:

۱۔''اصابہ'' ابن حجر (۲/۲۱۴)

۲۔ ۱۵۰ صحابی ساختگی (۲/۲۵۳۔۲۶۶)

زیاد بن حنظلہ کے حالات:

۱۔''تاریخ طبری'' (۱/۲۶۳۵و۲۹۰۳و۲۳۹۵و۲۴۱۰)

۲۔''۱۵۰ اصحابی ساختگی'' (۲/۱۱۳۔۱۲۴)

نافع بن اسود کے حالات:

۱۔''اصابہ''ابن حجر (۳/۵۵۰) تیسرا حصہ نمبر:۸۸۵۰

۲۔۱۵۰ اصحابی ساختگی (۲/۷۷۔۹۶)

۹۳واں جعلی صحابی

عبد بن غوث حمیری

عراق میں سپاہ حضرت ابوبکرؓ کو مدد کرنے کے سبب بننے والا صحابی:

ابن حجر نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں اس صحابی کا یوں تعارف کرایا ہے:

عبد بن غوث حمیری:

سیف بن عمر نے لکھا ہے کہ جب ''عیاض بن غنم'' عراق میں ایرانیوں سے نبرد آزما تھا، اس نے سپاہ کی کمی کے بارے میں خلیفہ سے شکایت کی اور اس سے مدد طلب کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ''عبد بن غوث'' حمیری کو اس کی مدد کیلئے بھیجا (ز) (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

اس صحابی کا نسب:

سیف کے اس جعلی صحابی کے باپ کے بارے میں تاریخ طبری کے بعض نسخوں میں ''غوث'' اور بعض دوسرے نسخوں میں ''یغوث'' اور اکثر نسخوں میں ''عوف'' لکھا ہے لیکن تاریخ ابن خلدون میں ''عوف'' لکھا گیا ہے!!

اور ''حمیری'' یشجب قحطان کے پوتے ''حمیر بن سباء'' سے نسبت ہے یہ یمن کے اصلی قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا۔

انوکھا جھوٹ:

طبری نے ۱۲ھ کے حوارث اور روداد کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

جب خالد بن ولید ''یمامہ'' کی جنگ سے فارغ ہوا، تو حضرت ابو بکرؓ نے اسے یوں لکھا:

خدائے تعالیٰ نے فتح تجھے نصیب کی، اب عراق کی طرف روانہ ہو، تا کہ وہاں پر ''عیاض سے ملاقات کرو۔

اس کے بعد ایک الگ خط میں ''عیاض بن غنم'' کو۔ جو ''نباج'' اور ''حجاز'' کے درمیان مقیم تھا یوں حکم دیا:

اسی طرح آگے بڑھتے رہو یہاں تک کہ ''مصیخ'' پہنچ جاؤ۔ اور وہاں اس علاقہ کی بلندیوں سے ''عراق'' پر حملہ کرو اور اس علاقہ میں اپنی پیشروی کو اس قدر جاری رکھو کہ خالد بن ولید کے پاس پہنچ جاؤ۔ وہاں پر مستقر ہونے کے بعد اپنے سپاہیوں میں سے جو بھی مائل ہوا سے اپنے وطن جانے کی اجازت دینا۔ ان کو ہرگز زبردستی فوجی چھاؤنی میں روکے نہ رکھنا۔

جب ابو بکر کا خط خالد اور عیاض کو پہنچا، انہوں نے خلیفہ کا حکم اپنے سپاہیوں تک پہنچا دیا۔ مدینہ باشندے اور اس کے اطراف کے لوگ ان دو پہلوانوں سے دوری اختیار کر کے فوجی چھاونی سے چلے گئے۔ اس لئے انہوں نے مجبور ہو کر ابو بکرؓ سے مدد چاہی۔ ان کی مدد کی درخواست کے جواب میں خلیفہ نے ''قعقاع بن عمرو تمیمی'' کو خالد کی مدد کے لئے اور عبد بن غوث حمیری'' کو ''عیاض بن غنم''

کی مدد کے لئے بھیجا۔۔۔۔۔۔۔۔(تا آخر داستان)

سیف تنہا شخص ہے جس نے خلیفہ ابوبکرؓ کے حکم سے "عیاض بن غنم" کی عراق کی طرف عزیمت کی روایت کی ہے اور اس کے اور دوسرے عرب سردار خالد بن ولید کے بارے میں داستانیں گڑھی ہیں۔

طبری پہلا عالم ہے جس نے ان افسانوں کو سیف بن عمر نے نقل کر کے اپنی تاریخ کی معتبر کتاب میں درج کیا ہے۔

ابن اثیر اور ابن خلدوں نے بھی انہیں افسانوں کو "تاریخ طبری سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں عراق کے اخبار کے عنوان سے درج کیا ہے۔

تاریخی حقائق:

سیف نے اپنے افسانہ میں لکھا ہے کہ خلیفہ ابوبکرؓ کے حکم سے "عیاض بن غنم" عراق کی طرف روانہ ہوا۔ اس فوری حکم کے نتیجہ میں اس کے سپاہیوں کی تعداد گھٹ گئی اور وہ مدد طلب کرنے پر مجبور ہوا۔ خلیفہ نے عبد بن غوث حمیری کو اس کی مدد کے لئے بھیجا اور قعقاع بن عمرو تمیمی کو خالد بن ولید کی مدد کے لئے بھیجا۔

ان تمام مطالب کو طبری نے سیف سے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا کہ ابن اثیر اور ابن خلدون نے بھی ان ہی مطالب کو "تاریخ طبری" سے نقل کر کے اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے، جبکہ حقیقت کچھ اور ہے۔ جنھوں نے سیف کی روایتیں نقل نہیں کی ہیں اور اس کی بات پر اعتماد نہیں کیا ہے جیسے "خلیفہ بن خیاط" نے اپنی تاریخ میں اور بلاذری نے "فتوح البلدان" میں لکھا ہے:

عیاض بن غنم ''ابوعبیدہ جراح'' کے ساتھ شام کے محاذ پر سرگرم عمل تھا اور کفر کے سپاہیوں سے لڑ رہا تھا۔

شام کے سپہ سالار ابوعبیدہ نے مرتے وقت عیاض کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خلیفہ عمرؓ نے بھی اس انتخاب کی تائد و تصویب کی اور کچھ مدت کے بعد ''جزیرہ'' کی حکومت بھی اسے سونپ دی۔

عیاض آخر عمر تک وہاں پر موجود تھا، اور جزیرہ سے باہر نہیں نکلا۔ اس علاقہ میں چند دیگر جنگوں کے دوران فتحیابیاں حاصل کرنے کے بعد ۲۰ھ میں وفات کر گیا۔

اس حساب سے، عیاض بن غنم کسی صورت میں ان دنوں عراق کی جنگوں میں حاضر نہیں ہو سکا ہے۔ بلکہ سیف نے اکیلے اس افسانہ کو خلق کیا ہے اور اس کے لئے ''عبد بن عوف'' یا ''غوث حمیری'' کو رسول خداؐ کے صحابی عنوان سے خلق کیا ہے۔

ابن حجر نے بھی سیف کی روایتوں پر اعتماد کر کے اس کے ''عبید بن عوف'' کو رسول خداؐ کے تیسرے طبقہ کے صحابیوں میں شمار کیا ہے اور اس کے حالات لکھے ہیں۔

اس کے علاوہ سیف نے ''مصیخ'' نامی ایک جگہ کو بھی خلق کیا ہے تا کہ جغرافیہ کے علماء یاقوت حموی اس قسم کے مکان کے وجود کا اپنی کتاب ''معجم البلدان'' میں ذکر کریں۔ عبدالمؤمن نے بھی اپنی کتاب ''مرصد الاطلاع'' میں یاقوت حموی کی بات کو نقل کیا ہے۔

اس طرح سیف بن عمر جیسے جھوٹے اور زندیقی شخص کا یہ حیرت انگیز جھوٹ اور افسانہ عالم اسلام کے علمی اور تاریخی مصادر و منابع میں پھیل گیا ہے اور ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے کہ علماء و دانشوروں کو اپنی طرف مشغول کر کے حیرت و تعجب سے دوچار کئے ہوئے ہے۔

مصادر و مآخذ

۱۔''اصابہ''ابن حجر(۳/۱۰۰)تیسرا حصہ نمبر:۶۳۹۰

حمیریوں کا نسب

''جمہرہ انساب'' ابن حزم (۴۳۲_۴۳۹)

۲۔''اللباب'' (۳۲۲)

عیاض کے بارے میں سیف کی روایت

۱۔''تاریخ طبری'' (۱/۲۰۲۰_۲۰۲۱)

۲۔''تاریخ ابن اثیر'' (۲/۲۹۴)

۳۔''تاریخ ابن خلدون'' (۲/۲۹۵)

عیاض بن غنم کے حالات:

۱۔''اصابہ''ابن حجر (۳/۵۰)

عیاض کی جنگوں کی داستان:

۱۔''تاریخ خلیفہ بن خیاط'' (۱۱۰،۱۲۰،۱۳۰)

۲۔''فتوح البلدان'' بلاذری۔فلسطین،قنسرین،جزیرہ،ملطیہ اور موصل کے بارے میں

اُنہی دنوں، جب اس کتاب کی پہلی جلد پہلی بار طبع ہو کر علم و دانش کی دنیا میں منظر عام پر آئی، لکھنے والوں کے قلم، اور دانشوروں کے نظریات، اخبار و مجلّات اور حتی بعض اسلامی ممالک کے ذرایع ابلاغ حرکت میں آ گئے اور اس سلسلہ میں بحث اور اظہار نظر کرنے لگے۔ لیکن علمی بحث و تحقیق میں مصروف ہونے اور دیگر مسائل روز کی وجہ سے یہ فرصت پیدا نہ ہو سکی کہ ان کی تنقید و تحقیق کر کے ان کا جواب دینے بیٹھوں۔ چونکہ ان سب میں جناب ہادی علوی'' کا مقالہ۔ جو اسی کتاب کے ابتداء میں درج ہوا ہے' اہمیت کا حامل ہے، لہذا مناسب سمجھا کہ اس کے بعض مطالب اور نظریات پر قدرے بحث و تحقیق کی جائے۔

اسلام کا کوئی روحانی باپ نہیں ہے!

۱۔ جناب علوی صاحب نے اپنے مقالہ میں لکھا ہے:

''اس کتاب کے مؤلف جناب عسکری بغداد کے علماء میں سے ہیں''۔

ہم ان کے جواب میں کہتے ہیں:

اسلام میں کوئی روحانی، ان معنی ومفہوم میں جن میں کل عالم عیسائیت میں رائج ہے. وجود نہیں رکھتا ہے بلکہ اس قسم کے اشخاص کو''علمائے اسلام'' کہتے ہیں، تا کہ یہ لفظ ان کے معارف وعلوم اسلام کے تخصص کو ظاہر کرے، اور اس تعریف کا مصداق ہو.

۲۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

باوجود اس کے کہ یہ کتاب، پشت پردہ ایک خاص نامحسوس مقصد اپنے دامن میں اور پنہان رکھتی ہے لیکن اس کا موضوع خود اس کے مقصد کا گویا ترین ثبوت ہے۔۔۔

میں یہ نہ سمجھ سکا کہ مصنف محترم کا مقصد کیا ہے؟ کیا اس کتاب کا موضوع میرے مقصد، جو دین اسلام کی خدمت ہے، سے منافات رکھتا ہے؟ جبکہ خود انہوں نے فرمایا ہے کہ فلاں شخص (یعنی میں) عالم دین ہوں! یا کچھ اور چیز جو ہے میرے لئے پوشیدہ ہے؟

جو چیز میں جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ حقیر نے اپنی زندگی کے چالیس برس معارف اسلامی کی تحقیق میں گزارے ہیں، اپنے مطالعات کے نتیجہ وخلاصہ کو نوٹ کر کے ان میں سے بعض کو، سیری در

تاریخ وحدیث'' (تاریخ وحدیث پر ایک نظر) کے عنوان س طبع کیا ہے۔اوراس کی اشاعت کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ میں دکھادوں کہ تاریخ اسلامی اور سنت وحدیث کے مصادر ومنابع میں عمداًیا سہواً کچھ تحریفات اور تغیرات انجام پائے ہیں جو اس امر کا سبب بنے ہیں کہ صحیح اور سچّے اسلام ۔جسے پیغمبرؐ اسلام لے آئے ہیں۔کو پہچاننے میں،ان تحریفات کی وجہ سے رکاوٹیں پیدا ہوئی ہیں.

اس کے علاوہ کتابوں کے اس سلسلہ کو شائع کرنے میں حقیر کا مقصد یہ بھی تھا کہ ''اصول دین کالج'' کو دنیاوالوں کے سامنے پہنچواؤں اور یہی مقصد کتاب کی ابتداء میں صراحت سے بیان ہوا ہے.

الفاظ اور مفاہیم:

۳۔انہوں نے سیف کی غلط،مردود اور جھوٹی روایتوں اور اس کی گڑھی ہوئی داستانوں کے لئے ہمارے لفظ''افسانہ'' =اسطورہ) کو استعمال کرنے کے سلسلہ میں اظہار نظر کرتے ہوئے خصوصاً تاکید فرمائی ہے کہ ایسے مواقع پر ایسے الفاظ سے استفادہ کرتے وقت احتیاط وکافی دقت کرنی چاہئے.

ہم جواب میں کہتے ہیں:

جعلی اخبار اور داستانوں کے نام رکھنے کے سلسلہ میں یا کسی نکرہ وصف کے الفاظ جیسے:'' مخولہ،موضوعہ،مکذوبہ،ضعیف،جعلی،جھوٹ'' یا ان جیسے دوسرے الفاظ سے استفادہ کریں کہ ان میں سے کوئی بھی ان جیسی داستانوں کی حقیقت بیان نہیں کرتا ہے اور ان کے معنی ومفہوم کو نہیں پہنچاتا ہے۔ یا یہ کہ ان کے لئے ایسے خاص نام اور اصطلاحات کا انتخاب کریں جو ان داستانوں کے معنی وحقیقت کو

پہنچا سکیں، جیسے: ''مَثَل، خُرافہ، اُسطورہ، خرافی بات، افسانہ''

اس سے پہلے کہ ہم سیف کی داستانوں کے لئے اس قسم کے نام یا اصطلاحات سے استفادہ کریں، ہمیں چاہئے کہ ان کے معنی و مفہوم کے سلسلہ میں لغت کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان پر بحث و تحقیق کریں۔

۱۔ مَثَل:

مَثَل، کسی چیز کے بارے میں وہ بات ہے جو مفہوم کے لحاظ سے کسی دوسری چیز کے قریب یا شبیہ ہو اور یہی نزدیکی و شباہت سبب بن جائے کہ ایک دوسرے کی تعریف کرے مثال کے طور پر جب کہا جاتا ہے:

کنواں کھودنے والا ہمیشہ کنویں کی تہ میں ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ ''جو دوسروں کو تکلیف پہنچانے کی فکر میں ہوتے ہیں وہ خود اپنے جال میں پھنس جاتے ہیں''، انسان ہوش میں رہتا کہ دوسرں کی اذیت کا سبب نہ بنے۔ اسی بنیاد پر خدائے تعالیٰ نے قران مجید میں مثالیں پیش کی ہیں اور اوران کے بارے میں فرمایا ہے:

وَ تِلکَ الامثالُ نَضرِبُھاَ لِلناس لَعَلَّھُم یَتَفَکَّرُونَ[1] (حشر/۲۱)

یا یہ کہ ایک دوسری آیت کے آخر میں اسی سلسلہ میں فرماتا ہے:

......وَماَ یعقلُھاَ اِلاَ العالمون.[2] (عنکبوت/۴۳)

قرآن مجید میں بیان ہوئی مثالوں کی تعداد اکتالیس ہے، من جملہ فرماتا ہے۔

۱) اور ہم ان مثالوں کو انسانوں کے لئے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ شائد وہ کچھ غور وفکر کر سکیں۔

۲)۔۔۔۔۔۔۔لیکن انھیں صاحبان علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ اَموَالَهُم فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّة اَنبَتَت سَبعَ سَنابِلَ،فی كُلِّ سنبلَة مأة حَبَّة وَاللّه يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعُ عَلِيمُ (بقرہ/۲۶۱)[1]

یا جہاں پر فرماتا ہے:

مَثَّلُ الَّذِينَ اتَّخَذُ وامِن دُونِ اللّٰهِ اَولِياء كَمَثَلِ العَنكبوت اتخذَ بَيتاً وَ اِنَّ اَوهَنَ البيوتِ لبيت العنكبوت[2] (عنکبوت/۴۱)

یا یہ کہ فرماتا ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً للذين اٰمَنُوا اِمرَأةَ فِرعَونَ اِذ قَالَت رَبِّ ابنِ لِي عِندَكَ بَيتاً فی الجَنة وَ نَجّنی مِن فر عو ن وَ عمله وَ نجنی مِنَ ا لقَومِ الظالِمين[3] (تحریم/۱۱)

خدائے تعالیٰ نے ان تین مواقع پر مطلب کی وضاحت کے لئے ''جمادات، حیوانات اور انسان'' کی مثال پیش کی ہے.

---

۱) جو لوگ راہ خدا میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں ان کے عمل کی مثال اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں اور پھر ہر بالی میں سو دانے ہوں اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے اضافہ بھی کر دیتا ہے کہ وہ صاحب وسعت بھی ہے اور علیم و دانا بھی۔

۲) اور جن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنا لئے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے کہ اس نے گھر تو بنا لیا لیکن سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔

۳) اور خدا نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی زوجہ کی مثال بیان کی ہے اس نے دعا کی کہ پروردگار میرے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے کاروبار سے نجات دلا دے اور اس پوری ظالم قوم سے نجات عطا کر دے۔

۲۔خرافہ:

خرافہ، باطل اور بیہودہ کلام کے معنی میں آیا ہے کہ سننے والے کو مجذوب کرنے کے ساتھ ساتھ تعجب میں ڈالتا ہے۔اس کے وجود میں آنے کی داستان یوں بیان کی گئی ہے۔

قبیلہء بنی ''عذرہ یا جہینہ'' کے ایک شخص کا نام ''خرافہ'' تھا۔ جنات اسے اغوا کر کے لے گئے اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھا!! خرافہ جنوں کے قبضہ سے آزاد ہونے اور اپنے گھرانے میں واپس آنے کے بعد، جنات کے پاس گذاری مدت کے بارے میں تعجب خیز اور حیرت ناک چیزیں کہتا تھا اور لوگ بھی اس کی داستانوں کی تکرار کرتے ہوئے کہتے تھے کہ ''یہ داستانیں خرافہ ہیں!!'' اور یہی مطلب رفتہ رفتہ معروف ہوا کہ ہر بے بنیاد اور تعجب خیز داستان جو رات کی سرگرمیوں کے لئے بیان کی جاتی تھی، خرافہ کہلانے لگی۔

۳۔اسطورہ:

اسطورہ یا افسانہ ان باتوں کو کہتے ہیں جو باطل، بیہودہ، جھوٹ، درہم برہم اور نامرتب ہوں لیکن ظاہر میں صحیح اور سچ دکھائی دیں اور دل کش لگیں۔

لفظ ''استورہ'' قران مجید میں سات موقع پر لفظ ''اولین'' کا نصاف بن کر آیا ہے، من جملہ فرماتا ہے:

يقول الذينَ كَفَرُوا اِن هٰذا اِلاّ اَساطيرُ الا وَّلينَ(۱) (انعام/۲۵)

اس بنا پر مذکورہ الفاظ کے معنیٰ و مفہوم خلاصہ کے طور پر حسب ذیل ہوں گے:

مَثَل: یہ لفظ ایسی جگہ پر استعمال ہوتا ہے جہاں پر کسی مطلب کی وضاحت یا انتباہ مقصود ہو۔

''خرافہ'': ایسی بے بنیاد باتوں کو کہا جاتا ہے، جو دلچسپ ہوں۔ اور ''حدیث خرافہ' وہ عجیب اور حیرت انگیز اور دلچسپ داستانیں ہیں جو شب باشی کی محفلوں کے لئے گڑھ لی جاتی ہیں۔

''اسطورہ و''افسانہ'' وہ مطلب اور جھوٹی اور بے بنیاد داستانیں ہیں، جنھیں کہنے والا چالاکی، مہارت اور چرب زبانی سے آراستہ کر کے سچ اور صحیح بنا دیتا ہے۔ ہم نے کہا کہ یہ لفظ قرآن مجید میں سات مواقع پر لفظ ''اولین'' پر اضافہ ہوا ہے۔

اس بناء پر مناسب ہے کہ ہم ''کلیلہ دمنہ'' کی داستانوں کو جو بیشتر لوگوں کی ہدائت رہنمائی، انتباہ اور عبرت کے لئے مرتب کی گئی ہیں۔ اَمثال کہیں۔

''الف لیلوی'' داستانوں کو' کہ کہنے اور سننے والا یا گانے والا اس کے موصنوعات کے صحیح نہ ہونے پر اتفاق نظر رکھتے ہیں اور جو شب باشی کے لئے تنظیم کی گئی ہیں۔ خرافہ کہیں۔

''اسود متنبیّ'' اور فرشتہ، شیطان کی داستانوں کو جن کا کہنے والا سیف ان کے صحیح ہونے کا تظاہر کرتا ہے، لیکن سننے اور پڑھنے والے ان کے غلط ہونے پر یقین رکھتے ہیں' خرافہ داستانیں جانیں۔ اسطورہ یا افسانہ کو حیرت انگیز داستانوں میں شمار کریں جو مطلب کی وضاحت میں ہیں اور نہ انھیں شب باشیوں کے لئے مرتب کی گئی ہیں اور نہ ان میں سیف جن و پری کی بات کرتا ہے۔ بلکہ یہ ایسے مطالب ہیں جو حقیقت اور سچ سے کوسوں دور ہیں، افسانہ ساز اس کے مناظر کو فصاحت اور زیبا بیانی سے دلچسپ اور جذاب بنا کر ایسی آب و تاب اور سنجیدگی کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ گویا بالکل مسلم اور نا قابل انکار حقائق لگتے ہیں!

سیف کی داستانوں کا کیا نام رکھیں؟

یہاں پر جب ہم سیف کی داستانوں پر۔ گذشتہ بحث کے پیش نظر نگاہ ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں افسانہ کے علاوہ ان کے لئے کسی اور نام کو منتخب نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور نام ان کے لئے مناسب نظر نہیں آتا ہے۔ چونکہ سیف نے ایسی بات نہیں کہی ہے جو مثال کے موضوع کو واضح کرے یا دلیل و رہنما ہو اور نہ انھیں شب باشی کی سرگرمی کے لئے خلق کیا ہے اور نہ جن و پری کی بات کرتا ہے، اگر چہ وہ کبھی کبھار اپنی بات کی تائید کے لئے جنات و پریوں کو بھی کھینچ لایا ہے اور ان کی زبان سے دلچسپ باتیں کہلوائی ہیں!

بلکہ اس کی داستانیں اس سے بدتر ہیں، کیونکہ یہ ایسے مطالب پر مشتمل ہیں جو سچ اور حقائق سے کوسوں دور ہیں اور سیف نے اپنی شیرین بیانی سے ان سنسنی خیز مناظر کو مجسم کر کے تعجب خیز حد تک گڑھ کر تاریخ اسلام کے مسلم اور یقینی حقائق کے روپ میں پیش کر دیا ہے!!

اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے لغت نویسوں نے بھی ایسی داستانوں کو ان خصوصیات کے پیش نظر ''اساطیر'' وافسانہ کہا ہے، خاص کر جب ہم لغتِ عرب پر اعتماد کرتے ہیں جو ہمارے زیر بحث علوم و معارف اسلامی کے مربوط الفاظ اور اصطلاحات سے مالا مال ہے، نہ اس کے علاوہ کسی اور چیز پر۔

حقیقت میں اگر ہم دوسروں کے تخصص کے سلسلے میں مطالعہ کر رہے ہوں، تو ہم ناچار ہوں گے کہ ان کی اصطلاحات کو حتی الامکان عربی میں اپنے ان الفاظ میں تبدیل کریں جو مکمل طور پر وہی معنی رکھتے ہوں، اور یہ تب ہے جب ہم مثال کے طور پر بابل اور یونان کے خداؤں کی داستانوں

کے مطالعہ کا ارادہ رکھتے ہوں!

بہر حال اگر ہم ناقد محترم کی پیروی کرتے ہوئے، امت اسلامیہ سے مربوط علوم و معارف کے بارے میں دوسروں کے الفاظ اور اصطلاحات پر بھی اعتماد کریں تو بھی معلوم ہو جائے گا کہ لفظ ''افسانہ'' سیف کی داستانوں کے لئے مناسب ترین نام ہے کیا ایسا نہیں کہا جاتا ہے کہ: دوسروں نے افسانہ کا نام ان بڑی اور حیرت انگیز رودادوں کے لئے رکھا ہے جن کے وجود میں آنے میں خداؤں۔ پریوں اور عالم بالا کے موجودات کا ہاتھ تھا؟

سیف کی داستانوں کی بھی بالکل یہی حالت ہے کہ ہم اپنے مطالب کے حسن ختام کے طور پر چند نمونے نقل کرتے ہیں:

سیف کی داستانوں کے چند نمونے:

سیف اپنی داستانوں میں بڑی اور حیرت انگیز رودادوں کی بات کرتا ہے جو اس کے خیال کے مطابق اسلام کے ابتدائی ایام میں اسلام کے سپاہیوں اور دوسری قوموں کے درمیان یا خود اصحاب رسولؐ کے درمیان وجود میں آئی ہیں، اور غالباً یہ داستانیں معجزہ اور حیرت انگیز اتفاقات پر مشتمل ہیں، بالکل اس طرح جیسے بابل اور یونان کے خداؤں کے قصوں میں آیا ہے!

ا۔ ''قادسیہ'' کی جنگ کی داستان پر توجہ فرمائیے کہ بقول سیف ابن رفیل اپنے باپ سے نقل کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

ایرانی فوج کا سپہ سالار اعظم، رستم فرخ زاد اس دیر میں سو گیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ

آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور سیدھے ایرانیوں کے کیمپ میں داخل ہوا اور کسی تاخیر کے بغیر تمام جنگی ساز و سامان کو اپنے قبضہ میں لے کر اس پر مہر لگا دی تاکہ انہیں بیکار بنا دے۔۔۔

سیف کسی تاخیر کے بغیر ایک دوسری روایت میں کہتا ہے:

جب رستم نے نجف کی بلندیوں پر مستقر ہو کر اپنے جنگی مورچوں کو مضبوط کیا تو پھر اسی فرشتہ کو خواب میں دیکھا!

اب کی بار دیکھا کہ یہ فرشتہ پیغمبر اسلامؐ کے ہمراہ آسمان سے اترا اور ایرانیوں کے کیمپ میں داخل ہونے کے بعد ان کے تمام فوجی ساز و سامام پر قبضہ کر کے ان پر مہر لگا دی تاکہ انھیں بیکار کر دے ،اس کے بعد انھیں رسول خداؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ پیغمبر خداؐ نے بھی ان سب ساز و سامان کو عمرؓ کے حوالے کر دیا سیف اسی داستان کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

جب ''رفیل'' نے اس موضوع۔۔۔ خدا، اس کے پیغمبر اور فرشتوں کی، جنگ کے امور میں اور اسلام کے سپاہیوں کی تائید میں، براہ راست مداخلت۔۔۔ کا مشاہدہ کیا تو وہ اسلام کا گرویدہ ہو گیا اور اسی سبب سے مسلمان بنا۔

۲۔ سیف فتح ''بہرسیر = ویہ اردشر'' کی داستان میں مدعی ہوتا ہے کہ عالم بالا کے فرشتوں نے ''ابومفزر تمیمی'' کی زبان پر ایسا اثر ڈالا کہ جس کے نتیجہ میں اس نے ایران کے پادشاہ کے پیغام کا جواب اس کے قاصد کو فارسی میں یوں دیا:

جب تک ہم ''افریدون' کا شہد اور ''کوثی'' کے چکوترے نہ کھائیں ہمارے درمیان دوستی قائم نہیں ہو سکتی ہے!!

''ابومفزر تمیمی'' نے یہ گفتگو روان اور خالص فارسی میں زبان پر جاری کی بغیر اس کے کہ خود بھی سمجھ سکے کہ کیا بول رہا ہے! یا اسلام کے سپاہیوں میں سے ایک شخص بھی نہیں سمجھ سکا کہ وہ کیا بول رہا تھا!!

جب ایران کے پادشاہ کو ''ابومفزر'' کے جواب کے بارے میں معلوم ہو کہ اس نے فارسی میں جواب دیا تھا تو بولا افسوس ہے مجھ پر! فرشتے ان کی زبان پر بات رکھتے ہیں تاکہ وہ ہمیں ہماری اپنی زبان میں جواب دیں!!

۲۔سیف ''جلولا'' کی جنگ کے بعد ''یزدگرد'' کے فرار کی داستان میں لکھتا ہے:

''جلولا'' میں ایرانیوں کی شکست کے بعد ''یزدگرد'' رے کی طرف بھاگ گیا اور پورے راستہ میں محمل سے باہر قدم نہ رکھا بلکہ وہیں پر سوتا بھی تھا۔ پادشاہ کا محمل لے جانے والا اونٹ ایک لحہ بھی راستہ میں کہیں نہیں رکتا تھا! اور دربار کے نوکر بھی کہیں پر آرام نہیں کرتے تھے حتی راستہ میں ایک جگہ پر دریا سے عبور کرنے پر مجبور ہوئے۔

محافظوں نے اس احتمال سے پادشاہ کو نیند سے بیدار کیا کہ کہیں دریا کو عبور کرتے وقت پانی محمل میں داخل ہو کر پادشاہ کو تکلیف نہ پہنچائے

ا۔اس نے بیدار کئے جانے پر سخت برہم ہوتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

کیا نامناسب کام تم لوگوں نے انجام دیا! خدا کی قسم اگر مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیتے، تو مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس امت ۔۔اسلام۔۔ کی کتنی مدت باقی بچی ہے!!

میں خواب میں دیکھ رہا تھا کہ محمدؐ کے ساتھ خدا کے حضور پہنچا ہوں اور خدا نے محمدؐ سے کہا: میں نے تیری حکومت اور تیری امت کی شہرت کو ایک سو سال قرار دیا ہے!

محمدؐ نے خدا سے کہا:

مزید بڑھا دے۔

خدا نے نے کہا

اچھا ایک سو دس سال

محمدؐ نے پھر سے کہا:

میرے واسطے اور بڑھا دے

خدا نے کہا:

کوئی مشکل نہیں، ایک سو بیس سال!

محمدؐ نے پریشان اور ناراضگی کے عالم میں جواب دیا:

تو ہی جانے!!

یہیں پر تھا کہ تم لوگوں نے مجھے بیدار کیا اور مجھے فرصت نہ دی کہ اس گفتگو کو آخر تک سن سکتا کیونکہ اگر تم نے مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیا ہوتا تو سرانجام مجھے پتا چل جاتا کہ اس امت کی کتنی عمر ہے!!

لفظ ''افسانہ'' سیف کی داستانوں کیلئے مناسب ہے

سیف کی اغلب داستانوں کی یہی حالت ہے۔

وہ بعض اوقات اپنی داستانوں کے سورماؤں کو فرشتوں اور پریوں کے روپ میں پیش کرتا ہے اور ایسا دکھائی دیتا ہے کہ عالم بالا کے ہدایت کار مسلسل اس کے ساتھ رابطہ برقرار کئے ہوئے ہیں اور تمام مواقع پر اس کے مشیر و راہنما ہیں!

سیف اپنی تمام تخلیقات اور افسانوں میں صدر اسلام کی چند عادی اور غیر معروف شخصیتوں

کے مقام و منزلت کو اس قدر بلند کرنے میں پوری طرح کامیاب ہوا ہے کہ دنیا کے لوگ خاص کر مسلمان انھیں فوق بشر بلکہ عالم بالا کے فرشتے سمجھ لیں!!

میں نے مدتوں سیف کی روایتوں اور اس کے اخبار کے مطالعہ و تحقیق کے بعد اسلامی مآخذ اور تاریخ میں ان کے پھیلاؤ کی وسعت کو اور مسلمانون کے افکار و عقائد پر ان کے مسلسل اثرات کو اچھی طرح محسوس کیا ہے۔

اس لحاظ سے اور گزشتہ بحث کے پیش نظر میں نے ''افسانہ'' سے مناسب تر کوئی لفظ، سیف کی داستانوں کیلئے پیدا نہیں کیا خاص کر جب وہ خلافت ''عثمان'' سے لے کر ''جمل'' کی جنگ تک اصحاب کی آپسی لڑائی جھگڑوں کی داستان سرائی کرتا ہے' یا جب اصحاب اور دوسرے اقوام کے درمیان کشمکش کو بیان کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب ''بابل اور یونان'' کے خداؤں کے جیسے افسانے ہیں۔

البتہ اس کی وہ داستانیں، جنھیں میں نے کتاب ''عبد اللہ بن سبا'' کی دوسری جلد میں '' خرافی افسانوں'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے، مستثنیٰ ہیں۔

مذکورہ کتاب کا وہ حصہ سیف کی ان داستانوں پر مشتمل ہے جنھیں اس نے اسود ''متنبی کذاب'' اور جنوں کی خیالی مخلوق ''شیطان شاہ'' کے بارے میں ہیں۔

اگر چہ اسود کی داستانوں کو ایسی خیالی مخلوق کے پیش نظر ''خرافی روایات'' کہہ سکتے ہیں، لیکن میں نے ایسی داستانوں کے اس مجموعہ کو اس لحاظ سے ''خرافائی افسانے'' نام رکھا ہے کہ ان میں '' جنات'' اور ''پریوں'' اور حیرت انگیز کام دوسری داستانوں وکی نسبت زیادہ دکھائے گئے ہیں۔

آخر میں اپنے ناقد محترم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے مخلصانہ عقیدہ کی بنا پر چند نکات کا طرف ہماری توجہ مبذول کرائی جنہیں وہ خطا یا غلطی سمجھتے تھے۔

فہرست اعلام

الف:

ابن حزم	ابوسبرہ
ابن خلدون	ابوسلمہ بن عبدالاسد
ابن خیاط	ابوعابس جعفی
ابن درید	ابوالعاص ثقفی
ابن رفیل	ابوعبیدہ جراح
ابن سعد	ابوالفرج اصفہانی
ابن عبدالبر	ابومسعود
ابن عساکر	ابومفزر
ابن فتحون	ابوموسیٰ اشعری
ابن قتیبہ دینوری	ابونباتہ "نائل"
ابن خثیر	امام حسین
ام۔ژ۔دخویہ	احنف بن قیس
اسد بن خزیمہ	اسامۃ بن زید
ارطاۃ بن ابی ارطاۃ	اسود بن عبدالاسد

ج	
جابر اسدی	جارود بن معلیٰ
جبیر	جراد بن مالک
جشیش	جویریہ
جناب بن ارت	
ح	
حارث بن راشد	حارث بن کعب بن سعد
حارث بن مرہ جہنی	حارب بن مرہ عبدی
حارث بن مرہ فقعسی	حارث بن یزید عامری (دیگر)
حارث بن یزید عامری قرشی	حبیب بن ربیعہ
حبیب بن قرہ	حبیب بن مسلمہ فہری
حبیش بن دُلجہ قینی	حذیفہ بن محص
حذیفہ فزاری	حذیفہ قلعانی
حرملہ بن مریطہ	حریث بن زید

حطیہ	حمزہ بن علی محضر
حمل بن مالک جنادہ	حمیری
حوشب بن ظلیم	حمیر بن سبأ
حمیضہ بن نعمان بارقی	حموی
حنظلہ بن زید	حوشب بن ظلیم
حمید بن ابی نجار	
خ	
خارجہ بن حصن	خالد بن اسید
خالد بن ولید	
خدیجہ (ام المؤمنین)	خریت بن راشد
خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین	خزیمہ بن ثابت غیر ذوالشہادتین
خصفہ تیمی	خلید بن کاس
خلید بن منذر	خلیفہ بن خیاط

د	
دینوری	
ذ	
ذوالخمار بن عوف	ذولحیہ کلابی
ذو یناق	ذہبی
ر	
ربیع بن عامر	ربیال بن عمرو
ربیعہ بن عثمان	ربیعہ بن نزار
رفیل بن میسور	ربیل بن عمرو
رستم فرخ زاد	رسول خداؐ
ز	
زبیر بن بکار	زبیر بن عوام
زبیر بن عبداللہ	زہرہ بن خویہ
زہیر بن سلیم	زیاد بن حنظلہ

زیاد بن سرجس	زیاد بن لبید
زید بن کھلان	زید الخیر
زید مناۃ تمیم	زید الخیل
س	
سیحان بن صوحان	سیف بن عمر
سیف بن نعمان لخمی	سائب بن ابو حبیش
سید شرف الدین	سائب افرع
سالم بن عبداللہ	سامہ بن لوی
سعد بن حرام انصاری	سعد عمیلہ
سعد وقاص	سعد بن عافر
سفیان بن عبدالاسد	سعید ذی زور
سکینہ دختر امام حسینؑ	سلیمانؑ
سماک بن...	سماک بن..غیر
سمیفع ذی کلاء	سنان ی زمری

سواد بن مالک	سواد بن مالک داری
سواد بن ھمام	سہل بن یوسف انصاری
سہل بن مالک	
ش	
شہریب	شخزیت
شریح بن عامر	شریک غیر منصوب
شریک فزاری	شعمی
شہرزونیاق	شہرک
شہریار	شیخ طوسی
ص	
صعب بن عطیہ	صیحان بن صوحان
ض	
ضحاک بن قیس	ضرار بن ازور

ط	
طاہر بن ابی ہالہ	طبری
طبرانی	طلحہ بن اعلم
طلحہ بن عبداللہ	طلیحہ بن بلال
طلیحہ بن خویلد اسدی	طلیحہ بن فلان
ع	
عبداللہ بن زبیر	عبداللہ بن سباء
عبداللہ بن سوار	عبداللہ بن عبداللہ
عبداللہ بن مسعود	عبیدہ بن سعد
عقاب بن اسید	عابس جعفی
عتبہ بن غزوان	عاصم بن عمرو
عتیبہ بن نہاض	عامر بن طفیل
عتیبہ	عامر بن عبدالاسد
عثمان بن ابی العاص	عامر بن عبدالاسود

عثمانؓ (خلیفہ)	عائشہ ام المومنینؓ
عثمان بن ربیعہ	عباد بن حصین
عجل بن لجیم	عباد بن منصور
عدی بن حاتم	عباد ناجی
عرفجہ بن حرثمہ	عبد بن عو
عذرہ بن سعد ھزیم	عبدا بن غوث حمیری
عروہ بن زید	عبد الدار بن قصی
عروہ بن غزیہ	عبد الرحمان ابی العاص
عصمت بن عبداللہ	عبد القیس بن اقضا
عکرمہ بن ابی جہل	
عبد الکریم بن عبد الرحمان	علاء حضرمی
عبد المومن	علجوم مہاربی
عبداللہ بن خفص	علقمہ بن علاء کلبی
عبداللہ بن دارم	عبداللہ بن زبیر

علی امیرالمؤمنین	عمار یاسر
عمار بن فلان اسدی	عمر بن خطابؓ
عمر بن عتبہ بن نوفل	عمر بن مالک عتبہ
عمرو بن معدیکرب	عمر بن مالک عقبہ
عمرو بن حکم قضاعی	عمرو بن وبرہ
عمرو بن محمد	عمیر ذومران
عوف بن خارجہ	عوب بن عبد منات
عوف بن ربیعہ	عیاض بن غنم
غ	
غزال ھمدانی	غصن بن قاسم
ف	
فرات بن حیان	فرعون
فزارہ بن دیبان	فقعس بن دودان
فیروز دیلمی	

ق	
قاسم بن محمد	قتادہ بن نعمان
قرقرہ...یس (قرفد ین زاھر)	عمرو بن مالک عتبہ
قروہ بن مسیک	قعقاع بن عمرو
قلقشندی	قیس بن عبد یغوث
ک	
کعب بن مالک انصاری	کلاب بن مرہ
کلیسان بن ضبیہ	
ل	
لقیط بن مالک ازدی	لوئی بن غالب
م	
مالک بن حذیفہ	مالک بن ربیعہ
متمم بن نویرہ	مبشر بن فضیل
متمم بن حارثہ	معاویہ بن بکر ھوزان

معاویہ بن عبدالکریم	محمد رسول اللہؐ
معاویہ عذری	محمد بن جریر طبری
معبد بن مرہ	محمد بن حریر عبدی
مغیرہ بن شعبہ	محمد بن عثمان
مالک بن عدی	مالک بن نویرہ
مالک بن وہب	مامقانی
مکنف بن زید	مندر بن جارود
محمد بن عبداللہ بن سواد	منذر بن ساوی
مخنف بن سلیم	منبہ بن بکر ھوزان
مدلاج بن عمرو سلمی	مہاجر بن ابی امیہ
مذعور بن عدی	مھرۃ بن حیدان
مرتضی عسکری	مہلب بن عقبہ اسدی
مساور بن نعمان	مہلہل بن یزید
مستنیر بن یزید	میر خوان

مسعود بن مالک	مسعودی
ن	
نافع بن اسود	نائل بن جعشم ''ابو نباتہ''
مسلمہ الضبی	مسور بن عمرو
مسور بن عمرو عباد	مشیمصہ جبیری
مصبح	نعمان بن مقرن
مضارب بن یزید	معاویہ ثقفی
معاویہ	معاویہ بن انس
معاویہ بن ثقفی بصری	معاویہ عقیلی
ن	
نخر جان	نصر مزاحم
نضر بن سری	نعیم بن مسعود اشجعی
نعیم بن مقرن	نوفل بن عبد مناف

و	
وائل بن قیس	وائل بن مالک
واقدی	والب اسدی
والبتہ بن حارث	
ھ	
ہادی علوی	ہاشم بن عتبہ
ہرمزان	ہزہاز بن عمرو
ہلال بن عامر	ھمدان بن مالک
ہیربد	
ی	
یاقوت حموی	یزدگرد ساسانی
یزید بن قینان	یعقوبی

امتوں اور ملتوں کی فہرست

الف	
ازد	ازدسراة
ازدعمان	ازدغسان
بنورباب	بنوعامر
بنوعبدالدار	شنوء
بنورعدنان	اصحاب
اسلام	انصار
ایرانیان	
ب	
بنوعذره	بنوعقیل
بنوکنانه	بنوکهلان
بنولخم	باہلی
بنولوئی	بارق

بنومالک بن سعد	بجیلہ
بنومھارب	بکر بن وائل
بنوناجیہ	بنواسد
بنونجرات	بنوافعی
بنوامیہ	بنوتیم رباب
بنوجذام	بنوحارث
بنوحمیر	
پ	
پارسیان	
ت	
تابعین	تغلب
تمیم	
ث	
ثقیف	
ج	
جاہلیت	جمیند

ط	
طی	
ع	
عباسی	عبدالقیس
عدنان	عرب
غ	
غاید	غطنان
ف	
فزارہ	
ق	
قریش	قحطانی
قضاعہ	قیس عیلان
ک	
کلب	کندہ
م	
مستشرقین	مجوس
مخضرمین	مسلمان
مسیحی	مشرکین

مکتب اہل بیتؑ	مضر
مہاجرین	مکتب خلفاء
	ن
	نَمِر
	ھ
ھوازن	ھمدان
	ی
یونانی	یمانی
	یہودی

علماء اور مصنفوں کے ناموں کی فہرست

الف	
ابوالفرج اصفہانی	احمد بن حنبل
آیت اللہ نجفی مرعشی	ام، ژ، دخویہ
ابن ابی شیبہ	ابن اثیر
ابن اسحاق	ابن اعثم
ابن جریر	ابن حجر
ابن حزم	ابن خلدون
ابن خیاط	ابن درید
ابن عبدالبر	ابن عساکر
ابن فتحون	ابن کثیر
ابن کلبی	
ابن ماکولا	ابن ہشام
ابوداؤد	
ب	
بخاری	بغوی

قلقشندی	
م	
مامقانی	محمد بن جریر
مرتضیٰ عسکری	مسعودی
میرخواند	
ن	
نصر مزاحم	
و	
واقدی	
ی	
یاقوت حموی	یعقوبی

جغرافیائی مقامات کی فہرست

رے	روم
ز	
زرور	
س	
سباء	سرات
سمیراء	سلحین
ش	
شام	شراف
شنوء	
ص	
صنعاء	
ط	
طائف	طاؤوس
ع	
عبادان	عدن
عک	عمان

غ	
غشان	
ف	
فارس	فرات
فراض	فلسطین
فیوم	
ق	
قرقیسیا	قنصرین
قیقان	
ک	
کربلا	کوثی
کوفہ	
ل	
لیدن	
م	
مدائن	مدینہ
مروان شاہ جہان	مصر

مصیح	مکہ
ملطیہ	موصل
مہرہ	
ن	
نجران	نجیر
نجف	نہاوند
و	
واردات	ویہ اردشیر
ھ	
ہجر	ہالینڈ
ہندوستان	ہیت
ی	
یمن	یونان
یورپ	

منابع و مصادر کی فہرست

الف

اخبار الطوال
اسد الغابہ
اصابہ
انساب الاشراف
استیعاب
اشتقاق
اکمال

ت

تاج العروس
تاریخ ابن الخلدون
تاریخ ابن عساکر
تاریخ اعثم
تاریخ خلیفہ بن خیاط
تاریخ یعقوبی
تہذیب التہذیب
تلخیص جمہرہ ابن کلبی
تاریخ ابن اثیر
تاریخ ابن کثیر
تاریخ اسلامی ذہبی
تاریخ بخاری
تاریخ طبری
تجرید
تقریب التہذیب
تنقیح المقال

تہذیب الکمال	
ج	
جرح وتعدیل	جمہرہ انساب
خ	
خلاصۃ تہذیب الکمال	
ر	
رجال شیخ طوری	رواۃ مختلقون
روض المعطار	روضۃ الصفا
س	
سیرۂ ابن ہشام	
ص	
صفین نصر مزاحم	
ط	
طبقات ابن خیاط	طبقات ابن سعد
ع	
عبالہ ھمدانی	عقد الفرید
عیون الاخبار	

ف	
فتوح ابن اعثم	فتوح البلدان
فتوح سیف بن عمر	فصول المہمہ
فہرست تاریخ طبری	
ن	
نسب قریش	نقش عائشہ در تاریخ اسلام
نہایت الارب	
ھ	
ہزار و یک شب	
ق	
قرآن	
ک	
کلیلہ و دمنہ	
ل	
لباب الانساب	اللباب
لسان المیزان	
م	

معجم قبائل العرب	مقدمہ مرآۃ العقول
محبر	مراصد الاطلاع
مروج الذہب	مسند احمد بن حنبل
مشترک	مصنف ابن ابی شیبہ
معارف	معجم البلدان ''یاقوت حمیری''

تاریخی وقائع کی فہرست

الف	سیف کے خلق کردہ دن
ارتداد حطم	روز ارماث
ارتداد قبیلۂ یمانی	روز اغواث
ب	روز عماس
بعثت	روز گاؤ
ج	روز ماہی
جنگ احد	لیلۃ الھریر قادسیہ
جنگ بدر	
جنگ جلولا	
جنگ جمل	
جنگ دبا	
جنگ صفین	
جنگ قادسیہ	
جنگ نہاوند	

جنگ یمامه جنگهای ارتداد ح حجة الوداع ط طاعون عمواس و واقعه کربلا	